

ساریج نظام اُردو

حصہ اول

مسلمان سلاطین خاندان قطب شاہیہ اور ادنیٰ ہند حکومت کی تعمیر شدہ عمارات و قلع و اماکن وغیرہ کے حالات میں از عہد حکومت سلطان علی قطب شاہ تا زمانہ سید ابوالحسن تانے شاہ و حالات و انتقال سلطنت گو لکندہ بنامہ تاجور یہ منلیہ ہنشاہان دہلی

مولوی محمد عبد الرحیم خان صاحب

رامپوری ناظر مدرس ضلع ونگل نے بغرض تفسیر طبع ارباب دکن اور خصوصاً بنظر تعلیم و تدریس طلباء کالج و اسکول ہائے سرکاری کے بہت سی معتبر تواریح و سوانح اور ترجمان تواریح انگریزی اور سرگزشتوں اور سفرناموں وغیرہ سے تصنیف کیا

اور جب کو ۱۳۱۱ھ ہجرت میں
حاجی منشی نوشہ علی خان صاحب تاجر کتاب اچا پینا نے

تبعیت فی طبعا

طبع کروایا

دفتر اول ۵۰۰ جلد

حق تصنیف محفوظ ہے اور یہ کتاب بطوری شہر

دیباچہ کتاب

اس کے کہنے کے لئے ہر انسان کا دل جانتا ہوگا کہ ہمارا آباد احوال کوئی اولیٰ ابتدائی حالت کیسی تھی کہاں آج اور اس کے
 مذہبی عقاید کیسے تھے۔ وہ کہہ دے اور شان شوکت کے آدمی۔ اور ان کا زمانہ کیسے تھی۔ اور ہر کیا کیا معنی والام پڑا اور کن کن تفسیر کو انہوں
 نے جھیلایا۔ کہ یہ تاریخ البالی اور خوشحالی زندگی بسر کی۔ اور یہ جو بہت کم ہمارے بزرگوں اور اسلاف کی کیا حالت گذرتی رہی اور ہم
 اور کس باعث موجودہ حالتیں بنی ہوئیں۔ اور یہ کیا تبدیلی حالت رفتہ رفتہ معلوم فنون کی ترقی ہوتی ہوتی ہماری طرز معیشت موجودہ کی نسبت
 پہنچی ہو۔ ان باتوں کا جاننا گویا اس راستہ کا دیکھ لینا کہ جس روئی کی ترقی و منزل کا دار و مدار اور جس جائے سے متعلق خوشحالی کی
 راستہ نکلا گیا۔ اور ان کے نشتر حالات میں آج ہی بہت دخل لایا ہے۔ اور آجی خاندان آئندہ کو ایک طریق متانت اختیار کر لے گا۔
 ہی دیکھ کر زمانہ حال دانشمندان علم و تاریخ کو ایک اعلیٰ ذریعہ نیا مختلف تجربات حاصل کر لیا ہے کہ اگر علم و فنون کے ایک جز
 تعلیم قرار دیا۔ ہمارا سلطنت نظام سرکاری اسکولن میں بھی تاریخ پڑھائی جاتی ہے مگر وہ ایسی تاریخ ہے جس کا پڑھنا عایا نظام کے مطلق
 مفید نہیں ہے مناسب تھا کہ عایا نظام کو اسی سلطنت کی تاریخ پڑھائی جاتی۔ لیکن ایک بھی شکل ہے۔ کہ کوئی تاریخ زبان اردو میں
 ایسی نہیں ہے جو تعلیم کے قابل ہو۔ یا جس کے ہمارے شاہی خاندان آصفیہ نظام جلیلہ اللہ علیہم درباریان حکومت کا حال معلوم
 ہو گیا اور اب دکن کو اپنے آباد احوال اور انہی اصلیت واقعت حاصل ہو۔ یا یہ خاص ہو کہ ہماری سلطنت اور یہ ہماری
 معیت طریقہ میں ہمارا طرز ہمارے دستور ہمارے زبان۔ ہماری مالی مال جو اس وقت کیونکر ہو گئی۔ ہمارے بزرگوں کو یہ چاہئے
 کیونکہ حال ہمارا دینے نزل اور منزل خلک ہم کیوں رہی ہوتی تھی تاکہ ہم اسے تاریخ اخذ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے کون سے آہ آئندہ جز
 حاصل ہو سکے اور کون سا طریقہ ملک کو انی نفاذ کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔ نیز ان کے پورے کر کے ایک تیار تاریخ بعینہ متدہا با مقرر زبان
 سب کا یہ تو فیض حال آ آئے ہوئے ہندو اس کے اسلام آئین ان کے سال میں بہت کم تاریخ نظام نام کہا۔ اس کتاب کی تصنیف میں نے پہلے نظام
 کہ نہ تو ایرانی فارسی ریجن کی طرح فضول عبارت بہرین نہ آگزی می رمون کی طرح بھی اور باجہ مذاق افسانہ اور خوار خواہ ہوا اور لہذا
 کے افعال پر نہیں بہتر ہیں بلکہ وہ نہیں ملتا کہ جو ترکیب سے جسے خدا صانع صانع خالق تبارخی مرتب ہوتا اس کتاب کا جاباب یا کردی جو زمین
 سے حاصل ہیں اس میں سب کا یہ ہلکہ و صدمہ میں آئے صفیہ و صدمہ میں دامدار اور آصفیہ کہ ہر اور صدمہ ہمارے زمین و زمین و زمین و زمین
 وطن کو آہستہ خاکسار۔ یہ جو بدترین حال میں ملے ہوئے ہیں۔

تہسید

کوہ ہند ہیا جبل سے براغلم ہندوستان شمالاً جنوباً دوسرے ہر گئے ہیں ایک شمالی ہند اور دوسرا جنوبی ہند۔ شمالی ہند کے مسلمانوں نے اس تمام ملک کا نام دکن رکھ دیا ہے جو کہ ہستان ہند ہیا جبل کے جنوب میں مشرق کی شکل پر اس کماری ملک میں کی طرف کو جلا گیا ہے مگر قدیم زمانے میں اس سرزمین کا مجموعی ایک نام تھا یہاں کہ قدیمی باشندہ ستہیا (شمالی راس) سنگولیا (مغلستان) کے نسل والے کہتے ہی غولون میں گئے۔ بعد دیگرے تران کے آکر اول شمالی ہندوستان میں گئے۔ پھر اور پھر رنہ رنہ ایک دوسرے کے بعد دکن کے طرف چلے آئے۔ انہیں کی اولاد میں جنوبی ہند کی وہ چار بڑی بڑی نسلیں ہیں جو اب تک تامل دیامی - تلنگی - کنڑی ہیں۔ سنسکرت زبان کے مخلوط ہونے سے بیشتر یہاں پانچ زبانیں بولی جاتی تھیں۔ وٹا ورتیس میں تامل - اور کرناٹک یا کنارا میں کنڑی (کنری) تملنگانہ میں تلنگی - مرٹھ یا مہاراشٹر میں مرٹھی اور اڑیسہ میں اڑیا۔

علاوہ ان گونڈ واندھ میں گونڈی زبان بھی تھی جو جنگلی بکو اس سمجھی جاتی تھی۔ انہیں زبانوں کے لحاظ اور بھاڑوں کے حامل ہونے کی وجہ سے جنوبی ہند کے استیقا خطہ ہو گئے ہیں جنہیں سے بعض تو بالکل اور بعض کا کچھ حصہ ملک نظام میں اب بھی شامل ہے اور اسی وجہ سے دکن کا اطلاق اس زمانہ میں اکثر حضور نظام ہی کی عمارت پر آیا کرتا ہے جس کے حدود اور ربع یہ ہیں۔ حدشمالی پر پربڑیٹھنی مدراس کے اضلاع - کرنول - گنتور - پچملی بندر پہلے ہوئے ہیں اور دیاسے گوڈ اور سی بھی تہا چلا گیا ہے۔ شمالی حد - ممالک متوسط ہند اور ضلع نامک سے گھیری ہوئی ہے۔ جنوبی حد پر ضلع کرنول کی عمارت اور دیاسے تنگہدرا ہے۔ مغربی حد پر علاقہ فاندیس - احمدنگر - اضلاع دہاڑواڑ - کلاڈگی پہلے ہوئے ہیں۔

اس ملک میں ۷ اضلاع میں دارالحلقہ بلدیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہے۔ اس سرزمین ایک کرد و تیرہ لاکھ باشندے بستے ہیں جسکے جان و مال کی حفاظت حضور نظام کے درجہ

سابق میں یون عرب مسلمان اس ملک میں سمندر و نکلے کنارے کنارے ملہارا اور کنار اور غیر ہین
نجات کے واسطے آغاز اسلام آیا جایا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت میں
حضرت ثقیفی حاکم بحرین و عمان نے سلسلہ میں جنوبی حد کے بمبئی ٹاپو پر ایک حکم دیا لیکن غلیفہ
اس رٹا فی سے خشنود نہ ہوئے اور حضرت ثقیفی برقیاب فرمایا لیکن پھر بعد اسکے کسی مسلمان نے
سلسلہ سب کے آغاز تک اس ملک کی تسخیر کرنے کا ارادہ نہ کیا اور اس سرزمین کے چھوٹے بڑے
آریا نسل راجی جڑستہا اور منگولیا نسلوں کے بعد قابض ہو گئے تھے بے شک اپنی اپنی عداویوں
میں راج کرتے رہے لیکن سلسلہ میں سلطان علاؤ الدین خلجی نے اپنی چاچا جلال الدین فیروز
کے زمانہ سلطنت میں دیو گڑھ یعنی دولت آباد پر جو بہار شہر دیں میں واقع ہے ایک مختصر
اور جارسپاہ سواروں کے حکم کیا اور دیو گڑھ کو فتح کر کے وہاں کے راجا رام دیو کو خراج گذاری
اور اطاعت کے وعدہ پر پھر راجدہی پر قائم رہا مگر اصل میں مسلمانوں کو ملک لینا منظور تھا جسکا
انجام ہم ہوا کہ بہت ہی جلد یعنی سلسلہ شمس تمام راجستان ہند جنوبی تو گورن تک ختم ہو کر
سلطنت اسلامیہ دہلی میں شامل ہو گیا اور جو چھوٹے موٹے ہندو راجے باقی تھے وہ اطاعت
و فرمان برداری اور خراج گذاری کے اقرار پر بحال رکھے گئے۔ خاندان خلجی کے بعد خاندان
تغلق کا ستارہ چکا اور دہلی کی سلطنت ان کے ہاتھ آئی۔ دوبا شاہوں کے جاہ و جلال
میں کچھ فرق نہ آیا مگر قیسر بادشاہ فیروز شاہ کے وقت میں مگر کہ میں ایک نئی سلطنت
اسلامی قائم ہو گئی جو خاندان بہمنیہ کے نام سے مشہور تھی جب اس خاندان بہمنیہ کا خاتمہ
ہو گیا تو ملک دکن میں بائیس ریاستیں قائم ہو گئیں۔ جو۔ ایلمچور۔ بیدر۔ گولکنڈہ۔
احمد نگر۔ بجا پور کے نام سے موسوم تھیں۔ ان میں سے بجا پور۔ اور گولکنڈہ کی سلطنتیں
دیر دراز تک قائم رہیں آخر کار شمس الدین عالمگیر نے ان دونوں کو
خاتمہ کر دیا اور تمام دکن سلطنت مغلیہ دہلی میں شامل ہو گیا۔

حصہ اول سلاطین قطب شاہیہ کے حال میں

نژاد قدیم میں قلعہ گوگندہ ایک کچی کٹی تھی اور کوہ نصاف اور قلعہ کوہ پر راہ چنگ کے توسل جہاں کی حکومت تھی مسلمان
حکومت و شان بہانگ نیر پہلی تھی سلطان محمود بنی ہالی محمد آباد سید نے قلعہ جوہ میں سلطان قلی قطب شاہ کو ایک
جہاز لشکر کے ساتھ قلعہ گوگندہ پہنچایا اور اس قلعہ پر قبضہ کر کے نامی نصاف قلعہ کو تخریر کر کے اسلامی حکومت میں لایا

ذکر سلطنت سلطان قطب شاہ

مولف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ یہ بادشاہ موضع سعد آباد سلطنت ہمدان میں نشہ بھر میں پیدا ہوا جو اب کی عمر
بریس کو پوچھی فملی دشمنوں کے خوف سے پوچھی ایرتہ قلی بیگ کے فاقہ میں عوامی گورنر پرند و تان میں آیا اور
کے بادشاہ سلطان محمود بنی کو سرکارین باریاب ہوا اور چند وزمین و دار سلطانی میں بڑی عزت حاصل کی۔
حتی کہ وصول پیشکش قلعہ گوگندہ کیا اور اس پر اپنی بیوی سلطان بنی کو بچا اور قلعہ گوگندہ پر قبضہ کر لیا اور سولہ
سال یعنی تین سو چوبیس سال سلطان محمود بنی کی اسی طرح حاکم رہا لیکن سلطان محمود بنی مر گیا اور اسکے
صوبہ داران ایچمپور احمد گریہ بجا اور سلطنت پر دست برداری کر کے خود جدا جدا سلطنت قائم کر لی تب سلطان
قلی قطب شاہ ہی گوگندہ کا خود مختار بادشاہ بن بیٹا اور سلطنت گوگندہ کو تداریکاً خوشترقی و برونشتر
دست دی اور اس ملک تلگانہ میں کہیں کے باشندوں کی کہلی کی سلامتی نہ باقی نہی جا بجا ہوا کر کے نرا کا
بقانون اور بند روں کو منہدم و مہار کر کے بجا انگو سادہ و حلیہ عالیشان تعمیر کر کے اور کلید چاندی کی خوشنوا
مدائن ہر سر مقام میں گونج اوشیں اور طلال اسلام کھر سے جا بجا اڑنے لگے قریب سال تک

۱۔ جی گراس نامہ میں غایت قدرت و تشبہ بندہ کی سلطنت تھا کہ ایک بہت بڑا اور اطراف کے تمام بندہ و پادشاہوں کی
گواہی سرکار و شہنشاہ جہاں گوگندہ میں راج کرتا تھا اور اس میں فرار دل تھے ۱۱
۲۔ سلطان محمود بنی بادشاہ بیک خاندان کا بیٹہ مولف تاریخ سید فرشتہ کا لکھا ہے کہ گویا بہن کے بیٹے نے
فتح کا ملازم تھا اور کس طرح وہ بیک خاندان کا بیٹہ مولف تاریخ سید فرشتہ کا لکھا ہے کہ گویا بہن کے بیٹے نے
جہاں گوگندہ کو فتح کر کے اپنے دودیل پر لایا تھا ۱۲
۳۔ جہاں گوگندہ کے قلعہ میں کئی کئی کھنڈرات سرور میں بیک خاندان کے کھنڈرات سرور میں بیک خاندان کے کھنڈرات سرور میں
صندہ سرور کا اور جہاں گوگندہ میں کئی کئی کھنڈرات سرور میں بیک خاندان کے کھنڈرات سرور میں بیک خاندان کے کھنڈرات سرور میں
۱۳
۱۴

سلطان قلی قطشہ کی ولادت

اس بادشاہ کی ولادت کا بیان ہم پیرہن جو فرزند اول حمید علی بابا کے ساتھ کریموں میں لڑا کرتا تھا
بابا سامنہوی پر گیا فرزند دوم قطب الدین جو بعد سلطنت تہا جیش خان نے اسکی آنکھوں میں سلامی
پہر دانی اور نوٹھے و فوجی بدیدہ ہی پر گیا تیسرا باقی جیش خان کہ نہایت سفاک تھا۔ جو تہا سعدا لکھو دلو
کہ بابا سامنہ فوجیت ہو گیا یا پھر ان وقت خان کہ قلعہ ہو گئیں رہتا تھا چٹا ابراہیم مرزا کہ ذکر اسکا آگیا

دور سلطنت بابر قلی جیش قطشہ

جب میر جوئے سلطان قلی قطشہ کو شہید کر دیا تو فرزاوان سرگاہ کر غنبدان پاس کیا پھر قلعہ میں رہتا تھا
خلائی کریمت ہی جلد قطب الدین علی کے مکان پر گیا اور اسکی آنکھوں میں تل کی سلامی پہر دادی اور تہا کر جیش خان
سلطنت پر بٹھا دیا پھر راء اور خوزین و ان کے اسکا اٹھارہ جیش خان بھی سکی اسکا لکھو کے عیار لکھو
مکوت سے سرور و ملین کیا اور بابر قطشہ کو ملین کیا تو بارش اٹلی انہی سخت مہار جو چاہے کرنا شروع کیا
ترتیب ملک سمیہ کریم کو لکھو لکھو کیا اور ان قلعہ کو بیکر دیا و نا کواری گاہ تمام سو ایک ہر دست قلعہ خواہا
کلف سمیہ یادنا پیرا کو خوشی ہا گاہ رہتا اسکو ابراہیم دشاہ باوشا پیرا جو کھوس کر لیا مجبور ملک سمیہ
جیش قطشہ کو عرضی ہی ہوتی نہ تھی اور ایسا پور چڑھ دوڑا اور دژ شمشیر عا دشاہ کو عاجز کر لے
شہر و صوف لافانی صابح خیر نام کوٹا اور خیل تھی کہ کہ شہر آفاق تھی ملک بیکر لیلیا اور از مرزا ملک بیکر
کو عطا فرمایا ملک سمیہ اس فرائض کے عوض میں قلعہ بیکر دیا اور ان کے پیر جیش بادشاہ کے نذر کر دیا اور ہم
جیش قطشہ کی نصیحت سے دوہم نام سو کر کے پیرا جوارت عہد بنیہ کے نذر کر دیا اور عہد کے یاد شاہ الی
کام کر کے یکم عش و عشرت میں دی گیا اور بعد تر پیرا لگا اور کار عا ضہ طمانین شلا بیکر و جیش و جیش
کا ہر استیلا آج بابا کے مقبول اس لکھو فیض میں مدون ہوا دت سلطنت اسکی ساڑھ سال کہہ ماہ تھی

دور سلطنت جند روزہ سجان قلی قطشہ

جیش قلی قطشہ مرگیا تو عیان سلطنت شہر ملک کے سجان قلی قطشہ کو کہ وقت سا کہ یہ نہایت سلطنت
راہ گاہ گاہ کوٹا اور خیل تھی کہ کہ شہر آفاق تھی ملک بیکر لیلیا اور از مرزا ملک بیکر

کرکتا پڑ ملت خان کو دیکھو گیسے لاکر تخت سلطنت پر بیٹھایا چاہے تھوڑے دن کے بعد ملکی حکم و اللہ
کو جیت خان سے ناراض ہو کر اٹھ کر گیا تھا ملک کے مختار کا دربار سلطنت کا مندر کا اس خطا حکم کے
دفعہ کو کہ کن سلطنت جمشید کے تخت ناراض ہو اور دولت خان کو قلعہ بونگر سے نکال کر اودھ سے
اور جیت خان سے کر کے فساد برپا کر دیا آخر کار عبدالملک نے اس کو شکست فاش دی اور دولت خان کو قلعہ بونگر سے
منفی کر دیا لیکن جب میں الملک یار دکن کو بڑے بھروسہ مندوں پر اس کی شایع کیا تو تمام امرا اور زمین دار
اتفاق کر کے چاکر شہزادہ مرزا ابرہیم کو جو ایک حکم کے مطابق قلعہ دکنڈہ میں رہتا تھا لاکر تخت پر بیٹھا دین
جمشید خان کے وقت میں پر شہزادہ چاکر خوف سے قلعہ دکنڈہ سے ہٹ کر ملک فاسم پر پہنچ گیا تھا
لیکن خان فاسم پر یہ کیسا خان جہاں چاکر اس کو ڈنکا کے جمشید خان کے ہمارا کر دے چھا لیا کسی غیر
مستقلہ ملک کی سبھی اوجھل سبب تھی شہزادہ مرزا ابرہیم جہاں آئے روز اس کی فساد کی حکمت پر
نے بڑی نانی کی کہ بعد سے ہٹا گیا اور سید جی عیاض نے بڑے فتنوں کو لیکر باروت دین کی ایک سہیل
بہر نفس اس کا جان کا دشمن اور گرفتاری کا دیکھا و غرض حال کے اس کو نہ تھکا تارا اراج فانی چاکر کے باہر سے
سند و تہا پہنچا یا تھوڑے سا سرخ سزا دیکو ایک حق تعالیٰ نعمت کے خیال سے شاکت بریں شکر آرازم سے اس پر دیکھا اور
پر شہزادہ نہیں تھکا کہ اس وقت میں تواتر عرض کیا کہ کو اراکان و امراء قلعہ دکنڈہ کی شہزادہ کے سامنے سید
تشریف آوری کو لکھنے پہنچیں شہزادہ فی العزیز نے فریقوں کو لیکر کہ لکھنے چاہے مستعد ہو گیا لیکن باہر سے پہنچ گیا
سے سن کر اور جی کی توانا تو فرج چلا کر دیکو کہ اگر اس قلعہ شہزادہ اسی ہی منتظر کیا اور سید کو لکھنے کو لکھ
مواجب نام لکھ پڑھن ایک کو بخوبی تو فوراً ایک رات کو غلام کو اراکان نے جو خان کو شایع سے وقت
رکھنے کو تو قتل کر لیا اور کچھ دن کو قلعہ میں پھرا یا اور جہاں قلعہ کو قلعہ دکنڈہ کی شہزادہ مرزا
کو لکھیں عین الملک پر بھی سلطان علی اور خوف شہزادہ ابرہیم سے طاعت نہ شایع کی دولت کی گئی
شہزادہ مرزا ابرہیم اس جیلہ برادر الدنا کہ بعد جوس البتہ شایع پر جو عمل میں آوی گئی پس اس کے
اسین الملک ایس پر کر سکا دی ملا کو کو اراج کر تا مواجب سے دینا اسطیف کو چھ لکھ لکھ شہزادہ مرزا ابرہیم
دوسرے روز - بارہویں رجب ۱۰۰۰ ہجری کو تخت سلطنت پر چلو آ رہا ہوا -

اور تمام حالات جنگ و صلح میں حسین نظام شاہ سے موافقت پیدا کی۔ مولف گلزار آصفیہ کا قول ہے کہ اس بادشاہ کے لشکر کو کسی شکست نہیں ہوئی وہ بڑی ہوش و دانش تھاپل پل کی خبر پر گھومے ہوئے اور کچھ ہونے لگی تھی اور خود میدان میں بیٹھ کر ادو خان کا انصاف کرنا ہمارے وقت سفر و حضر میں علما فضلا شہر احکام و اہل علم کا مجمع اور رہتا تھا اور کوئی ملک نظام کا خیال نہ کیا تھا کہ تمام ڈاکو اور بزنز ناپید۔ چوتھوں کس کس طرح کا خلش نہ تھا تمام ملو زمین اس زمانہ ان کے مالک بن گیا یہی سونا چاندی جلی جاتی تھی اور کسی عہداری فتنہ کو لکھنے کے سنوٹے اور اجیدار اور کوئٹہ سیراؤر سے شوریہ پہلی پہلی غنی مسافروں اور غریبوں کو مفت کھانا ملتا تھا۔ بہرہ و بارہ اصدقاہ تاجر کو گناہ اور عطا وہ اپنے مال کے سقوطی قیمت کے خلوت کران ہوا اور انعام دیتے تھے نخل صبا کا بڑک بھی نظام بھی کراہی بادشاہ کے وقت میں آیا ہے اس بادشاہ کے موت کا جو سبب ہے کہ رام بادشاہ حسن و کرم و ان کی دکن کے عہد میں اس خطائی و لغزشی بت و نصا ویر نگار لکھ لایا تھا اب ہم نقطہ کا راج کے لائحہ عمل سے جو لکھا اور نصا بہ حقور عائد حال ہوئی ہے یہ طبیعت نے بہت کچھ دیکھا ہے مگر تقدیر کے آگے کچھ نہیں کر سکتی اور یہ بزرگ دستہ تمام عادل بادشاہ ایکس رجاہ مہاراجہ کو موت کو سیدھا اور لکھنؤ میں اپنے باپ کے مقبرہ کی پاس میں ہوا مدت سلطنت اس کو سال نو مہینے ہی اور اس کی اکاؤنٹ بریل کی ہوئی۔ ۱۷

ابو حسیب قطب شاہ کی ولادت

اس بادشاہ کی ولادت میں چھ مہینے سے سب سے بڑا سلطان محمد قلی قطب شاہ تاجک بیدار آئینہ آؤ گا

عمارات تعمیر شدہ عہد سلطان ابو حسیب قطب شاہ

اس بادشاہ کے عہد دولت میں قلعہ کو لکھنؤ کی شہر بنایا جاتی گئی خان اعظم مصطفیٰ خان مدار اللہ نے بادشاہ کے عرض کیا کہ جہاں ناہ راجہ کی لڑائی سے فراغت پاچے ناہم ملک محروس کے اطراف و اجانب میں بہت سو فیاض موجود ہیں اور ہر سال اسے چھوڑے ہوئے رہتی ہیں لیکن اس سلطنت قلعہ جبکہ کہ چھوڑے ہوئے مضبوط

اس نعل جی کی حقیقت کو تاریخ نقشبندی کا ملکہ اس طرح بیان کی ہے کہ خود میں اس کا قریب و دور قبول اس کی عظیم جنگ کے لڑنے کے دوران میں اس کے قریب مبارک تھا اور اس عہد میں ان کے حالات کے لیے نوری کا موال تھا اور علی زلف میں نعل جی کے ہر سو کرانہ میں دشمنوں کے مارے ہوئے موال عہدہ ہو گیا اور بدلتا بدلتا آمدت و یوسف عادت ہو جاتی تھی کہ انہ کا اعلان کر اور یہ عہدہ کے مدت میں سلطنت کو لکھنؤ کو چاہیہ اگرچہ حیدر آباد میں موجود ہے۔ محمد کریم

ہنہیں اگر دزدی کو حکم ہو تو نسبت ہو طرہ و عہد میں اس قلم کے اگر دشمن پناہ نکلیں پھر اگر دزد جس سے ملے
 ظاہر ہو چنانچہ پھر بادشاہ کو پسند آیا اور اس کے سپیکر مندرجہ ذیل کے نصیر شروع ہوئی اور صفحہ چہارم میں آئے اللہ تعالیٰ
 گزیدہ و نگین دیوار چار سو چار مع جہیز ان کے اور آئینہ دروازہ آہنی اور خندق و شمار گراں قیمت ہو گئے جو
 اب تک موجود ہے۔

موسیٰ ندی کا پل کہنہ ہی ہی بادشاہ کو وقت میں پنج روز و شب ہزار پیر پیر ہوا کہ میں کہ جو زمین دیکھ کر تو کمال کی
 اسی سال میں بنایا گیا اور ہم شاہی متصل فائدہ لایا و نگین اندر فائدہ و نگین بادشاہ عالم و تالاب میں لایا ہوا
 حسین شاہ ولی آباد بادشاہ و تالاب آبادی ابراہیم بن کہ کبہ لکھو و کبہ بودیلان لکھو و کبہ زسا پور و کلا چنورہ فائدہ
 و سجدہ و مدارس اور دوسری عمارتیں ہی ہی بادشاہ کو وقت میں تعمیر ہوئیں کہ مہابک سولہ کلاس ہی اسی لکھو و کبہ

شروع ہوا۔ دوکر سلطان محمد علی قطب شاہ بنی براسم قطب شاہ

جب سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اس دنیا سے نہ ہو کر تخت شاہی کو خالی کیا تو تمام امر اور خیر میں متفق ہو کر
 ابو الفتح سلطان محمد علی قطب شاہ کو کوراثت و تاج اور فرزند ابراہیم قطب شاہ کا تخت سلطنت پر
 بیٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھا جب یہ بادشاہ سر پر آکر دولت ہو انما عیان سلطنت و ارکان مملکت
 در رعایا بر آیا کو اظہار خیر و انیسور و شاد کام کیا اور پیر پیر شاہ میر کو کہ سر حلقہ امیر لڑ دولت تہا یک
 جہاز لکھو و کبہ سپاہ نظام شاہی کے ساتھ تہ تیغ فائدہ رک کیلئے روانہ کیا لیکن آجیا ہم عادل شاہ نے منت
 سماجت کی اور فائدہ نکھو رکی فتح سے رو کا چنانچہ محمد علی قطب شاہ نے امیر شاہ میر کو اس حلقہ سے منع کیا امیر
 نکھو نے دکان سے نکھو کر کے موضع کا کن و ناگادی وغیرہ کو فروغ کر کے مراجعت کی اور علی خان کو کہ حکم

صاحب نجم قطب شاہی بطرانچو دریا سر کا پرانا ابراہیم قطب شاہ فراسخو بنا کر اٹھایا اور فی سمانہ ماگنی و تہ تیغ
 خانقاہ پر اٹھا اور روز رفت کو موضع جمل کبہ جہیز کی تادی کو کہ لکھو و کبہ سے ملے اور کبہ لکھو و کبہ کی کلاں
 باب کو بھی جایا کر تہا کور و عبادت کہ گھر سے پورا کر کے لکھو و کبہ سے ملے اور کبہ لکھو و کبہ کی کلاں
 کہ لکھو و کبہ جہیز میں نے سمانہ اور فرزند امیر و دین و امانہ لکھو و کبہ سے ملے اور کبہ لکھو و کبہ کی کلاں
 بر غیر بادشاہ کو کہ خالی بادشاہ نے کلاں اور فرزند ابراہیم قطب شاہ کی تادی کو کہ لکھو و کبہ سے ملے اور کبہ لکھو و کبہ کی کلاں
 و تہ تیغ میر و ایک شخص نے تہ تیغ کر کے کلاں اور فرزند ابراہیم قطب شاہ کی تادی کو کہ لکھو و کبہ سے ملے اور کبہ لکھو و کبہ کی کلاں

ہو گیا تھا سخت سزا دی جلیس کے اسر بادشاہ نے اسے شہر کی مٹی میں پھینک دیا اور اس کی شادی کی اور پھر اس کی شادی ایک
 عادل شاہ بادشاہ سے ہو کر دی گئی اس بادشاہ نے قلعہ کو کھنڈہ چھوڑ کر حیدر آباد گیا اور اس کو والی اس وقت تک رہا
 حیدر آباد کے بسو کا حال ضمن حالات محمد علی مین آئندہ لکھیں گے اس بادشاہ کو گرفت مین قلعہ دھمک کر پھر گیا
 ملک مین الملک کو کھنڈہ کیون بھی گیا اور خود بادشاہ کی اس طرف روانہ ہوا چنانچہ ہر سراج نے غارتی
 اور مانی اور اس کے نام قلعے فتح کے لئے قلعہ کیلئے بھی فرمایا جب افضل خان حملہ کرتی تھی مگر نہ دیکھی گئی
 یہاں سے جنگ کی اور کار شاہی سے افضل خان کی سرکوبی کیلئے سروا بھی گئے لیکن ان سرداروں مین
 سے رستم خان نے بدلی کی اور مجاہدان شاہی مین گر کر دی گئی اس پر اعتبار خان اور علم خان
 بھالی راؤ و خان خانان غرض سب کھانہ کیلئے ستمین ستم ان مین بھی نا اتفاقی ہو کر اچھے نہ لڑ گیا اور
 خان خانان و علم خان و بھالی راؤ والی مرنے لگے آخر کار بادشاہ نے اس مین الملک کو آج
 کی سرکوبی کیلئے مامور کیا چنانچہ اس مین بدست سروا نے ان سب کو ماریٹ کر ٹیک بنا دیا ایک شخص کی قندار
 نام تھا سروا چنانچہ اس مین سلطنت کا علم کھڑا کیا اعتبار خان سروا شاہی نے اس کو بھی کشت و بکشت
 کیا اور بھائی بلند کو درگاہ سلطانی مین ملا کر حاضر کیا یہ شخص بہرانی موروثی جاگیر یہ سرفراز مین
 بہرانی مخالفت کی مگر کار راہ اس خان کے کہنے پر بادشاہ نے ان سب کا قلعہ فتح کر ڈالا اور
 را جہنڈری نے شکایت کی کہ اس طرف بہت سے کافروں نے ہنگام بچا رکھا ہے ان کو ہتھیار
 بند و بست فرمایا جاے لہذا مین الملک ایک لشکر تیار لیکر روانہ ہوا اور وہاں کے بدکرداروں سے
 لڑائی شروع ہوئی راؤت راؤ ما گیا پھر بدہاگ گیا چلو ر فتح ہوا بیٹھے بیٹھے رفت حوائی
 گشتہ اور والی حکمران کا سر بھی لایا اور بادشاہ سے مخالفت شروع کی چنانچہ کشتہ راج برف بھی گئی
 اور کشتہ و تسمیر کیا گیا اور کشتہ و تسمیر کی سپہ سالاری پر ستیہ حسن سرفراز ہوا بعد ان سب حکمران
 کے حمزہ وزارت سلطنت پر ستیہ مرزا محمد امین سرفراز ہوا ستیہ پھر مین شاہ عباس
 بادشاہ ایران کو طریف سے آخر و سلطان اس بادشاہ کی نصرت مین پہنچ کر آیا تھا اور بہت سے
 شخاعت مع محبت نامہ و تمود

تخایف مع محبت نامہ مودت آمو و پادشاہ کے جانب سے لایا تھا محمد علی شاہ نے مہدی علی
سلطان طالش کو بہت سے تخایف ہند و دکن کے ساتھ ایلی بنہا کر ایران بھیجا تھا۔ اس
پادشاہ کے فرزند نرینہ تھا اسلئے اس نے اپنی بہائے کے بیٹے کو بطور فرزند پرورش کیا تھا نہ
اوسکا سلطان محمد تاجب وہ جوان ہو گیا تو اوسکی شادی اپنے دختر کے ساتھ کر دی اور اس
خوشی میں بڑے بڑے جشن کیے اس پادشاہ کے وقت میں چند بد معاشوں نے پادشاہ کے
خلافت حیدر آباد کے بازار میں فتنہ و فساد برپا کیا چنانچہ وہ سب اپنی کفر کردار کو پہنچو چاہو
کے یہائی خدا بندہ نے بھی کچھ فساد برپا کیا وہ بھی قلعہ محمد نمرین قید کیا گیا۔ دستا بدور راجہ و راجہ
نے جو ایک محکوم راجہ رہ گیا تھا اوسنی مخالفت کی پادشاہ نے پنجگیز خان کو اس راجہ کو کھسکونی
کیلئے مامور کیا چنانچہ دستا بدو گدی سے اتار آیا اور بھاے اوکے کشا راجہ کو گدی نشین کیا گیا
اس کشا راجہ نے پادشاہ کو دو لاکھ ہون اور تین ہزار ماہی نذر گذرانی اور بیہ حراج سالانہ
مقرر ہوا۔ الیکٹر پادشاہ نے مرزا محمد امین وزیر کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا تھا اس وزیر نے
پادشاہ کی بہت دھوم دھام سے دعوت کی تھی۔ مسئلہ ہجری میں راجہ بستر پر تاب و نیت سے

نوٹ ان تخایف میں علاوہ دیگر شاہ کے الیکٹر مونیون مع تھا اور خیر آجہا ہر نفیسے طرح کمال اور چالیں اور
جاسی زنگار ساز و براق سے سجے ہوئے اور پانصد توپ مغل و اطلش کے زربفت اعلیٰ و در پانصد توپ اطلش
وزربفت و ایکٹنگ مغل و ایکٹنگ تیرا در بارہ جو رقابین کرمانی کے کہ ایک مین بارالزاعیف و طبل تھا آئی تھی اس علی کو
اوکو اکیصد ہزار ہون سلطان محمد قی قمشہ و انصام و اکرام کو مال کر دیا اور انہر طرف ہی مہدی علی سلطان کشا کو اپنی
بیت تخایف شاہ ہند دکن ایران بھیجا تھا اس محبت و دودا کا اصلی سبب تھا کہ شاہ عباس ایران اور سلطان محمد علی
دونوں شیعہ مذہب سے تھے اس وقت میں وزیر نے علاوہ دیگر تخایف کو قیسی بی گور و بیس تاجی مع سامان نفیر
کو طلا اور ایک کرنید مرصع اور ایک منہ در بلوری دور ویر اور چودہ جلد قرآن اور بیس ری علیان و بیس کاشی
اور قیس و مکید کرمانی اور بہت سے خوان براز زر و جواہر پادشاہ کو نذر گذرانی۔ اور اس ہزار و بیہ طوافیون کو
دست پادشاہ نے اپنے کاندھ پر چڑھا دارا در وزیر کو عنایت کی اور اپنے گور و بیس تاجی و بیس قلمی و بیس غلامی

شہر و شہر چلیا چلیا و کی سرکوبی کر کے آسیر و نیکواری مقرر ہوا۔ اسکو دربار کا یہ معمول تھا کہ ہر شہر
 اور خواہین مجسمہ کی حاضر ہو کر اور یہ مراو شاہی مان سنا کر ساتھ ہیار کھڑی تھیں تاکہ کچھ بھی منزل مقصود
 روانہ ہو جاوے اور یہ کام بادشاہ دہلی کا یہ عہدہ تھا کہ شہر شہر کو تھیں اس سلطنت کے انچاس میں کی ہیں
 ر کڑی عالم جاوانی ہوا اور آپو دادا کی فرسے پاس لکھنؤ میں مدقون ہوا اپنی دل و سکا گنہ نمودار ہو۔

عمارت سلطان محمد قلی قطب شاہ

میں مسکت ہوں کہ اس موجودہ میں عمارتیں اللہ تعالیٰ نے عمارت عظیم الشان جو کہ انیا
 دکھار ہے ہیں وہ سب اسی بادشاہ کے بابرکت سلطنت کے یادگار ہیں خاص شہر حیدر آباد
 فرخہ بنیاد اسی بادشاہ جہان پناہ کا بسا ہوا اسکے آباد ہونے کی اصل وجہ تو وہی ہمارے طوایف کا خیال میں
 بادشاہ کو تھا۔ لیکن اسے اپنے امر اور خواہین کے ہمراہ فرمایا کہ جو کہ قلعہ کو لے گیا ایک چھوٹے سے اور اوسین
 چاہے ہمارے امر اور وسوسہ کنی اور اختلاف کو آرام نہیں ہے علاوہ اکی ہمارے چاہ و شہمت کی شایا
 نہیں ہے لہذا آسیر و سرکوبی کے واسطے جو میدان نمودہ قلعہ برین بڑا ہوا اور میر ایک نیا شہر بنایا جاوے اس کو راس
 حیر کو حکم ہوا کہ ساعت سعید میں بنیاد شہر قائم کرے اوسین چار بازار ہوں اور ہر بازار کے کنارے
 چار طاق اور چودہ محضر اردو کاغین و محل و سائبان اور بارہ
 ہزار محکمہ مساوی الاضلاع تعمیر کریں اور عمارت اور دولت خانہ شاہی کے اور دروازے
 عالی اور دار الشفا و جلو خانہ و نقار خانہ شاہی و مکانات کی کارخانجات اور بیت سر محل
 واسطے اہل خدمات کے اور جامہ خانہ و تبول خانہ و سلاح خانہ و مطبخ خانہ وغیرہ مسجد
 جامع و عاشور خانہ عالی وغیرہ تعمیر کئے جاوے جسب حکم بادشاہ کے چار طاق جلو خانہ
 کے کہ اب چار کمان کے نام سے مشہور ہیں۔ تعمیر کئے گئے۔ اس کمان غزنی کو
 دروازہ دولت خانہ عالی اور دروازہ شرقی کو تقار خانہ شاہی کے نام سے موسوم
 کیا اور وسط جلو خانہ میں ایک حوض مدور بنایا گیا اور ہر دو تختہ بازو کے کہ حوض کے
 دروازے تھے ساگوان کی لکڑی سے بنا کر اوپر مندل و عاج لگایا گیا اور نقش
 و نگار کے کئے گئے اور اوسکے قیہ اور میچین اور جال سراسر طلائی خالص کے بنائے

گئے۔ دروازوں پر زربعت کے پردے لگائے گئے۔ نثار خانہ میں باغ وقت تو
 کھڑکری گئی اور متصل طاق جنونی کے جامع مسجد اور اسکے پہلو میں حمام تعمیر کیا گیا
 اسکے سواے۔ چندن محل اور لکن محل جاگیر داروں اور سلحداروں اور امرا
 و خواہن کے نشست کے لئے تعمیر کئے گئے۔ معمول تھا کہ ہر روز پہر دن چھ
 بار انہر سلحدار و بارگیر مسلح و طیار نشست پر آتے تھے شب کو انہیں کھانا
 ملتا دوسرے روز اسی وقت یہ گروہ جلا جاتا تھا اور دوسرا گروہ اونکو
 جگہ آجاتا تھا۔ عدالت کے واسطے داد محل تعمیر ہوا۔ دارالشفایا روک کے
 لئے طیار کیا گیا۔ حسین دوا غذا سرکار سے ملتی تھی۔ دریای موسے پر
 بندی محل و بنی باغ کہ آخری چہار شبنہ کو اوسمین جلسہ ہوتا تھا اور بنات
 لکھاٹ اور عمارت کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی محل
 و جعفری محل و حیدر محل کہ بعد ازاں حیدر مندوزی کے نام سے مشہور ہوا
 اور بہت سے باغ سیر و تماشا کے لئے تیار کئے گئے۔ ایک سال شہر حیدر آباد
 میں زور و شور سے وبا پھیلی۔ اسکے رفع کرنے کے لئے عاشور خانہ پادشاہی
 تعمیر کیا چونکہ سلطان محمد علی قطب شاہ کو منظور تھا کہ آبادی شہر حیدر آباد کی
 مثل مشہد مقدس صورت پکڑی اسلئے بجائے روضہ امام ضامن علی موسیٰ
 رضا کے چار بنیا تعمیر کیا گیا اوسوقت اسکی بلندی باسٹھ گز تھی۔ اور ایک
 مسجد تعمیر کی گئی اور حوض بنایا گیا طالب علموں کے لئے مدرسہ ہی حوض
 کے پہلو میں تعمیر ہوا اس مدرسہ کے بیچ اور ایک حوض بنائی گئے جس میں
 شیریں اور ہاتھوں کی صورت کے فوارے لگائے گئے۔ بعض کہتے
 ہیں کہ چار ہاتھوں لاکھ روپیہ کی لاگت سے اور بعض کا قول ہے کہ دولاکھ
 ساٹھ ہزار کے خرچ سے تعمیر ہوا ہے۔ تاہم تعمیر اسکی (یا حافظ)

ہے جس سے سنہ ہجری نکلے ہیں۔ یہ چار مزار بہت خراب حالت میں تھے تو اب مزاروں کو
 بہادر نے اسکو درست کر کے راجہ سلطان محمد علی قطب شاہ کو مسرور کیا۔ مسجد جامع
 خان ملک امین الملک کے اہتمام سے سلطان علی قطب شاہ نے مخرج دو لاکھ روپیہ سنہ
 میں تعمیر کرائی۔ اس قول کی تصدیق میں دروازہ جامع مسجد پر امین الملک ہتم تعمیر جامع
 کا نام کندہ ہے اس جامع مسجد میں مدرسہ و خانقاہ بھی بنائی گئی تھی۔ عرض کہ شہر
 مینو سواہ حیدر آباد ہر ہر خوبی و خوشی اسلونی سے تعمیر ہو کر آباد ہو گیا اسکی تفصیل
 کی نہیں ہے حضرت آصفیہ منفرت باب کے وقت کی تعمیر کردہ ہے سلطان محمد علی قطب
 کو شاہ کو ہر سال حیدر آباد سے چار لاکھ ہون حاصل ملتا تھا اور وہ کل رقم غریبوں کو
 اپنا تقسیم کرنے اور انعامات سادات و علما و مولد شریف و یک لاکھ روپیہ خوشبو یوں
 میں صرف ہوتا تھا ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام میں صرف ہوتا تھا اور بارہ ہزار ہون مجاوینا
 کو دیا جاتا تھا۔ یہ بادشاہ شیعہ مذہب تھا اسلئے غرہ محرم سے سیاہ لباس مانتی تھا
 تھا۔ اسکا محمد بن ملوکھ کے قول پر رعایا ہی سیاہ پوشاک پہنتی تھے اور کوہی
 نوٹ: میرا مطالب ناظر شاہی لکھا ہے کہ شہر حیدر آباد بعد سلطان محمد علی قطب شاہ مخرج ستر لاکھ ہون
 کہ ہر ایک ہون چھ روپیہ کا ہوتا تھا تعمیر ہو کر آباد ہوا ہے اور اسکی آبادی بدھ سو قصبہ
 و ابراہیم پٹن و پٹن چرو و پٹن و نامی پٹی تک تھی۔ ہر ہر سردار فوج اپنا لشکر متفرق
 طور پر آباد ہو گئے تھے اسوجہ سے جدیدی جنگوں میں مساجد و خانہ مکانات اور گدوں کے
 نشان اب تک موجود ہیں جب شہر حیدر آباد کا حصار اصغیہ نے بنوایا اسوقت بہت مشکل ٹپکری
 اور شہر کے اندر زمین ایسی گرانی ہو گئی کہ زمین پر برابر روپیہ بچا دینے سے زمین نہیں ملتی
 تھی مجبوراً اسیر و شہر آبادی بڑھ کر چلائی والوال ملک اور اعد ہرنی کی کے چشمہ ملک اور باغ
 ملک شہر سے چھ کوس پر ہے پہنچ گئی ہے۔

نوٹ: الف خان کے نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص ہر سال اسی ہزار روپیہ زائرین کو مدینہ
 و کربلا کے لئے کوٹھیم کیا کرتا تھا۔

یہ لباس ہنر و سیماہ سرکار سے ملتا تھا۔ دو علاوہ ہی اوستے بنائے جن میں بارہ ہزار طاق
 و دشمنی کے تھے۔ ایک لاکھ روپیہ دست خاص سے خیرات کیا کرتا تھا۔ اور ہر سال
 ہر وہیکہ مغل و دینہ منورہ و خجندہ شرف و کربلائی مہلی و مشہد و سمرقند کو بھیجا کرتا تھا۔ رعایا میں جو دولت و
 محل شاہی کی نیچے سے نکلتے تھے حکومت پاتھو۔ اور جو شخص اپنے کو کاغذ نہ کرتا اور شاہی محل کے نیچے آتا خلعت
 کاغذ پاتا تھا اس کو پادشاہی محل کے نیچے دروازہ ہزار مملوک بھیجتے تھے اور سرکار شاہی سے
 بہرہ ور ہو کر جاتے تھے۔ عاشور خانہ پادشاہی سکنہ ہجری میں تعمیر ہوا ہے اور سالانہ
 ہزار روپیہ اس کی تعمیر میں لگا ہے سلطان عبدالہ قطب شاہ کے دو مین عین کے مصلو
 نے اگر اس میں نقش و نگار بنائے مین اور جا بجا سلطان عبدالہ قطب شاہ لکھ دیا ہے
 لیکن دراصل یہ عاشور خانہ محمد فی قطب شاہ کے عہد کا تعمیر شدہ ہے جس کا نام تاریخ تعمیر کے
 ساتھ عاشور خانہ کے ایک طاق پر لکھا ہے یہ عاشور خانہ مدت دراز تک گارجانہ
 تھا لیکن نواب نظام علی خان نے نوازش علی خان کے لکھنے سے بارہ ہزار روپیہ سالانہ
 کی جائیر مقرر کر دی اور علم کھڑے کئے جانے کا حکم دیدیا نواب سکندر جاہ بہادر
 نے بھی دو ہزار روپیہ سالانہ نقد مقرر کر دیا ہے عکسہ ہجری میں نواب ناصر الدولہ
 بہادر ایک روز رات کو تاسا دیکھتے اس عاشور خانہ میں تشریف لائے تھے ایک شخص
 مسیح قرابین ہاتھ میں لئے حضور پر نور کے قریب تک پہنچ گیا فوراً اعتصام الملک عرب
 نے اس کو کشت مات کر نیچے گرادیا اور حسب حکم حضور گر فارق کر دی بعد محققات وہ شخص ہاتھی کے
 بانوں سے باندھا گیا اور اس میں گھسٹے گھسٹے مر گیا۔ علم مبارک کا تبرک بھی۔ علی آقا نام
 منغل و اہل عرب سے اسی پادشاہ کی وقت میں لایا ہے جس کا حال آئندہ عبدالہ قطب شاہ
 کے ذکر میں آوے گا۔

سلطان محمد فی قطب شاہ کے خصلت عادات و اولاد

یہ بادشاہ نہایت رحم دل تھا کبھی کسی کے دل کو بلا وجہ نہیں دکھایا۔ آغاز عمر میں خوب پیش قدمی کی
 پھر نہایت متقی اور پرہیزگار ہو گیا۔ عالموں اور فاضلوں کا قدردان تھا۔ تعمیر کاشوق
 اس حد پر تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ اپنا جاہ و جلال دکھلانیکا بھی اور سکوبراشوق تھا تمام
 عمر میں کبھی کسی کو قتل کا حکم نہیں دیا۔ البتہ شرع سے مجبور تھا کہ قصاص کا حکم دینا پڑتا تھا
 داد و دہشیں حد سے زیادہ تھی۔ مذہب کا پکا اثنا عشری تھا اس سبب سے تمام ملک غزنیہ
 پرست ہو گیا تھا اچھا اور نیک نام راجہ فرزند نرینہ نہ لکھتا تھا اسی لئے اپنے پیچھے سلطان محمد کو راجہ
 تولد سے بلکہ بطور فرزند پرورش کیا تھا۔ وہی ولیعہد سلطنت تھا اور پیرا و سکوا اپنی بی بی بھی
 دیدی تھی اسی بادشاہ نے دولاکھ ہون زکات کی معاف کر کے برہمنوں کے ظلم و ستم
 سے رعایا کو نجات دی تھی۔

ذکر سلطنت سلطان محمد قطب شاہ

یہ بادشاہ سلطان محمد قطب شاہ کا بھتیجا اور داماد تھا اور چونکہ چچا کا ولیعہد تھا اس لئے بلا
 کوئی سخت سلطنت پر بیٹھ گیا اس نے ہی جلال امر و خوانین و رعایا و بریا کو انعام و اکرام د
 جاہ و منصب سے راضی اور شاد کام کیا کتنے ہن کا بصورت سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اس
 نتیجے کے تولد کی خبر میرٹھ میں وزیر کی زبانی سنی اور سیوقت اس شاہ زاد کو اپنے ہمد عاقلیت
 میں پرورش کرنے کے لئے لے لیا جسکو آخر کار تخت شاہی نذر کر دیا یہ شاہ زاد وہ۔
 چہار شنبہ کے روز ۲۳۔ ربیع الثانی سن ۷۳۰ ہجری میں تولد ہوا تھا۔ جب سلطان محمد قلی
 قطب شاہ قریباً لڑکھو تھا تو میرٹھ میں صاحب کوہا کر سخت تاکید و قیہ کر دی کہ سوا سے
 شاہ زادہ سلطان محمد کے کوئی تخت پر نہ بیٹھے وہی وارث تخت و تاج ہے چنانچہ میرٹھ
 موصوف نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا دم نکلے ہی اس شاہ زادہ کو تخت پر بیٹھا دیا اور
 بعد تجہیز و تکفین شاہ مرحوم کی محل میں آئی۔ جب سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

اور سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی کی خبر اطراف و جوانب کے پادشاہوں کو پہنچی تو انہوں نے ادایِ تعزیت و قات و تینت بلوس کئے اپنی بیچھے۔ ابراہیم عادل شاہ بیجا پور کے طرف سے میر محمد تقی اور مرتضیٰ نظام شاہ احمد نگر کی طرف سے۔ میر ابو الفتح بلخیان آئے اور ان کے خط محبت آمو دیش کئے یہاں سے ہی جواب محبت آمو دیا گیا۔

۱۲۱۰ ہجری میں میر محمد امین میر جگہ کو دس ہزار ہون سرکار شاہی سے بغرض روانہ ہوئے بیت اللہ عطا ہوئے۔ اسی سال میں راجہ دھرتی سرکولی کے لئے مسجد کمال الدین ماڈنک بیجا گیا۔ اور اوسنے اوسکو مغلوب کر کے پادشاہی رعب و داب و لایست دھرتی قایم کر دیا۔ ابو الفتح شاہ عباس والی ایران کا اپنی حسین بیگہ چاقی ہی بہت سے تحفے نمایاں کر آیا۔ سلطان محمد قطب شاہ نے ہی اپنا اپنی شیخ محمد خاتون کو مقرر ایران روانہ کیا۔ مولت گترا آصفیہ نے شاہ ایران کا خط تمام و کمال درج تاریخ کیا ہے اوسمیں بہت سے فضول عبارت درج ہے جو پادشاہوں کے جوئے میں اصل مطلب اتنا ہے کہ ہم نے آپ کے حجاز مرحوم کی وفات کی خبر سنی اسی بہت کچھ ملال ہوا لیکن تمہارے تخت نشینی سے وہ غم دور ہو گیا اور ہم مبارکباد دیتے ہیں اور آج کل ہمارے اور سلطان روم کی صلاح ہے جو کچھ ضرورت ملے لاحق ہوئے اوس سے فوراً اطلاع بخشو ہم ہر طرح سے مدد کریں گے اور ہمیشہ مثل یزید کو گنہگار ہم سے بہت رکھو۔ ایک تاج و خنجر و بچاس عزنی گھوڑے یہی علاوہ دیگر تحائف کے بھیجئے اس پادشاہ کے فرزند جگر بند تاریخ ۲۸۔ شوال المکرم ۱۰۲۳ ہجری دو شنبہ پیدا ہوا۔ جسکی بڑی خوشی منائی گئی۔ اس فرزند کا نام پادشاہ نے سلطان مرزا عبداللہ رکھا۔ ۱۲۱۱ ہجری میں دوسرا لاکا پیدا ہوا اس پادشاہ نے ہی مثل اپنی چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے ایک نیا شہر بسا ناجا ناہنا۔ اور قلعہ کی تعمیر حیدر آباد سے مشرق طرف شروع ہی ہو گئی تھی جسپر نولاکھ صرف ہوئے تھے۔ لیکن اوسی حالت میں یہ پادشاہ بنایا ہو گیا۔ اور مصری اطباء کے معالج سے یہ نیک نام متقی پادشاہ صدمہ اٹھا کر ۱۰۲۴ ہجری میں خلد برین کو عازم ہوا۔ بدست

اوسکی بیس سال سے کچھ زیادہ رہی اور عمر اوسکی بیالیس سال کی تھی۔ مگر میں نے اپنے
آبا و اجداد کے پہلو میں دفن ہوا ہنوز گنبد اوسکا موجود ہے۔

اولاد سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کے اولاد میں دو بیٹے تھے بڑے بیٹے کا نام عبدالعزیز تھا جسکی عمر باپ کے وفات
کے وقت صرف ۱۸ سال کی تھی۔ بعد باپ کے یہ تخت نشین ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب سلطان
محمد قطب شاہ کا مزاج حد سے زیادہ بگڑ گیا اور موت کے آثار نظر آنے لگے تب دوستوں
موصوم بیٹے عبدالعزیز کو بلایا اور حکم دیا کہ اس مصلیٰ پر جاؤ اور دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر
صحت کے لئے دعا مانگو۔ عبدالعزیز نے وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے دعا
مانگنا شروع کی۔ کہ الہی میری سلطنت کو استحکام اور استقلال دے اور اس مراد کے برائے
لئے بہت سے زار و ناسے درگاہ باری میں کہئے۔ پھر باپ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا
کہ غلام نے درگاہ احدیت میں تصور کی صحت مزاج کے لئے بہت کچھ ترار و نالی کئی ہیں انشاء
بہت جلد شفا عاجلہ و صحت کاملہ حضور کو نصیب ہوگی۔ بادشاہ نے یہ دیر بیٹے کی منہ کو
دیکھا اور قیافہ سے اصل مقصد کو پہچان کر فرمایا کہ اسے فرزند تم نے اپنا استحکام اور قیام
کے لئے دعا مانگی وہ درگاہ باری میں قبول ہوئی۔ بیشک یہی دعا مانگنی ضرور تھی۔ اب جاؤ
اور اپنی سلطنت کو دیکھو ہم رحمت ہونے ہیں۔ سبحان اللہ عقل بادشاہان کرامت
سے کم ہتھیں ہوتے۔

عمارات سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کی بنائی ہوئی عمارات میں اسوقت کے مسجد موجود ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مسجد
اس بادشاہ کے عہد میں بنا شروع ہوئی۔ اور سلطان ابوالحسن تانا شاہ کو وقف

بتی رہی جب سلطان محمد قطب شاہ کو منظور ہوا کہ ایک ایسی عالیشان مسجد بنائی جائے جس کا نامانی و نظیر دور و نزدیک نہ ملے سنی ایسی ملک میں آتہا رویا کہ جس شخص کی نماز عمر صرف تھوڑی ہو وہ آوے چنانچہ بے انتہا لوگ جمع ہوئے اور بادشاہ بھی آیا اور بادشاہ نے کہا کہ کون کون شخص ہیں کہ جنکو نماز نہ قضا کرنے کا دعویٰ ہے یا اس ہزار مخلوق میں سے صرف وہ شخص بچے ایک نے کھامیری ایک رکعت نماز فجر میں قضا ہوئی ہے میں نماز میں تھا کہ سوج نمودار ہوا دوسرے نے کہا کہ نماز فجر میں ایک اور مجھ کو قضا ہو جانیکا شک ہوا ہے اسلئے دوبارہ پڑھ لی ہے بادشاہ نے کہا میرا بھی تنگ کبھی قضا نہیں ہوا اور یہ کہ کبھی پڑھنے سے پہلے اوٹھا کہ پاپیر رکھ لیا وہ دونوں شخص بھی شریک تھے اور انعام سے بھرپور ہو کر رخصت ہوئے جب دولت قطب شاہ بیٹے اس خاندان سے نہ ہوٹا اور یہ ملک و کن اور تنگ اور تنگ زبیب عالمگیر بادشاہ غازی کے تخت میں آئی اس وقت تک اسکی تعمیر جاری تھی آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہو چکے تھے داروغہ تعمیر نے پادشاہ غازی سے عرض کیا اگر ایک لاکھ روپیہ اور مرحمت ہوں تو تعمیر ختم کو پہنچ جاوے گی اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ کار دنیا کسی نام نہ نہ ہر چہ گیمہ بدقتہ گیر دے اور یہ مسجد اسی طرح رہے گی گذرا امغیر کو مؤلف نے اس حال پر بڑی طول عبارت پنی تاریخ میں درج کے ہوا اور عالمگیر کو طرح سے بدنام کیا ہے کہ جو سے دشمنیت کا بہتان لکھایا ہے مگر وہ بہت نہیں خیال کرتا کہ عالمگیر کی باری عمارت کے کوئی کوئی ناپائیدار جانا تھا جو فی الواقعی ہے۔ بر خلاف اسکی وہ قصور ابوان دین اور اسلامی بھی مستحکم پائیدار عمارت کی بنیاد ڈالتا تھا جو قیامت تک مسلمانوں کے پائیداری کا باعث ہونا افسوس ہے کہ اسکی اولاد نالایق کلی کاٹش اگر عیش پرستی سلاطین قطب شاہیہ کے مانند اسکی اولاد میں سے پیدا ہوتی تو دیکھ لیتے کہ ہاں اسلام مشرق و مغرب میں تیموریہ نسل کے قدم کے ساتھ نظر آتا یہ دیکھنے کے فتوحات ہے کا بد نتیجہ ہوا کہ اسکی اولاد عیاش ہو گئے اور سلطنت کو مسمیئے۔

برآنا قلعہ جو سرور نگر کے قریب ہے اسی سلطان محمد قطب شاہ نے تعمیر کرنا شروع کیا تھا اور
 اس کا سلطان نگر نام رکھا تھا۔ مگر وہ مر گیا عہد اللہ قطب شاہ نے اس کی تعمیر کو منحوس جان کر
 موقوف کر دیا۔ قلعہ محمد نگر کے راستہ میں ایک مسجد دہری مسجد کے نام سے اب تک مشہور پڑی
 ہے اس کا قصہ جو ن لکھا ہے کہ دار و ف تعمیر کہ مسجد کو دہری فی روپیہ خرچ تعمیر سے ملتا تھا
 اس کے پیر دہری جمیع کو سکے میر علی محمد مسجد تعمیر کی ہے۔ کہ مسجد سنگتہ جبری میں بنکر تیار ہو گئی
 باغ محمد شاہی ہی اس بادشاہ نے دو تھانہ شاہی کے قریب بنوایا تھا جس کا ایٹام و نشان باغ
 نہیں ہے سنگتہ جبری میں ایک عمارت بنام آہی محل تعمیر کی گئی جس شخص کو فریاد کرنی کی
 ضرورت ہوتی وہ بلا واسطہ غیرے بادشاہ سے عرض معروض کر سکتا تھا۔ پرانی عید گاہ ہجیر
 اسی بادشاہ کے وقت کی تعمیر شدہ ہے۔

ذکر سلطنت سلطان عبدالرحمن قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

یہ بادشاہ بعد وفات اپنے باپ سلطان محمد قطب شاہ کے اٹھارہ برس کی عمر میں
 سلطنت پر بیٹھا جملا مراد خواہین نے متابعت کی اور نذر تہنیت جلوس گذرانی تحیت
 بیٹھے ہی اس بادشاہ نے اپنی ساری ہمت تعمیر عمارات پر صرف کرنا شروع کی (دانسوس
 کہ اس جو قوت غافل بادشاہ نے تعمیر شکر و آرائشی سپاہ کا مطلق خیال کیا حالانکہ دولت
 قطب شاہ سپہ سالار تیموریہ کا وقت تختہ مشق بن رہی تھی) باغیچہ عمارت گوشہ چمن
 لبزول مولف گلزار آصفیہ البکر از حیرے تھے اور نہایت عظیم الشان ایک حوض ہوا اور ک
 نوٹ اعظم الامرا اسٹوہا نے قلعہ سرور نگر کو اپنی شکوہ سرور افزا ایک نام سے تعمیر کرنا چاہا تو اسی پر
 فیکہ پنجر کا لگوائے اور قلعہ سرور نگر میں لگائی گئی۔ اس سرور نگر کو حضور نواب ناصر اللہ دہلوی نے از سر نو
 درست کرایا ہے۔ اور برائے قلعہ میں ایک بڑی وسیع بادری بنوائی ہے باغ ہی لکوا لا جوبین
 ہر قسم کے درخت لگائے گئے ہیں۔

ہندی اسقدر تھی کہ اچھا زبردست جوان سیون کو نہایت زور سے مار بندی کے طرف چپ پٹکتا
 ہتا تو ہرگز نہ پہنچتا تھا اسی بادشاہ نے بعرف تین لاکھ چالیس ہزار روپیہ بغیر کر دیا ہوا۔ آ
 اس گوشہ محل کی عمارت میں صرف حوض اور ہمنوارہ اور بادیہ عمارت باقی ہے باقی سنگ و
 فنا ہو گئی۔ سوائے اسکے باغ انگوٹھی بھی نصف تین لاکھ روپیہ اسی بادشاہ نے خریدا یا
 اس بادشاہ کے فیضانہ میں دو مشہور ماہی تھوڑے۔ تھوڑے۔ نام ہے خجاکو نہ اتنگ
 حیدر آباد میں مشہور ہے۔ تھوڑے نام ماہی کا عجیب و غریب قصہ مولف گلزار اصغیر
 نے لکھا ہے جو بادشاہ کو چار شبانہ روز جنگلوں میں لے پہنچا۔

نوٹ اس باغ ٹکڑی کو سلطان عبدالعزیز شاہ نے اسبابا نظیر نوکریاں لگا کر دیا۔ میں ہر روز
 میں ہر روز دیکھتی تھی۔ ایک درویش بالکرامت شاہ سمن صاحب چپ فقیر اس زمانہ میں زندہ تھے
 وہ کسی سے بات نہ کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہ دیوار فقیر بہت سے فیروز کے ساتھ لگے تھے
 اور دیوار پر چڑھ کر دوسرے طرف دیکھتے ہی اپنے آپ کو اسی سمت میں لگا دیتا تھا لیکن دیگر فرائض کی کمر
 اور بیرون میں مضبوط رہاں ماندہ دیوہین جب انہوں نے اس طرف گرجا جانے شروع کیے
 کینچ لیا لیکن اس روز سے وہ خاموش ہو گئے اور کبھی زبان کو ایک حرف سے آشنا نہ کیا۔ اس
 سمن چپ کے نام سے مشہور ہوئے۔ عبدالعزیز شاہ کے حکم سے انکو باغ ٹکڑی میں لاکر رہنے
 شاہ موصوف نے ہجوم طوایفان رفاہ اور تراکم اشجار اور خوش انہار و حوضہاں بسیار و مسما
 جانوران خوش گفتار کو دیکھ کر سمن اسقدر فریاد کیا کہ اصل اسٹ و امین ہر نقل و حرکت
 بھر ہر جذبہ ہو کر دریافت کیا کچھ نہ بڑے (نوٹ کہتے ہیں کہ انکو زندہ دیکھ کر سلطان عبدالعزیز
 قلیب شاہ عورت نامی خلی پر سوار ہو کر حیدر آباد سے کوٹکٹہ کو جاتے تھے راستہ میں موت نے دیکھا
 موت کی ظالم و متوج و غنیائی کو دیکھ کر مٹی شریع کی اور زبان کو کاٹ دیا۔ پھر سے اوٹھا کر پھینک دیا اور سدا
 خلیل و جہاڑی کا راستہ لیا بادشاہ نے ہر جذبہ جانک ماہی کو قابو میں لا دینا مگر وہ سب سستا ہوتا جا رہا تھا
 روز لے پھرا۔ سلطان کی والدہ جناب غنیمتی سنگم صاحبہ کو سخت غم و الم تھا انہوں نے کہا ناچوڑا نا

سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی سمیت سلطنت کے لئے صرف تلنگانہ میں لڑا مگر بادشاہان دہلی سے بالکل دب گیا اور ہمیشہ و کموندین چلتا رہتا تھا اسکا زمانہ خاص شاہجہان صباقران تاجی کا زمانہ تھا شہنشی و کا اللہ کہتے ہیں کہ حکمتہ اجیری میں شاہجہان بادشاہ غازی نے بذات خود دکن پر چڑھائی کی اور شاہانہ سفر کرتا ہوا دولت آباد میں پہنچا اس زمانہ میں گوکنڈہ کا بڑا سلطان عبداللہ قطب شاہ شاہجہان سے باغی تھا دولت آباد سے شاہجہان نے اس کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیجا کہ تمہارے ملک میں تیرا بڑا ہے اور قطب میں شاہ ایران کا نام پڑ جائے گا یہ دونوں حکمران ہوں نا پسند ہیں اور ٹکڑے کر دو ورنہ تمہارا ملک ضبط کیا جا دے گا اور نذر

نوٹ متعلق صفحہ (۱۴) کتاب ہذا

اور تمام محلات اور شہر میں ایک شو قیامت برپا ہو گیا۔ حیات مانصاحب نے ہر ہر وقت میں ایک حیدری پانی کی اور کہا باندہ سو ادیا تاکہ سلطان فاقہ کشی سے بچے میں فکر کا جب ہلال مہر فلک بہ نمودار سوا تب حیات بخشی ہم ضحائے نہایت زار و زلے کر کے حضرت امام مظلوم سے یہ دعا مانگو کہ اگر میرے فرزند صبح و شام اگر مجھ سے ملاقات کرے تو میں اس کے محلات شاہی میں داخل ہونے سے پیشتر ایک سوئے کا چالیں میں پختہ کا لنگر سلطان عبداللہ تمہارے غلام کی کہ میں باندہ کی یادہ پاگو لنگرہ ہی حیدر آباد کو لاؤنگی اور وہ تمام ملائے زنجیر فقر و غریب میں آپ کے نام پھیر کر دوگی مولف کلزار صغیر لکھتا ہے کہ یہ دعا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور فرمایا اور مورت ہاتھی کو سلطان کے مقبرہ میں بکھرا دیا جس کے مسخر کردیا اور بادشاہ اسکو ہانکتے ہوئے روئے قلعہ ہوئے۔ ہاور سلطان نے حکم دیا کہ جب تک میں ہم نگر ادا نہ کروں تب تک سلطان محل میں داخل نہوں چنانچہ فوراً زنگیوں کو خبر دلائے چل میں پختہ لیا کر دی اور بادشاہ پیادہ پاس زنجیر کو کہ میں باندہ کی جبینی علم تک تشبیہ لائی اوسی روز سے لنگر کے ماحم جاری ہوئی جو آج تک حیدر آباد میں جاری ہے۔

معمولی جو تہارا باب بیچا تو اتنا او سے بھی دوسرا فرمان پہنچی تو کہ عبد اللطیف گجراتی
کے ہاتھ پہنچے ہیں کہ وہ تم کو نہ بانی ہی مہمان کش کر دی چنانچہ جو وقت یہ فرمان عہدائے
قطب شاہ نے مطالعہ کیا عبد اللطیف گجراتی کی بڑی خاطر داری اور مہمان نوازی
کی اور ملک بھر میں تبرک کرنے کی ممانعت کر دی اور بادشاہ کا قطب بطریق سنت و عہد
دار السلطنت میں پڑھوایا اور خطیب پزر و گوہر تیار کیا اور ایک نہایت عمدہ پیشکش
بادشاہ کے پاس روانہ کی۔

یہ بہجت و اطاعت گزاری عبد اللہ قطب شاہ نے بھری تک برابر کرتا رہا لیکن اسنی اپنی وزیر میرعلی
بیٹی کو متعید کر لیا جب وزیر کے کہنی سنی پیر بادشاہ نے کچھ التفات کیا اور میرعلی بیٹی محمد امین قبیہ کی کو
رہائے کیا تب میرعلی نے شاہجہان سے گزارش کی شاہجہان نے عبد اللہ قطب شاہ کو سختی کے
ساتھ لکھا کہ محمد امین کو رہا کر دو تب عبد اللہ قطب شاہ اس دخل بجا پھر پرنہایت پرہیزوار اور خشن
کی سنگی ہو گئی پیر بادشاہ نے اورنگ زیب صبیحہ دار کو کچھ کام بھیجے کہ اپنی بیٹی سلطان محمد کو لشکر کو سناوایا گو کہ وہ کسی

نوٹ اس واقعہ کو ابلغ صحت سے معلوم کرنے کسی تاریخ سے یوں نقل کیا ہے کہ شہزادہ اورنگ زیب نے پیر باد
بنایا کہ لو کسی بیٹے سلطان محمد کی شادی اوسکی بہائی شاہ شجاع صوبہ بنگال کی قریب قریبانی بیٹی کو بیچ کر
جلو دیا جاتی ہے۔ سارا کی صورت بہت ہی کدورنگا بادشاہ نے بنگال کو سنی بیٹی پر پکڑا کہ اسے صلح جاتی بیٹی کو کوٹ
کے جھل بیچ میں بیٹریں اور اس سبب کو حیدر آباد اس راہ سے بہت قریب چاتا تھا عبد اللہ قطب شاہ بہ
خبر سنا کہ اورنگ زیب کی دعوت کرنے کو سارو سالوں میں صرف وہاں کہ اس نے بیٹی میں اورنگ زیب کا لشکر
اور فوج اور اس پر نوٹ پڑا اور قطب شاہ کو صرف اتنی مہلت ملی کہ وہ ہواگ کر کوٹ لکھنؤ کی پہاڑی قلعہ میں چلا گیا
مگر کامیاب عالمگیری کے دیکھنی سے بہت غلٹ معلوم ہوتا ہی عبد اللہ قطب شاہ کو محمد امین کے
رہائی کے بارہ میں کئے خط لکھے ہوئے ہیں جسکا کچھ او سے خیال نکلیا اور آخر کار
تلوار سے سیدھا بنایا گیا۔

اور اس کشمکش میں وہ اعلیٰ کا علیٰ نمودار سے کمرے۔ اور ملک زیب نے دس ہزار سواہیج اللہ
 ۱۱۶۰ ہجری میں اپنے بیٹے کی سرداری میں عبدالقدوس قطب شاہ کے ملک پر بڑائی اور خود ہی اس طرف روانہ
 ہوا۔ اور ملک زیب مدت سے اس سلطنت پر وراثت کئے گئے بیٹھا تھا یہ خوب موقع مانعہ کا جب
 شاہزادہ سلطان محمد حیدر آباد کے قریب پہنچا تو عبدالقدوس قطب شاہ پانچ چھ ہزار سوار اور دس ہزار
 ہزار بیدل مو سے محراب کی سرداری میں حیدر آباد میں جنور کر قلعہ گو لکنڈہ کو جلا گیا اور محمد
 کو قید سے رہا کر کے دس کو سر سلطان محمد کے پاس بھیج دیا مگر مال واسباب نہ بھیجا تھا
 اس وجہ سے سلطان محمد آگے بڑھ کر حیدر آباد کے نیچے آگیا اور سو قتل محمد ناصر کے ماتھے عبدالقدوس
 قطب شاہ نے ایک صندوق جو ہریت کا سلطان محمد کے خدمت میں پہنچایا اور قریب تھا کہ حیدر آباد
 آفت آخت و تاراج سے بچ جاوے مگر عبدالقدوس قطب شاہ کو اس فوج نے جو حیدر آباد
 میں متعین تھے کچھ شوخی شروع کی۔ شاہزادہ سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی فوراً
 حیدر آباد پر حملہ کر دیا اور فوج متعینہ قطب شاہ سے کو مار بھگا یا۔ اور شہر کو ابھی طرح لوٹا
 بعد ازاں قلعہ گو لکنڈہ کا محاصرہ کر لیا۔ عبدالقدوس قطب شاہ نے عادلخان بجا پوری سے امداد طلب
 کی۔ یہ خبر سن کر اور ملک زیب بھی جرات کر لیکر گو لکنڈہ کی دیواروں کے نیچے آگیا اور
 شاہجہان کے حکم سے مالوہ کا لشکر شاہی بھی دھوم دھام سے زیر قلعہ گو لکنڈہ آجھا اور
 انہیں ہر دونوں طرف سے توپ گولہ برسنا شروع ہوا۔ میر جگہ بھی جگہ بدولت بہہ ساری
 خرابی دولت قطب شاہ پر نازل ہوئی حوالی گو لکنڈہ میں آچو بچا۔ جب والی بجا پور
 نے شاہ گو لکنڈہ کی کچھ مدد کی اور باوجود کوششیں بلخ محاصرہ نہ اٹھ سکا تب مجبور
 ہو کر عبدالقدوس قطب شاہ نے اپنے داماد میر محمد کو اور ملک زیب پاس بھیج کر صلح اور رحم کی
 درخواست کی۔ اور ملک زیب نے ان شرطوں پر صلح کر لی کہ بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی
 شاہزادہ سلطان محمد کے ساتھ کر دے اور اپنی والدہ کو ہمارے پاس بھیجے اور ایک کروڑ
 روپیہ نذرانہ جن دس چھ کچھ یہ سب شرطیں عبدالقدوس قطب شاہ نے پوری کیں اور اور

شعبان ستھ ہجری میں اورنگ آباد کو واپس چلا گیا۔ اور میر جملہ امرا شاہ جہانی
میں داخل ہو گیا جو عالمگیری کی سلطنت کا رکن اعظم بننا اس بادشاہ کے وقت میں شاہ
دہلی کے حکم سے ایک بار پھر دلیرخان سپہ سالار نے قلعہ گو لکنڈہ کا محاصرہ کیا تھا جو ننگہ
اوتھایا گیا۔ آخر کار یہ بادشاہ ستھ ہجری میں بیالپس اس سلطنت کر کے ساتھ
برس کی عمر میں رگمائی عالم ہائی ہوا اور لنگر فیض میں مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کی عمارت

عمارت گوشہ محل دریاغ لنگم بی کے سوا اس بادشاہ نے قلعہ گو لکنڈہ کے تالاب
کے پاس جو چوڑا پھاڑ واقع ہے اس کے گرد اگر حصار باند کر قلعہ گو لکنڈہ سے
ملا دیا ہے اس کے راستگی آلات حرب و ضرب اور تعمیر میں پانچ لاکھ چوراس ہزار
روپیہ صرف کئے تھے۔ عاشور خانہ بادشاہی جو اندرون بلدہ حیدر آباد واقع
ہے اسی بادشاہ کے وقت میں جہین کے مصوروں نے اگر رنگ آمیز کیا ہے انجیات
بخشی سلیم صاحبہ والدہ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے یہی بہت سی عمارات و مساجد
تعمیر کئے ہیں۔ چنانچہ قلعہ و مسجد و آبادی حیات نگر انہیں کی ہے تالاب حیات
مالصاحبہ اور بہت سی مسجدیں یہی شہر میں انہیں کی ہیں فتح دروازہ کی مسجد اور شیر دل کے
گمان کے متصل کی مسجد بھی آپ ہی کی بنائی ہوئی ہے یہی سلیم صاحبہ نہایت ہی خوش
قسمت تھیں جنکا فیض آج تک جاری ہے۔ ایک بات تو انکی خوش قسمتی کی یہی دیکھو
کہ باپ سلطان محمد علی قطب شاہ بادشاہ۔ خاوند محمد قطب شاہ بادشاہ۔ بیٹا سلطان
عبداللہ قطب شاہ۔ بیٹے باپ خاوند۔ بیٹا۔ قنون بادشاہ تھے۔

اولاد سلطان عبداللہ قطب شاہ

اس بادشاہ کے کوئی فرزند نہ تھا البتہ منویشان نہیں اور میں سے ایک بیٹی

(سلطان محمد شہزادہ دہلی سے سیاحی گئی اس بیٹی کی نکاحات بان کے لئے سیکارام گئی
 دی گئی تھی۔ یہ شہزادہ سلطان محمد جلد فوت ہو گیا۔ دوسرے بیٹی ایک شخص کو اور
 آمدہ ایران سید محمد منی کو دی گئی تیسری لڑکی کو بی اس بادشاہ نے ایک دوسری نووارد
 سید احمد نامی کو دینا چاہا تاہم بادشاہ کے داماد سید محمد اور اسکی بی بی یعنی شاہزادی عبداللہ
 قطب شاہ اور بیگم شاہ نے اس امر سے بادشاہ کو منع کیا لیکن بادشاہ نے نہ مانا تب یہ بیویوں سر
 پرست ہو گئے مجبوراً سلطان عبداللہ قطب شاہ نے دوسرا داماد تلاش کیا اور امرائے سلطان
 ابو الحسن تانا شاہ کو جو بادشاہ سے قرابت قریب رکھتا تھا پیش کیا اور فوراً اسکی سہ ماہی
 ہو گئی سید احمد خفا ہو کر عالمگیر کے خدمت میں حاضر ہوا جو اسوقت اورنگ آباد میں پڑا تھا عالمگیر
 اسکو ایک ہزار روپیہ یا نہ پور کر کر لیا اور منصب ہزاری سے سرفراز کر دیا۔ تھوڑی عرصہ بعد سید محمد
 بادشاہ داماد مر گیا۔ اور بعد اس کے سلطان ابو الحسن تانا شاہ بے شکستہ سلطنت کا تختہ لٹا

کوٹ صاحب تاریخ گلزار اصفیہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ قطب شاہ نے دوسرے بیٹی ایک نووارد شہزادی محمد
 آمدہ ایران کو دی تھی جن اتفاق سے ایک دوسرا شخص سید احمد نامی بی ایران سے آیا اور بیان کیا کہ میں بزرگ
 منش ہوں اور عالی خاندان ہوں بادشاہ نے اسکی حالات داما و سابق سے دریافت کیں اسکی تسبیح حمد کو
 شریفانہ سبب بیان کیا بادشاہ نے اسکی کہنی پر تیسری بیٹی سید محمد کو دینا چاہی ایک روز سید محمد سے بادشاہ نے سید محمد
 حالات دریافت کیں اس نے کہا کہ اگرچہ اصل یہ ہے مگر نہایت مغس خاندان کا آدمی ہے اسکی بزرگ میری یہاں
 بیٹا یا کرتے تھے بادشاہ تو بہت شک و شبہ تھا مگر سید محمد کو جس کی خبر پہنچی تو وہ اگ بولہ ہو گیا اور اپنی بی بی کے ہونٹوں
 پر ہنس بھٹ مغل سے اگر بادشاہ اسکو بیٹی دے گا تو میں خود کشی کر لوں گا بیٹی نے مان سے مان نے بادشاہ سے کہا
 بادشاہ برہم ہوا و حکم دیا کہ سید محمد میری داماد میں مگر میری خاندان کے مالک نہیں ہیں اسوقت شادی کا سامان کیا
 جا رہا اور فوراً نکاح سید محمد سے کر دیا جاویں اس پر سید محمد اور اسکی بی بی اور اس کے ساساں مدہ شاہزادی جسکی
 شادی ہوئی تھی سب خود کشی پر آمادہ ہو گئے مجبوراً بادشاہ باز را و فہ اسے نیا داماد فوراً طلب کیا
 وزیر نے ابو الحسن کو پیش کر دیا وہ اس شاہزادی سے۔

ذکر سلطنت سلطان ابوالحسن تانی شاہ

چونکہ بعد وفات سلطان عبدالعزیز قلیب شاہ کے اوسکا کوئی فرزند عویلا سلطنت نہ تھا اسلئے
 ابوالحسن تانی شاہ داماد عبدالعزیز قلیب شاہ جو سب سے بڑا حقدار اور وارث تخت و تاج
 تھا میر مظفر وزیر کی کوشش سے سر سلطنت پر جلوہ آرا ہوا یہ بادشاہ خاندان قلیب شاہ کا
 دودہ بنا ہوا آفتاب اور شمس نامہ ہوا چراغ یعنی آخری بادشاہ تھا اسنے تخت پر بیٹھے ہی حکم دیا کہ
 کہ فرد کو شوارہ خزانہ عام کو قریب مروت ہو کر ہمارے روبرو بہت جلد پیش ہو چنانچہ میر
 مظفر وزیر نے یہ فرد پیش کی بادشاہ نے اسے سپرد تنخواہ کر دئے اور حکم دیا کہ اس کے چار حصے
 کرو۔ ایک حصہ خدا کے نام پر خیرات کر دو۔ دوسرا حصہ تنخواہ سپاہ میں بخشی دید و ایک حصہ
 ہمارے عیش و عشرت کے لئے رکھو اور ایک حصہ ضرورت کے لئے خزانہ میں جمع رہے۔
 میر مظفر نے عرض کیا کہ ملک دکن میں بادشاہان غیر سے ہمیشہ لڑائیاں کرتے ہیں اگر خزانہ
 روپیہ نہ ہو گا تو ان مہات عظیم کا کیونکر بند و بست ہو گا بادشاہان سلف نے اسبغرض سے
 یہ خزانہ جمع کیا ہے کہ وقت ضرورت کے کام آوے سلطان ابوالحسن نے جواب دیا کہ شاہ
 سلف نے جمع کر کے بجا طاعت رکھا اور چھوڑ گئے لیکن ہم اپنے ساتھ لے جا دیں گے۔
 اس بیان اور حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوالحسن محض درویش سیرت شخص تھا اوسکا خزانہ
 میں دورانہ لیشی کا شہ نہ تھا وہ تارک الدنیا فقی کی صحبت سے نکل کر تخت شاہی پر بیٹھا تھا اسلئے

نوٹ متعلق صفحہ ۲۴ کتاب ہدایہ

یہاں لکھا اور آخر کار بادشاہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ تانی شاہ اپنے پرکے قدمت میں دیا کرہ تھا دوسرا سکوداوی
 شاہ کی بشارت دی تھی جبکہ احمد تیسری غنہ راوی کے نسبت ٹھہر گئی تباہ ہو چکی مرشد سوساں مدہ میں غنہ
 پیر نے اوسکو دلا دیا جسکا لائی اور فرماں تھا لیا تھوڑی دیر میں بادشاہی باکلی آئی اور ابوالحسن کو لیکر
 اوسوقت داماد بادشاہ بن گیا ان پر درمہ کا نام مخرج مذکورہ شاہ کا جسکا لکھا اور خاندان میں خیر نہ نواز کر دیا

اوس نے دو کام ہی اپنے اوپر فرض سمجھے اول عیش پرستی و عیاشی جو مطلق العنان بادشاہوں کو ہمیشہ غارت اور تباہ کرتی رہی ہے بڑے بڑے زیر دست سلطانین صفیہ ہستی سے مثالی ہیں۔ دوسرے انہی مرد خد کے خیالات جو اوسکو دولت دنیا کے حقیقت ہر وقت پہنچتا رہتا ہے اور آزادوں کے طور پر اوسکے بر مادی کے درپے تھے۔ آخر کار وہی ہوا جو اوسنے چاہا اور سارا خزانہ برباد ہو گیا اوسنے مطلق اس امر کا خیال کیا کہ شاہان دہلی اس نتائج کے تاک میں بیٹھے ہیں جس کا آج میں وارث بنا ہوں جو تہائی خزانہ جو اوسنے حیرا کر ڈالا اور وہ جو تہائی خزانہ جو اوسنے اپنی عیاشی کے لئے جو خرچ کیا کاش اگر جدید قوت کی بھرتی کرنی اور دوسرے مالک پر چہا پے مارنی میں صرف کیا ہوتا تو تیموریہ خاندان کچھ عرصہ اور حشاش رہ سجاتا۔ بلکہ سراسر اس کے خلاف ہوا اور وہ بالکل عیش و مست بن گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کی کاہلی دیکھ کر سب اوسکی زنگ پر بودے اور بزدل ہو گئے تاہم ابو الحسن کے اعزاز میں ششہ اجری تک کچھ فرق نہ آیا لیکن جب سلطنت بیجا پور بالکل فتح ہو کر داخل سلطنت غلیفہ عادل عالمگیر بادشاہ غازی ہو گئی اور بیجا پور کے بادشاہوں کا بالکل نام و نشان مٹ گیا تو یہ کب ممکن تھا کہ سلطنت حیدر آباد بھی رہی۔

حیدر آباد کو لکنڈہ پر شاہزادہ مرزا معظم کا حملہ

جس زمانہ میں افواج عالمگیری بیجا پور کے فتح میں مصروف تھیں اوسی حالت میں ہولناکی فوجیں حیدر آباد کے مد فون پر پہنچ چہا پے مار رہی تھیں لیکن جب ششہ اجری میں سلطنت بیجا پور بالکل فتح ہو گئی اور وہاں صوبہ داری مقرر کر دی گئی تب عالمگیر نے حیدر آباد کے طرف کوچ کیا اپنی اپنے فرزند مرزا معظم کو اس جنگ پر متعین کیا۔ حیدر آباد میں نانا شاہ کا وزیر ایک لالہ ہندو برہمن تھا اوسکا نام مادا ناتھ تھا اوسکا بہائی آگنہ بی اوسکا مشیر کار تھا لیکن ابراہیم خان سپہ سالار فوج نانا شاہی اس برہمن سے سخت عداوت رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ یہ بیجا

پھر من ہی میں ہوں خان جہاں خان شہزادہ مرزا منظم کے ساتھ جلیب و لکھنؤ میں
 پہونچا تو تانا شاہ نے ابراہیم بیگ کو لڑنے کے لئے بھیجا ان دونوں میں سخت لڑائی
 ہوئی اور دکنی ایسے لڑے کہ مغلوں کے منہ پھیر پھیر کر میدان عالمگیری فوج
 کے ماتھے رہا۔ جب زیادہ عرصہ اس لڑائی میں لگ گیا تب عالمگیری بیٹے پر عتاب فرمایا
 اسنے سپہ سالار تانا شاہ کو لکھا کہ میں تو قہر جنگ کے سبب بادشاہی عتاب میں معنوب ہوں
 اسنے بہتر ہے کہ جس قدر ملک اتنا بادشاہی قبضہ میں آگیا ہی اوس سے آپ ہمیشہ کے لئے دست
 ہو جائے تو میں غنیمت قرار دے گا کہ تانا شاہ اگرچہ تانا شاہ تو راضی تھا لیکن امرائے کہا
 کہ جو ملک بادشاہی قبضہ میں آگیا ہے وہ ہماری نوک سنان اور دم شمشیر سے واسطہ اور
 شخصہ میں آکر بادشاہی لشکر پر ایسے بان مارے کہ شہزادہ منظم کے خاص برادر کے سر پر
 طعاع کا رخاں اڑ گیا اور ایسے توپیں ماریں کہ منگول کے منہ گر گئے پیر شاہزادہ نے لکھ
 کوٹ بڑا کر دیکھیں تو وہ ماروے کہ میدان جنگ میں کشتون کے پختے لگ گئے شام
 دکنی میدان میں دسے رہے رات کو حیدر آباد میں بچے گئے لڑائی تو بڑی بہاری اور
 عملی سے ہو رہی تھی گردنا پنتوں نے تانا شاہ سے کہا کہ ابراہیم بیگ آج سب سپہ سالار شاہزادہ
 سے ملا ہوا ہے اسنے تانا شاہ نے چاہا کہ اوسے قید و قتل کرے مگر ابراہیم کو خبر ہو گئی اور
 وہ شہزادہ منظم سے جا ملا گویا تانا شاہ کی سلطنت اوس سے جا ملی تانا شاہ کبھی جو اندری
 پاس ہو کر بہنیں نکلا تھا جسوقت اوسنے اپنے سب سپہ سالار کے یہ خبر سنی تو اوسان باختہ
 ہو کر حیدر آباد سے قلعہ کو نکلتا وہ میں جلا گیا اوسوقت کی بل بل نہ بوجھ کہ کیا تھی ہندو
 اشراف بیسیں کا ہاتھ بکڑے بے سرد با اور بے خان ہو کر اوبراد ہر آوارہ ہوئے
 شہزادہ منظم کا حیدر آباد پر حملہ ہوا چہ کر در روپیہ لوٹ کا اوس کے ہاتھ آیا تا دم بل
 اور بادشاہی کارخانوں کو لوٹ کر تباہ کر دیا اب وجوہ الحسن نے اپنے اہلی شہزادہ کے
 پاس بھیجا اپنی عجز دنیا کا اظہار کیا اور اپنے جرموں کی معافی چاہی شہزادہ نے غلام

شہر کا انتظام کیا کچھ فتنہ کم ہوا اور شہزادے نے یہ شہر ایسا صلح کے پاس منظر نظر کے لئے
 پیش کیں کہ سلطان ابو الحسن ایک کروڑ میں لاکھ روپیہ ادا کرے اور نہ پتو اور اوکلی بھائی
 اکتا کو وزارت و امارت سے معزول کرے اور قلعہ سیرم اور کثیر پادشاہ کے نذر گذرے
 اور سب بائین تو ممکن تین گز تاسکے اختیارات کم کرنے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ دیگر ارکان یا
 سنے دونوں بھائیوں کو قتل کر ڈالا اور اسے سر شہزادے کے پاس بھیج دئے۔ عالمگیر کے پاس جب
 دونوں مردوں کے سر پہونچے اور شہزادہ کی مرضی ملاحظہ ہوئی تو بظاہر اسنے صلح منظور کر لی
 لیکن دراصل وہ اس سے راضی نہ تھا بالکل قلع قمع سلطنت قطب شاہیہ کا منظور تھا۔ سیٹھا
 خان عالمگیر کے طرف سے نذرانہ وصول کرنے حیدر آباد گیا شہزادہ منظم قبل از فیصلہ سے حیدر
 کوچ کر گیا اور بھر میں آکر قیام لیا۔

گولکنڈہ اور حیدر آباد کے فتح کر کے عالمگیر کا خود آنا

عالمگیر بعد فتح بیجا پور گلبرگہ میں حضرت گیسو دراز کے زیارت کے غرض سے آئے لیکن مطلب
 یہہ تھا کہ حیدر آباد سے تعزب ہو یہاں سے سعادت خان کو حکم بیجا کہ نذرانہ جلد وصول کیا جاوے
 تا نا شاہ نے مجبور ہو کر جواہرات اور سکہ عوض میں سعادت خان پاس بھیجے اور سننے ان جواہرات
 کو میوجات کے خوانوں کے ساتھ پادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ لیکن جب تا نا شاہ کو خبر پہونچی
 کہ عالمگیر گولکنڈہ پر چڑھا تا ہے تو اس نے جواہرات واپس طلب کر کے سعادت خان نے وہ
 تقریر دل فریب کی کہ پادشاہ چپ رہا۔ اب خیمہ و خرگاہ عالمگیری گلبرگہ سے حیدر آباد کو چلنے
 لگے تب ابو الحسن بیت گہیرا یا اور غفو تعقیرات کے بارہ میں عرضی کہی۔ عالمگیر نے اسے جواہرات
 میں بہر فرمان صادر فرمایا کہ تمہاری تعقیرات کی گنتی نہیں۔ اول یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔
 کو بے اختیار کیا۔ ملانید بادہ خواری سے اسلام کی خواری کی نہ اسلام سے کام رکھنا عدل ظلم
 میں فرق سمجھا۔ نہ فسق و عبادت سے واقف ہوئے کافر حزبی کی اعانت کی۔ سمجھا نہ پرہی

ایک لاکھ ہون۔ سبھاہی کے حال کئے گئے ان تقصیرات پر امید لطف و کرم دنیا میں تو کیا
عقبیٰ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ جب ابو الحسن یون مایوس ہوا تو ادسوقت ادس نے اپنا زمانہ
بن چوڑ دیا باوجودیکہ فوج ادسوقت ادس سے چوڑ کر بھاگ گئی تھی مگر پھر بھی ادس نے
اوس کی ایسی اصلاح کی کہ سات مہینے تک قلعہ کو لگنڈہ پر دشمنوں کا ہاتھ نہ بڑھنے
اور کئی دفعہ بادشاہی فوج کو زندہ دی عالمگیر کی بہہ چال نہایت کارگر ہوئی کہ اوس نے
رفقاء ابو الحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی کر کے انہی طرف توڑ لیا اور آخر کا
عبداللہ خان نے جو آخر وقت تک ابو الحسن کے ساتھ رہا تھا بڑی وفا کی کہ ایک
دروازہ قلعہ کا کھول دیا جسکے سبب عالم گیری فوج کا مسئلہ زمین قلعہ پر قبضہ ہو گیا
بعد اوسکے جو آفتین مانا شاہ پر نازل ہوئیں اذہمکو اس صبر و استقلال اور
مناست سے اوس نے ادبایا کہ جبکی بد دولت آجک اوسکی رعایا اوسکو یاد کرتی ہے

نوٹ ملے ایک مورخ بڑی بڑی تاریخوں کا حوالہ دکر لکھتا ہے کہ عبداللہ خان بنی درمست خان
مہدیوں نے سرداران عالم گیری سے ساز باز کر کے چوٹا دروازہ قلعہ فتح کر لیا ایک مہر رات ہر کوئی
اور تیس ہزار ملازمان عالم گیری شاہزادہ محمود اعظم شاہ کے ساتھ قلعہ میں گیس گئے۔ جب تیس
سلطان ابو الحسن تانا شاہ کو سہو بخئی تو اوس نے حکم دیا کہ سرکناؤ یون کا موقوف کردار و فرائض
شہزادہ سے نہ لے لے لیکن عبدالرزاق لاری مع اپنے بیٹوں کے آیا اذہمکو اسے تحین و آفرین
لندہ ہوئی آخر کار یہ بہادر بیک حلال بیہار نہم کہا کہ سید ان جنگ میں گرا اوس کے آدمی اوسکو
بالکلی بین ڈال کر اوس کے گہرے گئے۔ شاہزادہ اعظم شاہ نے فوراً اپنا خاص جراح اوس کے معالج
کئے گئے بھیجا سلطان ابو الحسن تانے شاہ شہزادہ محمود اعظم کی خبر نزل سنکر بالکلی میں سو ارب سو کروڑ
شاہزادہ کے آئے اور سلام بقول اہل ادب بجالا دیا شاہزادہ نے باقیہ اپنے سر پر کہہ کر سلام کیا سلطان
ابو الحسن نے نزدیک آکر ایک قبیضہ زبردستی کہ ہاتھ میں تھی نذر گزار دی اور کہا کہ میں بہت متوجہ
جہ کنبہ نے تو اچھین دادر شاہزادہ نے تسبیح لیکر نذر قبول کی۔ بعد سلطان ابو الحسن شاہزادہ کی
گہرے گئے کی گردن پر ہاتھ رکھ کر ماتن کر گئے۔ شاہزادہ کے تقبی نے آواز دیا کہ باد بدور
کرے رہو۔ شاہزادہ نے تقبی کو نظر عقب سے دیکھ کر فرمایا کہ اسے خودی عذاب الہی سے نہیں ڈرتا
تھے اور نہیں جانتا پھر تو کہہ دیکھ کون شخص ہے جس طرح خاہن کہہ رہے ہیں۔ اتنے میں داروغہ
باد جھپٹنے نے عرض کیا کہ یہاں بیاد خاصہ غار ہے سلطان ابو الحسن نے کہا کہ کی اجازت مافی
دوسرے داران شاہی اقامت خان و دربارت خان ہوا کہے۔ ایک پادشاہ کے دسترخوان پر بیٹھ
گیا لیکن دوسرے نے کہا نہ کیا بلکہ اودشاہ سے سوال کیا کہ اس منکام پر شاہو بن ایکو کیا نا
کیونکہ خوش گوار معلوم ہوگا سلطان ابو الحسن شاہ نے جواب دیا کہ یہ باطن میرے بزرگوں نے
مہر دراز سلطنت کی ہے لہ جو وہ سال تک میں بھی بادشاہ ہاں جس خدا نے یہ سلطنت میرے

اور اوس کی اولاد کی عزت و تنظیم کرتی ہو۔ سلطان ابو الحسن تاناشاہ ملوہ سے بالکل
میں سوار کر کے نکالے گئے اور چند روز بادشاہی خیون میں مقید رہے بعدہ مع اہل
و عیال قلعہ دولت آباد میں رکھے گئے جو وہ برس اس قید میں گزار کر سالہ چوری
میں دنیا سے رخصت ہوئے تمام سلطنت کو لکندہ قلعہ عالم گیری میں داخل ہوئے
اور مثل دیگر مہربان کے یہ بھی ایک مہربان مقرر ہوا۔ خاندان قطب شاہیہ
کا نام و نشان مٹ گیا۔ تین آٹھ برس اس خاندان میں سلطنت رہی اور
آٹھ بادشاہوں نے حکومت کی۔

عارات سلطان ابو الحسن تاناشاہ

تعمیر عارات کا سلسلہ جو سلطان قلی قطب شاہیہ کے وقت سے خاندان قطب شاہیہ
میں چلا آتا تھا اوسکا شوق کسی بادشاہ سے نہ چوٹا بلکہ المصاعف ہوتا چلا گیا۔
سلطان ابو الحسن تاناشاہ بھی خاندان قطب شاہیہ ہی میں سے تھے وہ بھی اسی
عادہ میں تخت پر بیٹھے ہی مبتلا ہو گئے اور باوجود بے امنی اور روزمرہ کے
مسلون کی چڑھائیوں اور مار پیٹ کی انہوں نے بھی بجز آٹھ لاکھ روپیہ

نوٹ متعلق صفحہ ۲۹۔ ہر مہینہ اور چھوٹا عارضی بھی اسی غذا کو بہ منظور ہے کہ حکومت اس ملک غلیظہ عادل
کے حوالہ کرے پس اوسکا حکم دالم کیا جو بلکہ شیت ایزدی کے خلاف عمل کرنا جو پس مہولی کہا نا جو رو دینا کفران نعمت
الہی ہے بعد از ان تاناشاہ محلات سے رخصت ہو کر بالکل گشت ٹوپ میں سوار ہوئے گئے اور داخل ٹنگر گاہ شاہی ہوئے
کارگردان عالمگیری تمام کارخانجات پر مشغول ہو کر محلات سے کچھ نہ فرماں نہیں کیا گیا کہتے ہیں کہ تاناشاہ کے ساتھ
بالکل میں ایک چار سالہ لڑکی بھی سوار تھا اوس پرستہ میں بالی مانگا آب خاصہ کہاں تھا مردمان ہر ایسی بازاری
مستعد سے ایک تیار لہ بائی لیکر دیا بادشاہ کو باس اوسوقت کچھ تھا لہذا مجبوراً بچہ کے کان بالی میں سے اسی
نکال کر بیالہ میں ڈال دیا عالمگیر نے حکم دیا کہ وہ ہزار روپیہ نقد کو دکر اسی داخل خزانہ کر دینا چاہیہ ہوا اس میں
کی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی بعد از ان ابو الحسن کو حضرت شکر شاہی میں رکھ کر دولت آباد کے قلعہ میں مقید کر دیا
وہاں سلطان ابو الحسن چودہ برس زندہ رہے اور گیارہ برس اس قید سے مرگئی ت باقی اس بادشاہ کی عمر
کی قدرتی تقسیم اس طرح بتلائے ہیں کہ چودہ برس لڑکپن میں کھیلا گئے اور چودہ برس رشد زادی گئے
اور چودہ برس سلطنت کی اور اور چودہ برس قید میں گزارے۔

بالکرم

مرسی ندی پر ایک مالیشان محل بنام چار محل تعمیر کرایا اور ایسے جاہ و ختم سے جشن
 کیا کہ چشم فلک نے بھی ندیکہا ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایک وہ جو امر دتھ جہنوں نے
 اس سلطنت اسلامیہ کو بذور شمشیر اس ملک میں قائم کیا۔ یا ایک زمانہ یہ پہنچ گیا
 کہ انہیں شہسواروں کے جانشینوں نے ایسی بے انتہا و بے حد عیش پرستی شروع
 کی کہ جکی شہرت ہفت کشور میں پہنچی اور یہ سلطنت آنا فانا دوسروں کے
 قبضہ میں چلے گئی۔

نقرر رستم دل بہادر بصوبیدار

حیدر آباد و مالک تلنگ

جب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی حیدر آباد گوکنڈہ کے شہ سلطنت
 کے ٹٹھاتے ہوئے چراغ کو بجھا کر اور بد نصیب نامراد ابو الحسن تانا شاہ
 کا ناج و تخت چہن کر اپنے دل کا ارمان نکال چکے تب بہان صوبیداری
 قائم ہوئی اور رستم دل خان صوبیدار مقرر کیا گیا شاید بہان کی خلعت
 کے نصیب میں بہت کچھ خرابی لکھی تھی جو بد جنگ و جدل کے آہستہ
 ادھانے کے بلکہ میں مبتلا ہوئے یہ دبا ایسی سخت اور دیر با تھی
 کہ سات سال تک ملک میں پہلی رہی اور ملک بالکل بے چراغ ہو گیا
 بعد فرو ہونے دبا کے اس بادشاہ جہان پناہ نے ملک کا عمدہ انتظام
 کیا اور بے چراغ گاؤں از سر نو بسائے گئے اور مالگزار سی کا بندوبست
 کیا گیا یہ رستم دل خان ۹۹۹ھ سے ۱۰۲۵ھ تک صوبہ دار رہا اور
 قلعہ گوکنڈہ کو احسن قلعہ دار عالم گیری سے نکال کر اپنے نقرہ میں لایا

ملک دکن شہزادہ مرزا کا مخبر نے اپنی سلطنت قائم کی

جب عالم گیر بادشاہ اس دنیا کی عالم گیری ختم کر چکے اور ۲۰ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ
ملک عقی کے فتوحات کے لئے روانہ ہوئے تب شاہزادہ محمد کام بخش نے
جواب کے حکم سے بیجا پور کی صوبہ داری پر مامور تھا باب کے مرنے کی
خبر پا کر بیجا پور میں سند سلطنت کو رونق دی اور وزیر امیر بنائے اور
سکہ خطبہ اپنا جاری کیا اور جب اسکو بیجا پور سے کافی اطمینان ہو گیا
تب اس نے قلعہ لکھنہ پر یک نخت عزیمت کی اور اسکو فتح کر لیا اور اپنے
طرف سے سید جعفر کو قلعہ ار مقرر کیا پھر داکن لکھنہ کے قلعہ پر پہنچا اور
اسکو بھی سخر کر لیا اور وہاں کا بھی اچھا انتظام کر کے حیدر آباد کے
طرف راہی ہوا اور جاتے ہی رستم دل خان صوبہ دار کو مقید کر لیا
اور اپنی حکومت جمالی جب یہ خبر بہادر شاہ بادشاہ ہندوستان کو جو
اپنے باب عالم گیر بادشاہ غازی کے بعد تخت سلطنت پر جلوس آ رہا ہوا تھا
پہنچے تب اس نے چوٹے بہائی کو نہایت نرمی سے خط لکھا کہ تم نے جو
رستم دل خان کو قید کیا یہ حرکت بیجا کی کیونکہ اس شخص کی وجہ سے
ملک کا مناسب انتظام ہو رہا تھا بادشاہ اس کے ہم ٹھکانے ہیں کہ تم نے جو
اپنے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا ہے بجائے اس کے ہمارے نام کا خطبہ
سکہ جاری کر دو اور مقرری پیشکش سال بسال بھیجتے رہو تو تم کو ہر دو صوبوں
کی صوبیداری پر بحال رکھا جائے گا اسکا کچھ جواب محمد کام بخش نے نہیں دیا

بلکہ رستم دل خان کا سخت جانی دشمن بن گیا رستم دل خان بھی نظر تار گیا اور اپنی جان بچانے کی فکر میں پورا اور سبقت خان و احمد خان و مقرب خان و زنا خان و میر احمد حیدر آبادی سے ہمدستان ہو کر مرزا کا کام بخش کو قید کر لینے کی فکر جامع مسجد میں کی مگر شہزادہ کام بخش کو اس کی اطلاع مل گئی اور اس نے ان سب کو قتل کر کر اٹلی محل میں دفن کر دیا رستم دل خان کو اول ہاتھی کے باؤن سے بند ہوا گیا اور تمام شہر میں تشہیر کر ایا گیا بعدہ بنو اب شید قتل کر کے ادھنیں منگلو سون کے پاس دفن کر دیا جب یہ سب اٹلی محل میں دفن ہو چکے تب شاہزادہ کام بخش نے کہا کہ اب یہاں سب صاحبان جمع رہ کر میرے اسیر کرنے کی فکر قیامت تک کرتے رہیں کیونکہ اب میں ہرگز آپ لوگوں کے شورہ سے آگاہ نہیں ہو سکتا حزب مضبوط تدبیر بن کرتے رہو اس کے سوا سے ایک اور سبب بھی اس ظلم نارا کا جو شاہزادہ خشتناک سے وقوع میں آیا یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض بد سرشت ہوا خواہوں نے شاہزادے سے کہا کہ معبر خان ایلچی جو فرمان بہادر شاہ کا لایا ہے اس نے بہت سے خفیہ سپاہی جمع کر کے ارادہ کیا ہے کہ شاہزادہ کو موقع پا کر کوئی حد پہنچا دیں یہ سنکر اس ظالم شہزادہ نے کچھ تحقیقات نہ کی بلکہ یہ باجی حکمت عملی محل میں لایا کہ ایلچی کے ساتھ جتدر آدمی آئے ہیں یا اس کے متوسل ہیں اوں سب کی فہرست طیار کیجا دے تاکہ میں اوں کے لئے دغاٹ اور روزینہ مقرر کروں جب یہ فہرست طیار ہونے لگی تو جامع فائدہ کی لالچ سے عام آدمیوں نے بھی اسے نام داخل کر اویسے جب یہ فہرست خیران خانوں کے لئے مخفی شہادت عطا طیار ہو چکی تب شاہزادے نے حکم دیا کہ آج شب کو ان سب لوگوں کی دعوت ہے چنانچہ وہ سب

بلائے کے آخر کار سب کچھ آدمی حاضر ہوئے اور ان کے نسبت حکم صادر
 ہوا کہ دس دس آدمی ہاتھ باندھ کر کالے جادوین اور مشعلوں کے ساتھ
 بازار میں شہر کے جادوین اور بعد اسکے دہین قتل کر دئے جادوین۔
 مفتی صاحب نے ہر چند اس ناروا خرنیزی سے شاہزادہ کو منع کیا مگر
 کچھ موثر نہوا آخر کار سب مارے گئے۔ شرفا اور علماء حیدر آباد اپنی عزت
 و آبرو کے لحاظ سے نقل مکان کرنے لگے جب شاہزادہ کو اس کی خبر ہوئی
 فوراً اطرات شہر میں جو کیاں بیٹھلا دی گئیں۔ بہادر شاہ کا ایلمی مقید
 کر دیا گیا اور اس کے خط کا جواب نہایت سختی سے لکھا گیا بہادر شاہ
 یہ خبر سن کر ہی باوجود موسم برنگال کے فوراً ردانہ حیدر آباد ہوا
 میں غازی الدین خان فیروز جنگ جو عالم گیر کے عہد سے مالوہ کا صدر
 تھا اور جس کو مرزا اعظم شاہ نے گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا تھا وہ احمد
 آباد میں حاضر دربار سلطانی ہوا بعد ازاں بہادر شاہ کوچ در کوچ
 کے آخر میں ناندر میں داخل ہوا یہاں سکون گردگو بند جو شاہی
 لشکر کے ساتھ تھا ایک شخص کے ہاتھ سے قتل ہوا چنانچہ اس گردو کی
 سمدھ اب تک ناندر میں موجود ہے۔
 بہادر شاہ

ناندر سے بھی آگے بڑھا اور ۱۹ ذی قعدہ

۱۲۰۱ھ کو حیدر آباد سے تین کوس پر خیمہ زن ہوا شاہزادہ کام بخش
 بھی پانچ سو اردن سے شہر سے نکلا۔ بہادر شاہ نے اپنے فرزند شاہزادہ
 رفیع الشان جہان پناہ کو ہراولی فوج پر مقرر کر کے آگے بڑھایا اور
 خان خانان کو بھی دس بارہ ہزار سوار سے شاہزادہ کام بخش پر پہنچنے
 کا حکم دیا اور ہر سے شاہزادہ کام بخش مقابل آ پہنچا تب خان خانان نے

بہادر شاہ سے لڑائی جاری کرنے کا آخری حکم منگوا یا تب ادھر سے لڑا گیا
 لئے کوئی حکم نہ گیا اور بیہ سپاہ اسی طرح دو بڑے میدان جنگ میں کھڑے
 رہی اور شاہزادہ کام بخش کو بھی بیہ ت ہوتی کہ غنیم پر حملہ کرنے کا
 حکم دے کیونکہ اس کی سپاہ قلیل اور اس سے محض بے دل تھی۔ آخر کا
 ذوالفقار خان اور خان خانان نے تنگ ہو کر کام بخش کے توپخانہ پر فیر
 کرنے کا حکم دیا اور فوج کو بڑا ہار مقابل ہوئے۔ شاہزادہ کام بخش تیر
 کمان لیکر بہادرانہ جنگ کرنے لگا اور بدن پر چار پانچ زخم کھانے پر بھی
 میدان میں لڑتا رہا مگر وہ کیا کر سکتا کہ اس کے پاس صرف پانچ سو سواروں
 اور دو ہزار سے زیادہ پیدل بھی نہ تھے جب کہ وہ تیس ہزار جوار
 شاہی فوج کے مقابل تھا اور بڑے بڑے جہان دیدہ تجربہ کار فسر
 شاہی فوج کے کمان کر رہے تھے برخلاف اس کے شاہزادہ کام بخش
 کے پاس ایک انسر بھی دانستہ نہ تھا خود فوج ہی بالکل بے دل ہو رہی
 تھی بیہ مقابلہ اسکا سرا سر نادانی پر مبنی تھا اسکو ہرگز صلاح وقت
 نہ تھا کہ وہ اس غظیم الشان بادشاہ کا مقابلہ کرتا جو ایران کے سرحد
 سے لیکر بہا کے دل کے ملک تک کا فرمانروا ہوا جس کی سلطنت
 ہمالیہ کے شمالی ملک تبت خرو سے لیکر اس کمار ہی تک پہنچی ہو۔
 اس لڑائی کا نتیجہ بیہ ہوا کہ میدان سلطانی جنگ آوروں کے ہاتھ
 رہا اور شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونوں فرزندوں محی السنہ
 و فیروز مند کے گرفتار ہو گیا اور ان تینوں زخمی شہیدواروں کو
 جیمہ سلطانی کے قریب رکھا گیا چار پیر کے بعد کام بخش اور فیروز مند
 تو دنیا کو چھوڑ کر رخصت ہوئے اور محی السنہ زندہ رہ گیا کام بخش

اور فرزندِ مند کے لاشیں حبِ الحکم سلطانی دہلی بھیجی گئیں اور چلو
 کے مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ بعد ان واقعات کے ذوالفقار خان بہادر
 حضرت جنگِ صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوا اور یہی ذوالفقار خان
 چار سال تک یعنی فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ تخت نشینی تک ملک دکن
 کا صوبہ دار رہا لیکن فرخ سیر نے تخت نشین ہوتے ہی حضور پر نور
 نواب نظام الملک آصفیہ بہادر کو صوبہ داری ملک دکن پر مامور
 کیا جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کر رہے ہیں۔

تاریخ نظام اردو

حصہ دوم

فرمانروایان دولت اصفیہ ظاہرین نے از عہد جناب حضرت مغفرت مآب نواب آصفیہ بہادر
 نور اللہ مرقدہ تا عہد فرائض مائی و سلطنت آرائی کو عادل و شہر بار باذل اطمینت بندہ گرفتار
 مدظلہ العالی حضرت میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام الملک
 آصف جاہ سادس غلہ اللہ ملکہ و سلطنت کے احوال بن مالک ۱۳۱۰ ہجری

مولوی محمد عبد الرحیم فاضل

حنفی الشافعی راسخوری فاضل دارس ضلع دہلی سپرنٹنڈنٹ ملک سرکومالے بمبئی فیض آباد الہیان
 و بابائے کن اور خصوصاً بظرف تعلیم و تدیس ملکہ کالج و اسکول کھاسے سرکار ملک سرکار کے بہت سی مشہور
 فارسی و انگریزی اور سوانح عربی اور صفحہ ناموں و ترجمہ ہائے نوار پنج انگریزی سے تصنیف کیا
 اور حکو ۱۳۱۰ ہجری میں

حاجی منشی نوشہ علی خان صاحب تاجرت مالہ ارجا پستار

نے مطلع اخبار جدید آباد گزٹ میں ہنایت محبت و صفائی و عمدگی کے ساتھ طبع کرایا۔
 فی تصنیف محفوظ ہے اور بہ کتب و جہزی شدہ ہے

حصہ دوم

سیر آرایان دولت آصفیہ کے حال میں

ذکر حضرت نواب نظام الملک آصفیہ فتح جنگ بہادر مغربی

نواب مغفرت آباد کے صاحب منصب اور بزرگوار کا حوالہ
حضرت مغفرت آباد کا اصلی نام نواب میر قمر الدین خان ہے۔ ان کے ناما نواب عہدہ
عہدہ المہام سعد الشہان بہادر تھے جو عہدہ حقران ثانی شاہجہان بادشاہ کے وزیر تھے۔ اور
عہدہ نواب مرحوم کے خاجہ عابد خان بہادر سمرقندی تھے خاجہ عابد خان کے پدر بزرگوار
عالم در شیخ مقدس سمرقندی تھے۔ عابد خان مغفرت سال انبیل جلوس شاہجہانی بن
میں ہندوستان میں آکر بادشاہی ملازم ہوئے اور پھر بیان سے زیارت حرمین شریفین
کو تشہیف لگئے۔ وہاں سے واپس آکر شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ملازم ہوئے
اور ان کی ملازمت میں خان مرصوف نے بڑے بڑے کام کرائے نمایان کئے اور جب
اورنگ زیب تخت نشین ہوئے تو عابد خان محکمہ رسالت کے عہدہ نشین مقرر ہوئے
بعد میں بعد خطاب ملیح خان اور منصب پنجہزاری سے صرافہ انداز ہوئے جس زمانہ میں
عالم گیر ملکہ کو لکندہ کا محاصرہ کئے ناما شاہ سے لڑا بہت سہم۔ خان مرصوف ۲۴۔
برج الاولیٰ لکندہ کو عین سو کہ کارزار میں توپ کے گولے سے شہید ہو گئے۔ مقبوضہ کا
ملیح خان کے مقبرہ کے نام سے زید یوزملہ کو لکندہ اب تک موجود و مشہور ہے۔
ان کے فرزند ارجمند میر شہاب الدین خان اور صاحبان ملا نان شاہی میں عہدہ ملکہ
ماہور تھے ملکہ جلوس عالم گیری بن۔ صاحبان ملکہ نے سید سلطان خان عالم گیری

خبرین مدد کو پہنچا شہزادہ ہمارے بادشاہ کو پوچھا میں اس کے صلہ میں منصب کا اضافہ
ہوا اور خطاب غانی بھی مع فیل درکش لگیا۔ مسئلہ جلوس میں شہزادہ محمد اکبر بادشاہ
باغی ہوا اس بغاوت میں میر شہاب الدین خان یک رنگ رہے اس کے جلدوی
میں منصب بہت ہزاری بہت ہزار سوار خطاب غازی خان بہادر فیروز جنگ سے
مستثنیٰ ہوئے اور فتح پور کی مسلمہ میں حضور فرزند ارجمند بیروز رنگ خطاب مذکور پر
اور زیادہ ہوا۔ جب بہادر شہزادہ بادشاہ ہوئے تو اول ہی سال جلوسی میں انکو صوبہ داری
مالوہ پر سر فرما دیا گیا۔ چار سال اس بزرگ تر بعد سے برصغیر کرنے سے جلوسی میں
بہارانی عالم باقی ہوئے لڑکی لاش دلی بھی گئی۔ امیری دروازہ کے پاس انکا مقبرہ موجود
ہے۔ یہ مقبرہ انہیں کی بنائی ہوئی خانقاہ میں ہے انہیں کے فرزند نواب معتمد
میر قمر الدین خان بہادر آصفیہ تھے جکا اولد مسئلہ ہجری میں سرخ بیان کرتے ہیں۔
انکے چہرے سے آثار امارت و ریاست مثل خورشید جہان تاب چلنے تھے حضور سے ہی عصر
میں دربار سلطانی سے انکو خطاب چین تبلیغ خان اور منصب چار ہزاری مل گیا۔

نواب معتمد آداب صوبہ دار اوہ ہوئے

بعد وفات عالم گیر بادشاہ غازی جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو ان کو حضور سلطانی سے

نواب عالم گیر نے بھی پورے لئے شہزادہ محمد غلام شاہ کو اس درکار کا حوالہ دیا اور کہی سر میں لکندہ عالمگیر
سے اسے ایک ہوا کہ اگر غازی الدین خان فیروز جنگ سامان رسد نہ بھیجا تو اس کے لشکر کا نام بھی باقی رہتا ہوا ایک
نوبت پورے کی گئی کہ غازی کی چال اور عالمگیر کے چون کا اٹا گیا تھے۔ مردوں کی زبان تک پہنچے تھے اس لیے
پیش کی باتوں سے کھلا آدھی دیکھتے اور جب دیکھتے تو کی فتح کا غلبہ ہوا اور جانی بیکر و انکو کی جی اور شہزادہ
عظم کی بی بی عذریٰ میں پرکہ باہر زمین اور سہا پوں کا کوڑا لگنے لگے آمادہ کر کے غرض سرور مکر کے
سامان رسد چو پچا وہ صحبت کم ہوئی۔ بادشاہ نے جوق شہاب الدین کی بہ کار گزارا سی تو اسکا خانہ ہی الدین خان
فرزند جنگ کا خطاب ملا گیا۔ از مارچ ہندوستان۔

خطاب خان دوران خان بہادر عطا ہوا اور صوبہ داری اودھ و فوجداری مکنہ وغیرہ پر ماموری ہوئی لیکن تھوڑے عرصہ تک نواب مغرت آباد ترک منصب کر کے دارالخلافہ شاہجہان آباد میں سکونت پذیر رہے۔

نواب مغرت آباد صوبہ دار دکن مقرر ہوئے

جب شاہجہان آباد میں بنیاد پخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا تو اس نے اول سال جلوس ہی میں نواب مغرت آباد کو خطاب نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا عطا کیا اور صوبہ داری دکن پر مامور فرمایا۔

نواب مغرت آباد صوبہ داری دکن سے تبدیل اور فوجداری سنبھل و مراد آباد مقرر ہوئے اس حکومت و صوبہ داری دکن پر صرف تین سال گزرے تھے کہ یہ صوبہ داری دکن سید علی امیر الامرا کو تفویض ہوئی اور نواب مغرت آباد کو بسبب برہمی ایمان اور بادشاہی فوجداری سنبھل و مراد آباد پر جانا پڑا اور حکم ہوا کہ زمینداران کو ہشواک کو تادیب دیوین جذبہ روزین سیدون اور بادشاہ کے درمیان مخالفت ہو گئی اور بنیاد سلطنت سے آثار الگیا رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات دو بادشاہ عقیدے عقیدے روز سلطنت کر کے قضا کر گئے۔

نواب مغرت آباد صوبہ دار مالوہ مقرر ہوئے

جب بہت سے جگہ سے ہوئے اور کئی بادشاہ تخت دہلی کی قربانی بن چکے تب شاہزادہ و موشن اختر بلقیہ محمد شاہ دہلی کا ستقل بادشاہ بنایا گیا اور سوفت نواب مغرت آباد حضور سلطانی سے صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔

نواب مغرت آباد نے مالک دکن کو تسخیر کر کے اپنی حکومت کا نفاذ کیا۔

جب شاہجہان آباد میں نواب مغرت آباد نے اراکین سلطنت کی صورت مزاجی سے تنگ آکر عزم حکم تسخیر دکن کا کر کے جین موسم برسات میں ملک مالوہ کو طے کیا اور دریائے سندھ سے پار ہنرک قلعہ سیرگر کو گونا گونا خیمہ گاہ بنایا طالب خان قلعہ دار سے اس قلعہ کو ایک حکمت علی سے

قبضہ میں کر لیا اور سپے دو بیٹوں تعمیر جنگ اور نامر جنگ کو مع اہل و عیال قطعہ میں چھوڑ کر خود بذات خاص پانچ نوب لیکر لال باغ دارا السور و برہانپور میں جا پہنچی۔ محمد نور خان بہادر قطب الدولہ کا نظم نرمان پور ان سے مل گیا۔

سید دلاور خان بخئی فرخ امیر الامرا اور سید عالم علیخان ہمیشہ زادہ امیر الامرا الائی اور ان دو نون کا مارا جانا۔

اس اثنا میں خبر یہ آمد سید دلاور خان بخئی فرخ امیر الامرا کی جو بادشاہ کے طرف سے امیر الامرا کے اشارہ سے ان سے لڑنے آتا تھا پہنچی۔ سید دلاور خان سے سواد جاوہر میں وریلے نرمانہ کے اوس طرف لڑائی ہوئی سید دلاور خان مارا گیا اور نرمانہ چھوڑ کر نوب معصرت تاب کا قبضہ ہو گیا اس لڑائی پر غور می ہی مدت گزری تھی کہ سید عالم علیخان امیر الامرا کا بہا جانا اور آباد سے لشکر لیکر جلوریزان کے مقابلہ پر آ پہنچا نوب معصرت تاب نے اس کو ہر چند بھی مارا اور اس نے ایک زمانہ آخر کار قبضہ بالا پر متعلقہ صوبہ برار کے قریب مرکز جدال و قتال کر رہا ہوا اور عالم علیخان میں معرکہ کارزار میں مارا گیا نوب معصرت تاب بڑھ کر اورنگ آباد میں پہنچا اور ملک کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ امیر الامرا نے بادشاہ کو نوب معصرت تاب کے طرف سے پیر کا یا اور خود بادشاہ کو لیکر دکن کے طرف چلا کر امیر الامرا کو خبر نہ تھی کہ پردہ ہفت سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

امیر الامرا کا بادشاہ کو لیکر دکن جانا اور راسنہ میں مارا جانا اور بادشاہ کا وہلی کوئٹہ کرنا بادشاہ تو نام کا بادشاہ تھا سید دن کی ہاتھ میں کٹہر بلی کی طعنہ ناچتا تھا امیر الامرا نے اس کے طرف سے کوئٹہ تو دھین کو چھوڑا مگر بادشاہ بالکل غافل نہ تھا ان سید دن کی قید سے باہر جاتا تھا سید دن کے دشمن بھی تاک میں مگے تھے جو بادشاہ کے طرفدار تھے۔ جب یہ فہم الشان لشکر فتحیدہ بسکری میں پہنچا تو امیر الامرا کی اہل نے جھک کر سلام کیا امیر الامرا مع لشکر سوار ہو گیا تھا اور بادشاہ سوار ہونے والا تھا کہ محمد امین خان بخئی کے اشارہ سے میر جید کے لشکر کا

ہالی کے اندر امیر الامرا کو قتل کر ڈالا یہ دون ۶ ہر ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ کا تھا اگرچہ امیر الامرا کے
بیانے حضرت خان نے بادشاہ کے قتل میں ذرا بہت کچھ کوشش کی مگر خود ہی مارا گیا اور شاہ
ہالی کو آٹا جلایا۔ طلب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین طلیان امیر الامرا
کی مار سے جانے کی خبر سنی تو اس نے ایک تیموری شاہزادے کو بادشاہ بنا کر شکر سلطانی سے
مقابلہ کیا مگر اس نے شکست کھائی اور خود بھی مارا گیا بادشاہ نے افتخار الدلہ کو وزیر مقرر کیا۔

نواب مسفر تآب کو غلٹ وزارت عطا ہوا

یہ بہاء الدلہ وہی محمد امین خان بخشی تھا جسکے اشارے سے میر جید کا شہزی نے امیر الامرا کو
قتل کیا تھا جب دو دنوں سید مارے گئے تب بادشاہ نے ظہدان وزارت اوسى کو عطا کیا
مگر اسکو یہ وزارت مبارک نہوئی اور تین ہی مہینے میں دنیا سے سہارا گیا۔ تب بادشاہ نے
نواب مسفر تآب کو دکن سے طلب فرما کر ۱۲۱۳ھ کے نواب مسفر تآب کو وزارت سے ممتاز فرمایا
نواب مسفر تآب کی چٹاٹھی حیدر طلیان خراسانی ناظم گجرات پر

دھصول صوبہ داری مالوہ و گجرات

سال ۱۲۱۳ھ میں معز الدلہ حیدر طلیان خراسانی ناظم گجرات نے نہادت کی بادشاہ نے
نواب مسفر تآب کو دس لاکھ روپیہ نقد اور صوبہ داری مالوہ و گجرات بعض وزارت و صوبہ
دکن عطا فرما کر حیدر طلیان کی سہر کوئی کے لئے مدد نہ فرمایا۔ حیدر طلیان رانا سے اُدبہر کی
حلد اپن بھاگ گیا۔ نواب مسفر تآب نے اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو پیشگاہ سلطانی سے
معز الدلہ صلابت جنگ خطاب دلوا کر نیابتاً صوبہ داری گجرات پر بھیجا یا اور نیابت و مدد داری
مالوہ برائے چچا کے بیٹے ظہیر اللہ خان بہادر کو مامور فرما کر خود دار الخلافہ کو چلے گئے اور
بادشاہ کے حضور میں خلعت و اکرام سے اجازت حاصل کیا۔

نوٹ: مرزا محمد باقر آصفیہ تین سال لکھا ہے۔

نواب سفرت آب وزارت کو کنہ کش ہو کر مراد آباد میں رہنے لگے
خیر و ناس طرح گذرے لیکن دربار کا ڈھنگ خراب دیکھ کر انکو اپنا دہلی میں رہنا پسند نہ آیا
اور ناموافق آب و ہوا کا بہانہ کر کے بادشاہ سے مراد آباد میں رہنے کی اجازت حاصل کر لی
اور مراد آباد میں رہنے لگے۔

نواب سفرت آب نے دوبارہ صوبہ دکن کو تسمیہ کر کے سلطنت آصفیہ قائم کی۔
سال ششم جلوس کے ذیقعدہ چھبیسین مطابق ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ بادشاہ کے حضور سے صوبہ
دکن عماد الملک مبار خان نائم حیدر آباد کو تفویض ہو گئے۔ اسپر نواب سفرت آب کو
بہت ملال ہوا اور بہت جلد مراد آباد سے چل کر اورنگ آباد میں پہنچے عماد الملک مبار خان
مقابلہ پر آیا اور ۲۳ محرم ۱۱۳۱ھ ہجری کو مع اپنے دو بیٹوں اسعد خان مسعود خان کے
سوار کارزار میں قتل ہوا تمام ملک دریائے زمیاسے لیکر بیجا پور اور حیدر آباد تک کہ اسکا
علاقہ دریائے شور شرابی سے ملا ہوا تھا نواب سفرت آب کے قبضہ میں آیا خواجہ محمود خان
اور حامد اللہ خان سپہان مبارز الدولہ عماد الملک قید کئے گئے اور نواب سفرت آب حیدر آباد
کو تشریف لے گئے۔ جلال الدین محمد و خان کہ صوبہ دار حیدر آباد تھا علیحدہ ہو گیا اور خواجہ
احمد خان بڑا بیٹا مبارز خان عماد الملک کا مندل خواجہ سرا اور حرم و اہل و عیال کو لے کر
قلعہ گوکنڈہ میں پناہ گیر ہوا اور بارادہ جنگ شکست کھانے لگا نواب سفرت آب نے سبھی
فائدہ لوگنے لگے کہ وہ بد وقت پر موقوف رکھا اور ڈیسے نیچے موسیٰ ندی پر لگا کر سب سے
پہلے قلعہ بچھو کو فتح کیا اور حیدر آباد میں داخل ہوئے۔ یہاں خواجہ احمد خان کو کہ قلعہ گوکنڈہ میں
چھپا ہوا تھا مطہر کر کے اپنے پاس بلایا اور وہ حاضر ہوا نواب سفرت آب نے اسکو
منصب شش ہزاری چھ ہزار سوار و شہاست خان بہادر اور خواجہ محمود خان بہادر کو منصب
چھ ہزاری و سہ ہزار سوار و خطاب مبارز خان بہادر اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری
ایک ہزار سوار و خطاب بہادر سی سے سرفراز کر کے ان سب کو امراء آصفیہ میں داخل کر لیا

اور حامد اللہ خان بہادر سے اپنی ہمیشہ کی شادی کر دی۔ اور اس خاندان سے بجا محمد اویس
محبت دیگیا گنت پیدا کی سوا سے ان لوگوں کے اور بہت سے اشخاص کو نواب حضرت مآب نے
مورد اللطف کیا۔

نواب حضرت مآب کو خطاب آصفیہ پیش گاہ سلطانی سے عطا ہوا
جب یہ خبر فتح بادشاہ کو پہونچی تو مسئلہ پجری میں خطاب آصفیہ اور منصب ہشت نہاری
ہشت ہزار سوار کا نواب حضرت مآب کو ازراہ دولہائی عطا کیا۔

نواب حضرت مآب دولہائی کو تشریف لے گئے اور اکبر آباد مالوہ پر فتح کشتی کی
مشعل پجری میں حب خواہش سلطانی نواب حضرت مآب ملک دکن کا انتظام اپنے فرزند ناجی
کے سپرد کر کے اور محمد انور اللہ خان کو دیوان اور دارالہمام مقرر کر کے حاضر دربار شاہ دولہائی ہوئے
اون روز دن میں راجہ جی سنگھ صوبہ دار اکبر آباد اور بابے راجہ صوبہ دار مالوہ بادشاہ سے
باغی ہو گئے تھے پس یہ دونوں صوبہ دار بیان نواب حضرت مآب کو عطا ہوئیں اور صوبہ داران
کسرش کی نادیب کا حکم ہوا نواب حضرت مآب اکبر آباد پہونچی اور اپنے قرابتی محی الدین صاحب
کو نیابت صوبہ دارمی اکبر آباد پر مامور کیا اور خود بدولت متوجہ مالوہ ہوئے۔ دریائے
جمن سے عبور کر کے اٹارہ اور مانگ پور راجہ کالی ہوئے ہوئے ملک بندیل میں پہونچی وہاں
کا مہاجر باطاعت پیش آیا۔ پھر دہان سے طے سنا دل کو کے نواح بہوپال میں بابے راجہ
سے جو بے شمار فوج لے پڑا ہوا تھا مقابلہ کیا۔

نواب حضرت مآب شرمیک جنگ نا در شاہ ہوئے
ابھی اس چکا سر انجام نہ ہو چکا تھا کہ اسی اثناء میں خبر آمد نا در شاہ بادشاہ ایران کی
نواب حضرت مآب کو پہونچی لہذا فی الفور بابے راجہ سے صلح کر کے روانہ دارالخلافت ہوئے
یہاں باغی خان بخش، اللہ ان کو فوج نادری کے مقابلہ پہونا پڑا اور عقبہ سرسند میں
مشعل پجری میں اٹارنی شرمع ہوئی۔ محمد شاہ بادشاہ بھی فوج لیکر جا پہونچے لیکن سبب بدقسمتی

فتح کی نواب سلامت خان بہان الملک اسیر فتح نادرسی ہو گیا اور امیر الامرا میدان
میں کام آئے بادشاہی فتح کو شکست ہوئی نادر شاہ تغیباب ہوا اور سوت محمد شاہ بادشاہ نے
ان کی رائے کے بموجب نادر شاہ سے صلح کر لی کہتے ہیں اس ظالم بادشاہ نے بھی نواب
ارسلو فطرت کو بیماری خطاب امیر الامرا فی کا عطا فرمایا۔

مسئلہ چوبیسمین نواب مال جو نواب ناصر خٹک نایب صوبہ دار کوکن کی بغاوت کی خبر دی ہیں
نواب مسخرت آباد کو یہ ہو چکی۔

نواب ناصر جنگ کی بنادوت اور فتح قلعہ تیر چالی داکاٹ دبا لکھنؤ
 یہ خبر سکر نواب مسرت نواب باجاءت سلطانی دکن میں پھیل چکی اور جنگ آباد کے نواح میں
 بلب بیٹوں میں لڑائی ہوئی نواب ناصر جنگ ہزار وقت و پریشانی مرکز کارزار سے زندہ
 سلامت نکلر باب کے پاس پہنچ گئے۔ یہ لڑائی ۲۰ جمادی الاول ۱۱۸۷ھ کو واقع ہوئی
 مفصل حال نواب ناصر جنگ بعد اسکے ذکر میں لکھیں گے۔

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

توضیح مراد تاج بندوستان لکشاہ جو کہ نادر شاہ کی اصل برہہ پکب خاندان مغوی کی سلطنت کمال ایران
 میں تیار ہو گیا تب مغویوں کے سردار محمود بن طاشلوہ بن افشار بن افشار بن کر کے حسین خان بادشاہ ایران کو
 گرفتار کر لیا لیکن یہ محمد مختار بن برہہ پکب بن کر کے تختہ پادشاهی پر گیا تب اس کا بیٹا شہنشاہ ایران
 جانشین ہوا بعد ازاں جو افراتھاکہ سردار برہہ پکب آئی کہ سلطان دہم اور پیر علی علیہ السلام اور شہزادہ اسکی ملک پر دہاکہ
 ماما لیکن اس میں برہہ پیر علی علیہ السلام دہم نے سبزون کا خون بہا نامتھ نہ سبھا اور شاہزادہ طہاسب
 جو ناب کے قید ہوئے برہہ پیر علی علیہ السلام کو لکھا کہ میں نے دہم کے کچھ دزدکی کر رہا ہوں جس کی سزا
 سے مرا فیض نہ ہو لیکن خدا کی قدرت سے شہزادہ اسکی جہاں طہاسب کو ایک ایسا لالہ لڑکا ملا جس کی سزا
 کو برہہ پکب دیکھ کر خفا ہوا اور اس کے تخت پر شہزادہ کو رکھ کر شخص تھا یہی نادر شاہ تھا اسکا اصلی نام نادر علی اور باب
 نام دہم علی تھا جو اسکی اقتدار سے پہلے نادر شہنشاہ میں پیدا ہوا تھا یہ مدت تک ایران میں نادر علی
 اور بعد میں سے الٹ ٹپٹ اور اراکلی جگہوں کے لشکر کشی میں خاندان صفویہ کا خاتمہ کے بعد متصل بہ

پرویشیا اور کابل و فیروز کو فتح کی بعد وہ اندھلی کی طرح ہندوستان کی طرف چلا گیا جہاں جبکہ چنیدا اور بہان بھی فتح پا کر کھڑے ہوئے اور وہیں کابل اور کوہ نور سمیت اور تخت طاووس بہان سے لیکھا پہلے شہر آفرخت سے

وفات حسرت آباد نواب مسفرت مآب

آٹھ کار نواب مسفرت مآب نے جادوی الاخر صلا اللہ علیہ کو بمقام دارالسرور برہانپور وفات پائی
 آپ کے نقش خلد آباد روضہ کو بھی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے امد شاہ برہان الدین
 غریب قدس سرہ الرزیک کے مقبرے کے پاس مدفون ہوئے۔ ہائے افسوس کیسا بڑا
 رکن سلطنت اسلامیہ ہندوستان بے دقت دنیا سے سد ہوا خود نواب مسفرت مآب کا تو
 تھامین ستاسی لڑائیوں میں لڑا ہوں۔

عمارات یادگار نواب مسفرت مآب

نواب مسفرت مآب کے یادگار عمارات میں شہر چاند بلوہ برہان پور ہے جو صلا اللہ علیہ میں
 تعمیر ہوئی اور آبادی و مسجد و کاروان سراسے اور دولت خانہ عالی اور پبل نظام آباد
 ہے جو اب ویران پڑا ہے اور عمارتیں چھوڑ کر آباد کر کے عمارتوں کو ملبہ ملبہ بنانے لگا
 کیا تھا اور وہ نامراد ناتمام چھوڑ گیا تھا اس کے دقت کا حصار و دروازہ چادر گھاٹ اور
 دسواڑہ و دیر پورہ کے طرف ہے اس حصار پر گنگوہ نہیں ہیں باقی تمام حصار جو گنگوہ و
 نواب مسفرت مآب نے تعمیر کرایا ہے سوائے اس کے خلوت تھا۔ خواجگاہ۔ دیوان خانہ
 جلوس خانہ و دیگر۔ دروازہ خواجگاہ مذکور نواب مسفرت مآب کے دقت تعمیر کردہ ہے
 جلوس خانہ کی ڈیوڑھی کا دروازہ بھی انہیں کے دقت کا ہے۔ اور نگاہ آباد میں جو گنگوہ
 کی عمارات بھی نواب مسفرت مآب نے تعمیر کرائی ہیں

نوٹ: خواجہ محمد خان صاحب سرگانی نواب مسفرت مآب کی وفات ۱۱۶۰ھ کو دارالسرور برہانپور میں ہوئی تھی
 تباہی و تباہی ہندوستان نواب مسفرت مآب کی مہر شہر میں کی چلی گئی تھی۔ لیکن دولت آباد میں نواب مسفرت مآب
 از ناہیں اور کہیں ایک سو چار برس کی عمر تک رہے۔ سرخ تاجیہ صاحبی دولت گوارہ آصفیہ انکی ولادت ۱۱۶۰ھ کو
 صلا اللہ علیہ میں تباہی ہندوستان میں صلاب کی مہر پوری انکی مال کی چھٹی ہے۔ سرگانی۔

نواب منفرت مآب کی اولاد

نواب منفرت مآب کے چہ فرزدان - شہید تھے۔ اول امیر الامرا علی سی الدین خان بہادر
فیروز جنگ۔ دوسرے نواب عالیجناب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ۔ تیسرے
امیر الممالک آصف الدولہ سید محمد خان بہادر صلابت جنگ۔ چوتھے کہ در حقیقت سب
اول و بہتر کہنا چاہئے نواب سحاب میر نظام علی خان بہادر آصف خان ثانی انار اللہ بہادر
پانچویں امیر الامرا سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ۔ چھٹے مستعد الدولہ
چین تعلقان بہادر ناصر الملک الشہور بہ منل علی خان بہادر چاندیون جاہ۔ ان میں سے ناصر جنگ
اور فیروز جنگ ایک والدہ سے تھے۔

چند کار آمد وصیتیں جو نواب منفرت مآب نے ناصر جنگ بہادر کو فرمائی تھیں وہ شہزاد خان میں
ذکر میر ارانی نواب عالیجناب میر احمد خان بہادر
ناصر جنگ شہید

بعد وفات نواب منفرت مآب کے نواب ناصر جنگ سند آرا سے ریاست دکن ہونے لگا
لطفہ اقتدار چاروں طرف ملک میں پھیلا لوگ ان کی بیست سے اس قدر ڈرتے تھے کہ وہ بار
میں کسی کو بات کر نہ سکتے تھے۔ نواب منفرت مآب نے بعد صلح بمبے راہ جو سب آہ آہ متبر
نادر کی کرلی گئی تھی نواب ناصر جنگ کو صوبہ داری دکن پر مامور کر دیا تھا لیکن جب صلح شہان
شہسہ بھری کو نواب منفرت مآب دہلی سے دکن کو لوٹے اور بہمان پور میں نزول اجلال
فرمایا تب ان کو کج حال محبت پہنچی دارا لکھنوی کا صوبہ دار مقرر کیا لیکن نواب عالیجناب
نے اسکو منظور کیا اور بخشی الملک بخش خان بہادر کو باپ کے پاس بھیج دیا اور خود نظام آباد
اجڑے سے معصام الدولہ شاہ نوار خان و سید جمال خان بہادر عبدالعزیز خان ہمسہ اور
میر صفی اللہ خان بہادر صفی الدولہ طالب جنگ کو کہ بعد میر آتشے و کن باسود سے معص
شکن خان مجاہد جنگ و فتحیاب خان و بہت یار خان و میر شمش الدین خان وغیرہ کو کہ

ملازم و منصب دار تھے لیکر روضۂ قلعہ آباد کو کہ وہاں اکسٹر جنرل کان عالی تبار و اولیاء کبار
 کے مقبوضہ میں چلا گئے۔ چند روز بعد عبدالعزیز خان نواب عالیجناب سے جدا ہو کر نواب
 سعادت آباد کے پاس چلا گیا لیکن جب وہاں اسکی کچھ عزت نہ ہوئی اور نواب سعادت آباد کے
 سب سے توجہ پایا تو بھر نواب عالیجناب کے پاس پہونچا اور نواب سعادت آباد کے طرف سے
 نواب عالیجناب کو انکار کے جنگ و پیکار پر آمادہ کیا نواب عالیجناب اس مفتری کے
 ہیکانے پر قلعہ ملک نیرینے اورنگ آباد سے چلکر فتح یاب خان قلعہ دار ملک پور کو ساتھ لیکر جائزہ
 بند و سواروں کے جہاز شکر سے اورنگ آباد کے طرف گئے اور ہر سے نواب سعادت آباد
 بھی بہت تیزی کے ساتھ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر جا پہونچا اور متصل عید گاہ کے باجیوں
 کے لشکروں میں جنگ شمع ہوئی چونکہ نواب عالیجناب کے اکثر افواج نام تجربہ کار اور
 دیہاتی تھے پس زود ضرب لشکر نواب سعادت آباد کا ناب مقابلہ نہ لاکر فرار ہو گئی۔
 لیکن نواب عالیجناب نے نہ ہوڑے ہاتھوں اور صرف دو سو ارستم جو کہ اچھے طرح داد
 مردانگی دی اور اپنے نفل خاصہ کو تیز و دراز کر طلب لشکر کے سامنے آگئے۔ اور ہر سے
 سہرست خان تنبی جھدار ایچ پوری چار سو پیادوں سے مقابل ہوا نواب عالیجناب
 غران کی طرح اس جاعت میں گہس گئے لیکن کمزور جان چند نے مقابل ہو کر مابذ خان کو کہ
 کو کہ بجائے فیلبان کے نواب کے ہاتھی پر بیٹھا تھا مزبندوق سے قتل کر ڈالا نواب
 عالیجناب ہاتھی کو اپنے پاؤں چلانے سے اور برابر تیر مارے جاتے تھے آخر کار زندہ
 و سلامت حضور پدین پہونچی۔

نواب عالیجناب دہلی کو کشف یع لکھے اور اپنا وزیر مہم صام الدولہ کو مقرر کیا
 القصبہ جب نواب عالیجناب مسند آراستہ دکن ہوئے تب مہم صام الدولہ شاہ نواز خان
 کو کہ اس وقت مہم صام کی دیوانی پر تھے طلب فرما کر اپنا وزیر اور مختار کل مقرر پایا
 اور جب نواب عالیجناب کو احمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ میں طلب فرمایا

تو مصہم الدولہ بہادر کو نیا تاج صوبہ داری دکن پر بٹھایا اور رخصت کے وقت اپنے نام
کے انگشتری دیکر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے مہات ریاست کو برضا مندی الہی سدا انجام کرنا
اور پھر ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل کی جمیعت سے کوچ کوچی جلوریز دریا سے زبدا
پر پہنچنے بیان سے حسب الحکم سلطانی واپس چلے آئے۔

منظفہ جنگ کی بنیاد اور اوسکا مقید ہوا

استغین خبر پہنچی کہ مہات محمدی الدین خان مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب مالیناب دربار
بہار پر باغی ہو گیا سبب اس بنیاد کا یہ ہے کہ مظفر جنگ زمینداران چندرگ کی بنیاد
سنگر اور ہر طرف گیا تھا اور باہمی کٹھ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حسین دوست خان فوائتہ
کہ ابھی ابھی رگھو جی ہوسلا کی فید سے چڑھا تھا اور اب محصورین ماہی کنڈ میں شامل تھا
مظفر جنگ سے آکر ملائی ہوا اور اوس کی شراج میں دخل کامل کر لیا یہ شخص ملک کنک
کے حالات سے اچھی طرح واقف تھا مظفر جنگ کو اوس نے اشتعال دی کہ ملک کو نیا
پر قبضہ کر لیجئے۔ منلی کرناٹ بن سہان نواب مالیناب نامر جنگ بہادر شہادت جنگ
صوبدار و فوجدار تھا جب مظفر جنگ حسین دوست خان کو ساتھ لیکر اوس پر چڑھا اور
فرانسسوں کو ساتھ لیا تب شہادت جنگ نے پانچ ہزار سواروں سے اوسکا مقابلہ کیا
لیکن ۱۷ اشبان ۱۱۱۲ کو شہادت جنگ مارا گیا یہ خبر سنگر مظفر جنگ ارکاٹ پہنچا
دو تین جہتہ تک محاصرہ کیا پڑا۔ نواب مالیناب کو جب شہادت جنگ کے مارے جا چکے
خبر پہنچی شہر خان کی طرح مسافت بعیدہ کوٹے کر کے تھیل تمام ۱۷ اشبان ۱۱۱۲ کو
کوٹان پہنچے مظفر جنگ خوف کے مارے پیلیری کو بہاگ گیا راستہ میں مرہٹوں نے
اوسکی ساری جمیعت کو برباد کر ڈالا حسین دوست خان پیلیری پہنچا لیکن پیلیری کے
بعد چن لوگ بہاگ گئے اور مظفر جنگ زندہ نواب مالیناب کے قید میں آ گیا۔
نواب مالیناب نامر جنگ بہادر کی شہادت

یہ بہت غریبی کی کہ باوجود عرض معرومن خادمان درگاہ نواب عالیجناب نے پہلوی کی فتح پر
 خیال کیا مگر چند امیرون نے سمجھا یا کہ پہلوی کی فتح کوئی بڑا کام نہیں ہے خانبالی اس
 کام کو کسی امیر کے سپرد کر کے خود بغض نفیس مسترجہ حیدر آباد ہودین مگر نواب عالیجناب نے
 ایک زمانہ اور کمال عرصہ سے فتح کو بسر کر دگی محمد علی خان سپہ شہادت جنگ کہ والا جاو کے
 نام سے مشہور ہے۔ اور بخشیان فتح صفت شکن خان مجاہد جنگ میر آتش دکن
 و جو کہ لہا سپ خان و غفر یار جنگ گو آگے بڑھنے کا حکم دیا یہ لوگ
 آشکاری فرنگ سے محض نادائق تھے جو کہ لہا سپ خان اور
 غفر یار جنگ شہید ہو گئے اور اس طرح آٹھ مہینہ کا عرصہ گزرا
 ۷۱ محرم الحرام ۱۱۱۱ھ کو یونہی نے بہت بہاری مجمع کر کے نواب عالیجناب کے شکریہ
 عین حالت بارش و طوفان میں رات کے وقت مشغول مارا۔ نواب عالیجناب نے باقی
 افانہ کرناٹ جا کہ ان سرکشوں کی پوری پوری تادیب کروں چنانچہ اسی عرصہ سے صبح
 کے وقت نیل خاصہ پہنچا ہوا ہے۔ جب نیل خاصہ بہت بہادر خان ملک حرام کے ہاتھی
 کے پاس پہنچا اور اس مردود و کمزور کی لڑائی کے گرد و محالفت سے باز رہتا تھا نواب عالیجناب
 کو مزبندوق سے شہید کر ڈالا اور سہ کاکر نیزہ پر چڑھا کر تمام لشکر میں بھرایا تمام لشکر
 میں شوریست برپا ہو گیا۔ ماتم خود دن کے نواب عالیجناب کی لاش و دشمن بدوش
 غلام بارود منہ میں پہنچائی اور نواب سعادت آباد کے پہلو میں دفن کیا اس پرستم جو
 کی موت سے خاندان آصفیہ اور خصوصاً سلطنت دہلی کے لئے سخت صدمہ ہوا۔ میر غلام علی
 آزاد نے کہ استاد نواب نامرغوب شہید کے تھے (آفتاب رفت) اسے سند شہادت نکالا
مظفر جنگ کی سند نشینی ریاست اور انکی شہادت
 اسکا نام ہایت محی الدین خان بہادر تھا اور نواب سعادت آباد کے نواسے تھے جس نے
 بٹھانوں نے نواب عالیجناب کو شہید کیا اسی روز نواب مظفر جنگ کو سند نشینی ریاست

اور حیدر آباد کو لیکر چلے کر بالائی کی منزل میں گڑبہ کے پاس بیٹھا زن اور مظفر جنگ میں
بھی مل گئے اور علامہ اللہ علیہ السلام کو نواب مظفر جنگ بھی اوس تک حرام
ہمت بہادر خان کی بددوق سے شہید ہو گئے۔

نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر کی شجاعت۔

یہ تک حرامی بیٹا نہ لگی کہ وہ لیکر نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر کو بہت مضبوط کیا
اور خدا کے فضل و کرم پر چہرہ سا کر کے اپنا فیمل خاصہ ہمت بہادر خان تک حرام باقی
طرف ڈھایا نواب موصوف کی خواہی میں میر محمد حسین خان بیٹا تھا اوس نے اس باقی
دلدار الحرام ہمت بہادر خان کو اپنی بددوق کا نشانہ بنایا اور پھر فیمل خانہ کو اس کے ہاتھی
سے ٹکڑے کر کے موصوف نے رنست خان کو جو ہمت بہادر کا پار تھا اور اس کی خواہی میں
بیٹا تھا خیر سے قتل کر ڈالا۔ ہمت بہادر خان ٹکڑے کا سنہرے پر پڑا کر لشکر میں پہنچا
شاہ دیا شمع بجھنے لگا اور تمام اکابر اور راکین اور فرزندہ لشکر نواب مستطاب میر
نظام علی خان بہادر کے حضور میں حاضر ہو کر اذیاد و حمد و اقبال کی دعائیں دینے لگے۔
اسی اثنا میں ایک تک حرام نے نواب مستطاب کے خسارہ پر پشیمار نواب نے
اس کو اپنے ہاتھ سے ٹکا کر اوسے تھوڑا سا ٹکڑا اوس ٹکڑا کا کام تمام کر ڈالا اور پھر مقتدر
آدمی لشکر میں پائے گئے سب کو قتل و قید کر کے ٹھیک بنا دیا۔ یہ جرات اور رستم جوری
نواب مستطاب کے دیکھ کر حجاز راکین نے چاہا کہ ان کو مسند نشین کر دیں لیکن ابھی حکم
الہی نہیں تھا اور چند مدت جلوہ آسائے و فرمان فرمائے دولت میں اور باقی نئے۔ نواب
شیر جنگ جو نواب میر الملک بہادر کے دادا اور اوصوف جلوہ آسائے برتر امیر
دولت آصفیہ تھے کہنے لگے کہ باوجود موجودگی بڑے بہائی سکے چوٹے بہائی کو مسند نشین
کرنا معمول سرکار آصفیہ کا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر نواب ملاحت جنگ بہادر کے سامنے نہ
تہیت جلوس گزرائی۔ اور پھر باقی دیکر اُس نے بھی خدین گزرا کر ملاحت جنگ کو مسند نشین کر دیا

امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا بھیل سندھ و دہلی
دکن دہلی سے روانہ ہوا اور دکن آبادین پر چکر دنا انتہائی کرنا بد
پہ سب سے بڑے فرزند نواب منفرت آج کے تھا انکا اصلی نام میر محمد پناہ ہے اسنے والدین
کے وقت سے برابر دہلی میں رہا کرتے تھے بادشاہ کے حضور سے اٹھوا ہے داد کا خطاب غازی الدین
فیروز جنگ عطا ہوا تھا جب دہلی میں نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت کی خبر پہنچی تب حضور
سلطانی سے انکو صوبیداری دکن کی سندھ عطا ہوئی اور میر روانہ دکن ہوئے دکن میں ہنگ
مرہٹہ بھی ان سے مل گیا ارادہ تھا کہ نواب مملکت جنگ سے جنگ دیکھ کر کے صوبیدکن کو
اپنے حکومت میں لاوین لیکن تقدیر الہی کی خبر نہ تھی - ۳۰ ذیقعدہ ۱۱۸۱ھ کو اورنگ آباد
متصل پونچھ کر یکایک عارضہ ہیضہ سے انتقال کر گئے اور دل کی ہیوس دل ہی میں رہی انکی
لاش نقشبندی خان وغیرہ دامالکلا فہ دہلی کو لے گئے -

ذکر نواب حماد الملک غازی الدین خان بہادر سپہ امیر الامرا غازی الدین خان بہادر

نیروز جنگ مرحوم

انکا اصلی نام میر شہاب الدین تھا وہ نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مرحوم مذکور کے
فرزند اور نواب اعتقاد الدولہ فر الدین خان وزیر دہلی کے نواسے تھے - جب امیر الامرا نواب
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ دہلی سے دکن کو روانہ ہوئے تو ان کو بہ عمر شست سالگی تھا
صغیر جنگ و وزیر کے پاس کہ ان کو فرزند کی طرح جانتا تھا جو پڑ آئے تھے - میر شہاب الدین
مقل کے چیلے تھے اور ایسے دانشمند تھے کہ ہایم خورہ سالی میں ہی بڑے بڑے قلعہ و کچ کے
کان کو فتح تھے ہایم مقلی میں ایک حکمت علمی سے برا سہ نواب صغیر جنگ دربار سلطانی میں
پہنچے اور وہاں بادشاہ سے ایسی گفتگو کی کہ بادشاہ ان کو مرحوم سردار سلطان میں لکھے
اور خود پرورش کرنے لگے یہاں تک کہ بی میر شہاب الدین آخر کار وزیر المملک ہو گئے اور
خطاب حماد الملک غازی الدین خان بادشاہ نے عطا کیا یہ وہی غازی الدین خان حماد الملک

ہین میں کو سلطنت دہلی کا ہر شخص جانتا ہے اور تباہی سلطنت دہلی کے براۓ میں ان کے درجہ کا ذکر بھی ضرور آ جاتا ہے صفدر جنگ کو ان کے وزیر الممالک ہونے پر سخت سنج ہوا اور یہ سب مال کہا تھا۔

رفزہ رفتہ اشک چشم در گلوں بچید - لعل دامن گیر ما آفر گریبان گیر شد۔
ذکر سندھ رائی امیر الممالک آصف الدولہ نواب
سید محمد خان بہادر صلابت جنگ

یہ تیسرے فرزند نواب صفرت آب کے ہیں بعد قتل نواب مظفر جنگ کے سبھی رگہنا تہہ اس سریر آرا سے دولت ہوئے۔

رگہنا تہہ اس کو امیر الممالک نے وزیر اعظم مقرر کیا
 اسی رگہنا تہہ اس کو امیر الممالک نے دیوان اعظم مقرر کیا اور فرنگیوں سے صلح کر کے روانہ
 حیدر آباد ہوئے۔ بیگم احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے خطاب آصف الدولہ مظفر جنگ
 عطا ہوا چند روز بعد حیدر آباد سے اورنگ آباد کو تشریف لے گئے اور برسات کے دن
 وہیں گذارے۔

بالاجی راؤ مرہٹے سے لڑائی اور اس کا شکست کہا کر فرار ہونا
 جب موسم برسات ختم ہو گیا اور سردی نے اپنی چمک دکھلائی تب امیر الممالک کو جاکر کہے
 اذی الحجہ لکھنؤ کو احمد نگر میں پہنچے اور وہاں سے بارادہ تنبیہ بالاجی راؤ مرہٹے کے نواب
 تشریف لے گئے۔ یہ خبر سنکر بالاجی راؤ پچاس ہزار سولہ لکھ ۱۲ محرم ۱۱۷۱ ہجری کو تھانہ
 بڑا یا لیکن آنکھاری فرانسس سے راہ فرار اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ بالاجی راؤ اس
 رات کو کہ چاند گرہن ہو رہا تھا۔ بتوں کی پرستش کر رہا تھا لہذا اسلام کو پہلے عدم متوقع ہاتھ آیا
 اسی وقت لشکر کفار پر شہزاد مارا بالاجی عالم گہرا بٹ میں اس بے زمین پر ہوا ہر کو
 بے تاج شاہ کا اور اس کے بٹ اور تمام سامان فقر و دلاش کرمان اسلام کے ہاتھ لگا۔ لکھنؤ

فتح و نصرت کے علم ڈھاتے پہر رہے اڑاتے ہوئے حیدر آباد میں نشر یافت لائے۔

رنگیناٹھ داس کی وفات اور رکن الدولہ کا دیوان مقسم ہونا

یہ ہندو وزیر فوج بالکلی میں مغلہ ملک کے ہاتھ سے مارا گیا اور رکن الدولہ سید لکھن خان دیوانی سرکار پر مامور ہوئے امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جب دہلی سے دکن کو حصول صوبہ داری کے لئے آئے تھے تو ہلکمر چٹہ کو ملک خاندیس کی حکومت کی سند لکھدی تھی اور سرکار امیر المملک نے بھی بحال رکھا۔

مصممام الدولہ شاہ نواز خان بہادر دیوان مقرر ہوئے

۱۲ صفر ۱۱۹۹ھ کو امیر المملک نے مصممام الدولہ شاہ نواز خان کو دیوان ریاست و تقرر کیا انہیں ایام میں نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر کو صوبہ داری برابر چاہنا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ امیر الامرا کو بجا پوز بھیجا گیا۔ ہر بقعہ ۱۱۹۹ھ کو امیر المملک نے نواب شجاع الملک کو بجا پوز سے طلب کر کے دیوان مقرر کیا اور مصممام الدولہ قلعہ دولت آباد میں جا رہے۔ مگر نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر نے برابر سے اگر مصممام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کو قلعہ دولت آباد سے ہٹا کر حضور میں پیش کیا۔

بدشاہ راؤ سپہ بالاجی راؤ کا حوالی شہر میں نقشہ و فساد برپا کرنا اور امیر المملک کے اوس سے صلح۔ اور عمدۃ الملک موسیٰ ہوسی و حیدر جنگ کا امیر المملک کے بیان آنا اور مصممام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کی شہادت اور حیدر جنگ کا مارا جانا۔

اسی اثنا میں بدشاہ راؤ سپہ بالاجی راؤ نے حوالی شہر میں پہونچ کر نقشہ و فساد برپا کرنا شروع کر دیا امیر المملک اوس کے سرکوبی پر متوجہ ہوئے اور سند کہیں تک گئے راہدار ان سے علیا اور بدشاہ راؤ سے صلح ہو گئی اس صلح کے بعد عمدۃ الملک موسیٰ ہوسی فراتھیں

اور حیدر جنگ مرہٹوں سے جدا ہو کر لشکر امیر الممالک میں شامل ہو گئے اور امیر الممالک نے اورنگ زیب آباد کو مراجعت فرمائے۔ جب نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر حیدر جنگ کو قتل کر کے برہانپور کو چلے گئے تو موقع پا کر اہل یورپ نے نواب معصام الدولہ شاہ خان کو شہید کر ڈالا ان وقوعات کے بعد امیر الممالک حیدر آباد چلے گئے۔

ولی مجددی و دیوانی نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر معصام الدولہ بہادر کی شہادت کی خبر سنکر نواب مستطاب برہانپور سے آکر دہلی پہنچے اور اقتدارات دیوانی بھی اسے ہاتھ میں لے لئے۔ بعد ازاں ہم ذی الحجہ ۱۱۸۱ھ کو نواب مستطاب امیر الممالک کو لیکر داخل قلعہ بیدر ہوئے۔ اس عرصہ میں حضور احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر شرف صدور لایا۔

امیر الممالک کی حسنہ لت نشینی و صفات

لہذا نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کو سب حکمت مخالف جمہات ریاست کنج عزلت میں بٹھا دیا بندہ یہیں بعدہ ربیع الاول ۱۱۸۱ھ کو نواب فرشتہ صفات نے قید تہمتی سے رہائی بائی مقبرہ ادکا شیخ الشیخ شیع ملتان صاب کے مزار کے پاس سید امتیاز خان دکانی تارخ کبھی ۱۵ امیر الممالک بخت شدہ۔

ذکر سلطنت آرائی نواب مستطاب نظام الدولہ
نظام علی خان بہادر اصفیہ ثانی نور اللہ مرقدہ

آپ چوتھے فرزند نواب منفرت آباد کے تھے آپ کی دانشمندی سلیم الطبعی عاویہی حلیہ العزیز شہرہ آفاق ہے۔ آپ لکھنؤ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا اصلی نام میر نظام علی خان بہادر ہے اور بقول بعض خلیفۃ الدین احمد تھا۔ اس نام سے سند ولادت بھی نکلتی ہیں۔ بزرگوار کے سامنے ہی ان کو اسد جنگ خطاب مل گیا تھا ایک مرتبہ نواب مستطاب

کر بادشاہ ہندوستان نے تالیقی نجیب الدولہ شیخ علیخان پر جبکہ وہ مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے جاتا تھا سرخروز فرمایا آپ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد میں صوبہ ہار کے صوبہ دار رہے اور اسی زمانہ میں ایک جرار لشکر لیکر امیر الممالک کے پاس اورنگزیب میں آئے۔

حیدر جنگ کا قتل اور تسخیر مانپور

اس زمانہ میں مرہٹوں کی لڑائی کے بعد موسیٰ بسی فرانسس امیر الممالک سے مل گیا تھا اور حیدر جنگ جو بسی کا لڑا لاسر دار تھا فرانسسینوں کا اقتدار دیکھ کر اپنا دھنگ جانے لگا وہ چاہتا تھا کہ خاندان آصفیہ کا خرابہ کر کے اپنا مطلب نکلے اس لئے اس نے ابراہیم خاں گاندھی اور دیگر فرمان و سرداران فرج کو اپنے ساتھ ملا کر سرگرم بنایا اور آٹھ لاکھ روپیہ تیغ و سپاہ کا خزانہ سے لے لیا۔ اور مصدام الدولہ شاہ نواز خان کو امیر الممالک کا حکم لے کر قید کر دیا اور یہ توڑ جوڑ لگائے کہ نواب مستطاب میر نظام علی خان کو قریب سے حیدر آباد بھیج کر بل جمی تمام میدان تلاش میں ہاتھ پاؤں مارے جب اس مفسر نے یہ نکرین لگائیں تو سر رمضان لٹالہ کو نواب مستطاب کے پورے قریب میر موسیٰ خان۔ و غلام سید خان۔ راجہ ڈھیل داس۔ و زبردست خان شہوار جنگ و مہر اصغر علیخان وغیرہ نے حیدر جنگ کا کام تمام کر ڈالا جب اسکے مارے جانے کی خبر شہر ہوئی تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا نواب مستطاب ایک زبردست گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے نکلے اور بازو لشکرین آکر کھڑے ہو گئے۔ اتنے ہی میں پیچھے سے ہانسو جوالا نے جو موسیٰ بسی کے پارتے اور ہر وقت حیدر جنگ کی سواری میں رہتے تھے۔ اگر ایک ہیست ناگ آواز مار کر نواب مستطاب اور ان کے ہمراہیوں پر بند و قون کی بارہ ماری ایک گولی نواب مستطاب کی دسار مہاک کے طرف متقیں کو مس کرتے ہوئے جلے گمراہ اور کمال ہیکانہیں ہوا مخلوق خدا جو تماشائی تھے انکے اقبال مندی اور خیر حفظ متعنی

کو دیکھ کر کہنی لگی کہ بالعمود ایک روز قمارہ دولت ان کے نام کا بکنے والا ہے چنانچہ ایسا
ہی ہوا۔ ۱۳۱۳ھ رمضان ۱۰ سالہ کو برہان پور میں تختہ کی کاظم کبڑا کیا گیا اور شہر کے مالداروں
قلب الدولہ حمزہ نور خان وغیرہ سے بہت سارے پیسے لیکر نواب مستطاب نصیب اس کو ملے
گئے اور وہاں چھاؤنی ڈالی۔ یہاں موسم برسات میں چھاؤنی سپر رکھنی ہو سلا سکا سدا
برار کی خرب گز شاہی کی اور بعد برسات لشکر امیر الممالک کو کہ نواح حیدر آباد میں چلا گیا
تشریف لے گئے۔ یہاں بھدہ ولیعہدی و مدار المہامی ریاست مقرر ہو کر تمام حکومت
اپنے قبضہ اندر میں لائے۔ امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ روانہ ہوا پور
جنگ مرہٹہ

اس عرصہ میں ۱۰ اربع الاول ۱۰ سالہ کو بالاجی راؤ والی پونا کے چچے بھائی سداشیور راؤ
نے نوی جنگ سپہ ترکانہ خان سے کہ ظلیہ دار قلعہ احمد نگر تھا قلعہ مذکور کو بعض چند مواضعات
جاگیر کے لیکر اپنا قبضہ کر لیا اور امجدی الاول سنہ مذکور کو باغداد ابراہیم خان گاروی
کہ سداکار نواب مستطاب سے برطرف ہو گیا تھا بہت سی فوجیں لیکر پونا سے نواح اولیہ
میں مقابلہ پورا دیا ہوا اس طرف سے بھی ایک بڑی بہاری اور جرنال فوج سپہ گردگی
محمد اسمیل خان بنی بھیجی گئی اس نے مرہٹوں کی جمعیت کثیر کو تہ تیغ کر دینے کیا اور گیارہ
نشان گارڈیوں کے چہین لے کر نواب مستطاب بہرہ و ہنگامہ کو قلعہ اوسدین چھوڑ کر
متوجہ دہادور ہوئے۔ غنیمت نے ۱۰ جمادی الاول سنہ مذکور کو لشکر اہل اسلام کے
چند اول سپہ چاہا پارا چنکے سپہ لوگ بہت تھوڑے تھے اور لشکر غنیمت دس گنا تھا اسلئے
فوج چند اہل کو شکست ہوئی اور معین الدولہ شوکت جنگ بہادر سردار چند اول سج گد
قازوین کے شہید ہو گئے بسوا اس راؤ نے سردار مذکور کو اپنی پاکی خاصہ میں ڈلا کر
سنگوا لیا۔ شوکت جنگ حالت نزع میں تھے دھوپ کی شدت اور زخموں کے صدمہ
سے سخت پیاسے تھے۔ جب دشاہوش ہوا اپنی مانگا بسوا اس راؤ نے نہایت تعظیم و تکریم

سے خاص اپنے بانی کی صراحی بھی شگفتہ جنگ پہا در نے کہا سبحان اللہ میں نے عمر بھر
 اپنا کپڑا کسی کا خر کو نہیں چھونے دیا اب مرنے وقت کا خر کا بانی پی کر جہنم و اہل ہر جاؤ
 معاذ اللہ یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ انشا اللہ تعالیٰ میں تشنگان کڑا لاک کی پیاس کی یا
 میں پیار مار دنگا اور اس کے صلہ میں آب کو خر و سلسبیل سے سیراب ہو دنگا یہ کہہ کر
 جان بحق تسلیم کی۔ رست کرے اللہ اداں پر۔

دوسرے روز نواب مستطاب نے مصالحت وقت جان کر ساٹھ لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ
 اورنگ آباد سے اور تھوڑا صوبہ بیدر سے اور قلعہ دولت آباد و چند دیگر قلعے دینا منظور
 کر کے غنیمت سے صلح کر لی۔ بعد اس صلح کے فوج مرہٹہ واپس چلی گئی اور نواب مستطاب
 حیدر آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اور امیر الممالک کو چاؤنی میں چھوڑ کر خود بڑی
 حصول یکیش راج بند ہی کے طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے پھر حیدر آباد پہنچے
 نواب مستطاب نے پونا و بیچ محلہ کو ناخ و تاراج کیا

چند ہی روز بعد نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر نواب مصالحت جنگ کے ساتھ
 ملکر خجستہ بنیاد کو روانہ ہوئے راستہ میں شاہ گڑھ کے قریب مرہٹوں سے لڑائی
 شروع ہوئی اور اسی طرح لڑتے بڑھتے خجستہ بنیاد پر نزول اجلال فرمایا اور بہر ۱۳
 ربیع الثانی ۱۱۷۷ کو پونا کو ناخ و تاراج کرنے کے لئے لشکر جوار لیکر روانہ ہوئے
 راستہ میں قصبہ ٹوکر کو تھوڑا دن سمیت لوٹ پہنچ کر خاک میں ملا دیا یہاں سے
 عزم تسخیر شہر پونا معصوم کیا گیا لیکن نامر المملک منل علیخان مع راجہ راجہ راجہ
 چندر سین ہوا خواہ سکھار آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج پونا سے جاٹے۔ باوجود
 ان کے غنیمت سے مل جانے کے لشکر اسلام نے سپاہ دہلک مرہٹہ کو ایسا زبردست ہر کیا
 کہ اوہوں نے مجبوری کی حالت میں دہک کر، جامدی الاخر ۱۱۷۷ء کو ستائیس لاکھ روپیہ
 کا ملک صوبہ خجستہ بنیاد سے کچھ صوبہ بیدر سے سکھار آصفیہ کے تعویض کر دیا۔ وہاں

لشکر ظفر بیکر اسلام فتح کے پہرے اڑاتا ہوا ہونا کے مستقل تعلقہ فتح محلہ متعلقہ
 راجہ چندر بین پہونجا اور اس فتح محلہ کو بھی فتح ظفر سراج کی گھوڑوں کے ناپوں سے
 خاک مٹا چاہے برسات کا موسم آیا نواب مستطاب نے بیدین جہادنی ڈالی۔

عطاء فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب
 میر نظام علی خان بہادر از مشکاہ بادشاہ ہندوستان
 و قیام دولت اصفیہ در ملک دکن ط

اب ہم اوس مبارک فرمان کا حال لکھتے ہیں جس نے ملک دکن بین دولت اصفیہ کی بنیاد
 قائم کی جو آج تک مسلمانان ہندوستان کی عزت و حرمت کا ادا دلچاہ ہے۔ یہ ہے جبکہ
 موسم برنگال میں نواب مستطاب مقام بیدرین چھاڈنی ڈالے چھے ستھ پیگاہ سلطان
 بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علی خان
 شرف صدر لایا جس سے دکن ایک مستقل مخرج زبردست فرمان روا کے قبضہ اقتدار
 میں آگیا اور جس نے اوس پٹاشوب زمانہ میں ملک دکن بین ایک مستقل سلطنت کی
 بنیاد قائم کر دی جو اب تک اوسی شان و شوکت سے قائم ہے چونکہ نواب مستطاب
 کو امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے طرف سے پوری پوری بے اطمینانی ہو گئی تھی
 اس لئے امیر الممالک کو زادیہ ناکامی میں بٹھلایا گیا اور نواب مستطاب بالاسنغال
 مسند آرائے ریاست دکن ہو گئے۔

رگنہا تہ راؤ نے عید آباد کا محاصرہ کیا نواب مستطاب نے ہونا کو غارت کیا
 اور پھر رگنہا تہ راؤ نے اورنگ آباد کا محاصرہ کیا اور پھر صلح کر کے سرگزین
 کے طرف حبلا گیا۔

مسئلہ بین نواب مستطاب نے دریائی پھیل کو عبور فرمایا اور ہرے رگنہا تہ راؤ
 مرہٹہ مقابلہ پر آیا لیکن تاب مقاومت نہ لاکر الٹا پھر گیا فتح اسلام اس کے تاقوت

برادر و قصبہ ٹپن تک گئی۔ رگھوناتھ راؤ نے اسلامی فوج سے میدان خالی پا کر قلعہ حیدر آباد پر غزیت کی اور اوسکا محاصرہ کیا اوس وقت حیدر آباد کا نائب ناظم شجاع الدودلہ بہادر دل خان بہادر تھا پہلے شخص بہت ہوشیار اور جری سپاہی تھا اوس نے جھٹ پٹ قلعہ کے جرجون اور حصار شہر کی مرمت کرا کر خوب مستحکم کر لیا۔

اوس طرف نواب مستطاب نے شہر پونا کو خوب خوب غارت ڈاراج کیا اور بہت سامان اور اسباب لوٹ کر قلعہ اوسہ میں پہنچے اور یہاں سے اورنگ آباد پر نزول باجلال فرمایا۔ ۲۸ مہرمہ ۱۱۷۱ھ کو نفع لشکر لے کر تھوڑے امیروں کے ساتھ نواب مستطاب نے دریائے مان گنگا کو عبور کر کے اس طرف ڈیرے ڈالے۔ ادھر سے راجہ برتاب دت وٹھل داس دیوان سرکار بقیہ لشکر اور سرداران سپاہ کے ساتھ ندی کے کنارے پہنچے۔ دریائے طنبانی پر تھا عبور کرنے کی فکر میں کر رہے تھے کہ دفعتاً رگھوناتھ راؤ متوجہ دیکھ کر تاخت کی اور سیل بلا کی طرح سخت حملہ کیا اوسوقت لبیب گہیر امٹ بہت سی مخلوق خدا قتل و غریب بجزنا ہو گئے اور راجہ وٹھل داس بھی مارے گئے اس واقعہ کے بعد نواب مستطاب کو بچ فرنا کر غرہ صفر ۱۱۷۱ھ کو اورنگ آباد میں پہنچے۔ رگھوناتھ راؤ نے شہر کا محاصرہ کیا لیکن صلح ہو گئی اور رگھوناتھ راؤ سرینگ پٹن کی طرف حیدر المعروف بہادر نواب میور سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔

رکن الدولہ میر موسیٰ خان دیوان ریاست مقرر ہوئے۔

چونکہ عہدہ دیوانی بوجہ قتل راجہ وٹھل داس خالی تھا اسلئے نواب مستطاب نے رکن الدولہ میر موسیٰ خان بہادر دھام جنگ کو دیوان ریاست مقرر فرمایا اور یہاں سے غزوہ راج الاادل ۱۱۷۱ھ کو مراجعت فرمائے حیدر آباد ہوئے

تسمیر ارکاٹ و پترچی و شجاع الملک کا فائز ملازمت ہونا

نواب مستطاب نے حیدر آباد سے بہت ہی جلد بفرمن وصول پٹکینات ارکاٹ کی طرف

کچھ فرمایا راستہ میں چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے تعلقات میں ٹھہر کر اوپر چلے
 گئے۔ سومی الہیہ اصلاح و نعمت خان قلعہ دار فخر نگر کر نولہ امیر شجاع الملک کو مامور حضور
 ہو کر فاطمہ ملازمت ہوئے بعد نواب مستطاب بانٹکر جہاز ترقی کے طرف تشریف لے گئے
 اوس زمانہ میں نواب مستطاب کی خبر آگہ آمد شکر سراج الدولہ والا جاہ اسکاٹ سے
 چیتا چن کو بھاگ گیا تھا نواب مستطاب نے خبر الملک شیر جنگ بہادر کو اس کے پاس
 بھیجا تو اسے روز بعد والا جاہ کے کچھ زور فدا در تحالف ارسال کئے حضور فقیر علی
 نواب مستطاب نے ازراہ مذاکرسی اوس کی خلاصہ کی۔

عرسہ سفیر اجبندری و سبکا کو ل

بعد ازان لشکر فخریکر بہت بجواڑہ روانہ ہوا لیکن قطب الدولہ حسن علی خان فوجدار
 سبکا کو ل در اجبندری بارادہ ملازمت چلا آتا تھا اتفاقاً مستطاب من ملازمت سے
 مشرف ہوا پس اب دمان جانیکی مزدور نہ رہی لہذا نواب مستطاب مرحمت فرمائے
 حیدر آباد ہوئے۔

مگر شمالی جانو جی سکاسہ دلد بار

بعد اتفاقاً ابام ہر شکل نواب مستطاب بہادر کے طرف تشریف لے گئے اور وہاں کچھ
 سکاسہ دار جانو جی سے چیکش وصول کر کے ادنگ آباد کی طرف سعادت فرما سکاد
 سواد حالانہ پور میں راہات اسلام منصوب ہوئے چند روز بعد سکاسہ بن دون افرو
 شہر میونساد حیدر آباد ہوئے اور چند وقت جہات مہلت کرنے رہے۔

سہرنگ بن پر حیدر آبادی اور اگر نیرون سے لائی اور صلح

شجاع بن سرنگ بن کی طرف عزیمت فرمائے راستہ میں سرداران فوج انگریزی
 مع لشکر نواب مستطاب کے لشکر سے مل گئے اور باہم عہد و پیمان ہو گیا کہ یاور علی خان
 کا قطع و صلح کر دیا جائے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں سرداران انگریزی مع سکاسہ دان

حیدر علی بن شیشمار لکھو توپ خانہ لیکر نواب مستطاب سے آٹا اور ہمہ صلیح ملہری کہ
انگریزوں پر لشکر کشی کیا ہو۔ آخر کار سکسکا انگریزی سے لڑائی ہوئی لیکن انجام کار
مضبوظ نہاے نواب مستطاب معاملہ سرانجام نہوا اور سخت لڑائی ہوئی۔ اسوقت محمد علی
والاجاہ نے رکن الدولہ دارالہمام کو چھپا چینی میں بلایا اور درمیان میں بڑے صاحبان
انگریز اور نواب مستطاب میں صلح کرادی۔

سمرقانی ظفر الدولہ بجاگیر بالونچہ و بہدر اجلہ و ولایت کٹندہ
نواب مستطاب ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو کھلی نقل بخلاف والاجاہ مذکور نے کی تھی ہوا کہ
اور اسکو بڑے منصب پر پہنچا دیا اور پانصد سوار اور دو ہزار پیادوں سے صورت کی
محالات ولایت کٹندہ و بالونچہ و بہدر اجلہ پر سمرقانی بخشی بعد ازاں ۶۷ ہجری ۱۲۷۸
کو نہایت فرمائے بلکہ حیدر آباد ہوئے چونکہ اس سفر میں بہت سالنکر خراب و خستہ
ہو گیا تھا اس لئے کامل دو سال تک حیدر آباد میں رونق افروز رہے۔

تسخیر قلعہ گڑگنیشہ و قلعہ کلیان و قلعہ نزل
جب بہر طرے لشکر کا انتظام پورا پورا ہو گیا اور ملک کا بندوبست ملکی و مالی بھی خالص
ہو گیا تب نواب مستطاب ۲ شعبان ۱۲۷۸ کو واسطے نادیب سرکشان جنوب رو بہ
کے لشکر جہارے کر روانہ ہوئے اور دریائے کشناسے عبور کر کے قلعہ گڑگنیشہ کو مستحق
کیا اور راجہ راجندر بھات کے جرم میں مجبوس کیا گیا پھر قلعہ کلیان ملک راجہ کو
کرنٹ کیا اور وہاں سے بڑے قلعہ نزل کو تسخیر کر کے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ کو مرمت
فرمایا اور خود بدولت مراجمت فرمائے بلکہ حیدر آباد ہوئے اور چند سال تک اقامت
پذیر رہے۔ ان ایام میں اسماعیل خاں بنی نایب ناظم برار مقرب کیا گیا۔

۱۲۷۹
۱۲۸۰
۱۲۸۱
۱۲۸۲
۱۲۸۳
۱۲۸۴
۱۲۸۵
۱۲۸۶
۱۲۸۷
۱۲۸۸
۱۲۸۹
۱۲۹۰
۱۲۹۱
۱۲۹۲
۱۲۹۳
۱۲۹۴
۱۲۹۵
۱۲۹۶
۱۲۹۷
۱۲۹۸
۱۲۹۹
۱۳۰۰
۱۳۰۱
۱۳۰۲
۱۳۰۳
۱۳۰۴
۱۳۰۵
۱۳۰۶
۱۳۰۷
۱۳۰۸
۱۳۰۹
۱۳۱۰
۱۳۱۱
۱۳۱۲
۱۳۱۳
۱۳۱۴
۱۳۱۵
۱۳۱۶
۱۳۱۷
۱۳۱۸
۱۳۱۹
۱۳۲۰
۱۳۲۱
۱۳۲۲
۱۳۲۳
۱۳۲۴
۱۳۲۵
۱۳۲۶
۱۳۲۷
۱۳۲۸
۱۳۲۹
۱۳۳۰
۱۳۳۱
۱۳۳۲
۱۳۳۳
۱۳۳۴
۱۳۳۵
۱۳۳۶
۱۳۳۷
۱۳۳۸
۱۳۳۹
۱۳۴۰
۱۳۴۱
۱۳۴۲
۱۳۴۳
۱۳۴۴
۱۳۴۵
۱۳۴۶
۱۳۴۷
۱۳۴۸
۱۳۴۹
۱۳۵۰
۱۳۵۱
۱۳۵۲
۱۳۵۳
۱۳۵۴
۱۳۵۵
۱۳۵۶
۱۳۵۷
۱۳۵۸
۱۳۵۹
۱۳۶۰
۱۳۶۱
۱۳۶۲
۱۳۶۳
۱۳۶۴
۱۳۶۵
۱۳۶۶
۱۳۶۷
۱۳۶۸
۱۳۶۹
۱۳۷۰
۱۳۷۱
۱۳۷۲
۱۳۷۳
۱۳۷۴
۱۳۷۵
۱۳۷۶
۱۳۷۷
۱۳۷۸
۱۳۷۹
۱۳۸۰
۱۳۸۱
۱۳۸۲
۱۳۸۳
۱۳۸۴
۱۳۸۵
۱۳۸۶
۱۳۸۷
۱۳۸۸
۱۳۸۹
۱۳۹۰
۱۳۹۱
۱۳۹۲
۱۳۹۳
۱۳۹۴
۱۳۹۵
۱۳۹۶
۱۳۹۷
۱۳۹۸
۱۳۹۹
۱۴۰۰
۱۴۰۱
۱۴۰۲
۱۴۰۳
۱۴۰۴
۱۴۰۵
۱۴۰۶
۱۴۰۷
۱۴۰۸
۱۴۰۹
۱۴۱۰
۱۴۱۱
۱۴۱۲
۱۴۱۳
۱۴۱۴
۱۴۱۵
۱۴۱۶
۱۴۱۷
۱۴۱۸
۱۴۱۹
۱۴۲۰
۱۴۲۱
۱۴۲۲
۱۴۲۳
۱۴۲۴
۱۴۲۵
۱۴۲۶
۱۴۲۷
۱۴۲۸
۱۴۲۹
۱۴۳۰
۱۴۳۱
۱۴۳۲
۱۴۳۳
۱۴۳۴
۱۴۳۵
۱۴۳۶
۱۴۳۷
۱۴۳۸
۱۴۳۹
۱۴۴۰
۱۴۴۱
۱۴۴۲
۱۴۴۳
۱۴۴۴
۱۴۴۵
۱۴۴۶
۱۴۴۷
۱۴۴۸
۱۴۴۹
۱۴۵۰
۱۴۵۱
۱۴۵۲
۱۴۵۳
۱۴۵۴
۱۴۵۵
۱۴۵۶
۱۴۵۷
۱۴۵۸
۱۴۵۹
۱۴۶۰
۱۴۶۱
۱۴۶۲
۱۴۶۳
۱۴۶۴
۱۴۶۵
۱۴۶۶
۱۴۶۷
۱۴۶۸
۱۴۶۹
۱۴۷۰
۱۴۷۱
۱۴۷۲
۱۴۷۳
۱۴۷۴
۱۴۷۵
۱۴۷۶
۱۴۷۷
۱۴۷۸
۱۴۷۹
۱۴۸۰
۱۴۸۱
۱۴۸۲
۱۴۸۳
۱۴۸۴
۱۴۸۵
۱۴۸۶
۱۴۸۷
۱۴۸۸
۱۴۸۹
۱۴۹۰
۱۴۹۱
۱۴۹۲
۱۴۹۳
۱۴۹۴
۱۴۹۵
۱۴۹۶
۱۴۹۷
۱۴۹۸
۱۴۹۹
۱۵۰۰
۱۵۰۱
۱۵۰۲
۱۵۰۳
۱۵۰۴
۱۵۰۵
۱۵۰۶
۱۵۰۷
۱۵۰۸
۱۵۰۹
۱۵۱۰
۱۵۱۱
۱۵۱۲
۱۵۱۳
۱۵۱۴
۱۵۱۵
۱۵۱۶
۱۵۱۷
۱۵۱۸
۱۵۱۹
۱۵۲۰
۱۵۲۱
۱۵۲۲
۱۵۲۳
۱۵۲۴
۱۵۲۵
۱۵۲۶
۱۵۲۷
۱۵۲۸
۱۵۲۹
۱۵۳۰
۱۵۳۱
۱۵۳۲
۱۵۳۳
۱۵۳۴
۱۵۳۵
۱۵۳۶
۱۵۳۷
۱۵۳۸
۱۵۳۹
۱۵۴۰
۱۵۴۱
۱۵۴۲
۱۵۴۳
۱۵۴۴
۱۵۴۵
۱۵۴۶
۱۵۴۷
۱۵۴۸
۱۵۴۹
۱۵۵۰
۱۵۵۱
۱۵۵۲
۱۵۵۳
۱۵۵۴
۱۵۵۵
۱۵۵۶
۱۵۵۷
۱۵۵۸
۱۵۵۹
۱۵۶۰
۱۵۶۱
۱۵۶۲
۱۵۶۳
۱۵۶۴
۱۵۶۵
۱۵۶۶
۱۵۶۷
۱۵۶۸
۱۵۶۹
۱۵۷۰
۱۵۷۱
۱۵۷۲
۱۵۷۳
۱۵۷۴
۱۵۷۵
۱۵۷۶
۱۵۷۷
۱۵۷۸
۱۵۷۹
۱۵۸۰
۱۵۸۱
۱۵۸۲
۱۵۸۳
۱۵۸۴
۱۵۸۵
۱۵۸۶
۱۵۸۷
۱۵۸۸
۱۵۸۹
۱۵۹۰
۱۵۹۱
۱۵۹۲
۱۵۹۳
۱۵۹۴
۱۵۹۵
۱۵۹۶
۱۵۹۷
۱۵۹۸
۱۵۹۹
۱۶۰۰
۱۶۰۱
۱۶۰۲
۱۶۰۳
۱۶۰۴
۱۶۰۵
۱۶۰۶
۱۶۰۷
۱۶۰۸
۱۶۰۹
۱۶۱۰
۱۶۱۱
۱۶۱۲
۱۶۱۳
۱۶۱۴
۱۶۱۵
۱۶۱۶
۱۶۱۷
۱۶۱۸
۱۶۱۹
۱۶۲۰
۱۶۲۱
۱۶۲۲
۱۶۲۳
۱۶۲۴
۱۶۲۵
۱۶۲۶
۱۶۲۷
۱۶۲۸
۱۶۲۹
۱۶۳۰
۱۶۳۱
۱۶۳۲
۱۶۳۳
۱۶۳۴
۱۶۳۵
۱۶۳۶
۱۶۳۷
۱۶۳۸
۱۶۳۹
۱۶۴۰
۱۶۴۱
۱۶۴۲
۱۶۴۳
۱۶۴۴
۱۶۴۵
۱۶۴۶
۱۶۴۷
۱۶۴۸
۱۶۴۹
۱۶۵۰
۱۶۵۱
۱۶۵۲
۱۶۵۳
۱۶۵۴
۱۶۵۵
۱۶۵۶
۱۶۵۷
۱۶۵۸
۱۶۵۹
۱۶۶۰
۱۶۶۱
۱۶۶۲
۱۶۶۳
۱۶۶۴
۱۶۶۵
۱۶۶۶
۱۶۶۷
۱۶۶۸
۱۶۶۹
۱۶۷۰
۱۶۷۱
۱۶۷۲
۱۶۷۳
۱۶۷۴
۱۶۷۵
۱۶۷۶
۱۶۷۷
۱۶۷۸
۱۶۷۹
۱۶۸۰
۱۶۸۱
۱۶۸۲
۱۶۸۳
۱۶۸۴
۱۶۸۵
۱۶۸۶
۱۶۸۷
۱۶۸۸
۱۶۸۹
۱۶۹۰
۱۶۹۱
۱۶۹۲
۱۶۹۳
۱۶۹۴
۱۶۹۵
۱۶۹۶
۱۶۹۷
۱۶۹۸
۱۶۹۹
۱۷۰۰
۱۷۰۱
۱۷۰۲
۱۷۰۳
۱۷۰۴
۱۷۰۵
۱۷۰۶
۱۷۰۷
۱۷۰۸
۱۷۰۹
۱۷۱۰
۱۷۱۱
۱۷۱۲
۱۷۱۳
۱۷۱۴
۱۷۱۵
۱۷۱۶
۱۷۱۷
۱۷۱۸
۱۷۱۹
۱۷۲۰
۱۷۲۱
۱۷۲۲
۱۷۲۳
۱۷۲۴
۱۷۲۵
۱۷۲۶
۱۷۲۷
۱۷۲۸
۱۷۲۹
۱۷۳۰
۱۷۳۱
۱۷۳۲
۱۷۳۳
۱۷۳۴
۱۷۳۵
۱۷۳۶
۱۷۳۷
۱۷۳۸
۱۷۳۹
۱۷۴۰
۱۷۴۱
۱۷۴۲
۱۷۴۳
۱۷۴۴
۱۷۴۵
۱۷۴۶
۱۷۴۷
۱۷۴۸
۱۷۴۹
۱۷۵۰
۱۷۵۱
۱۷۵۲
۱۷۵۳
۱۷۵۴
۱۷۵۵
۱۷۵۶
۱۷۵۷
۱۷۵۸
۱۷۵۹
۱۷۶۰
۱۷۶۱
۱۷۶۲
۱۷۶۳
۱۷۶۴
۱۷۶۵
۱۷۶۶
۱۷۶۷
۱۷۶۸
۱۷۶۹
۱۷۷۰
۱۷۷۱
۱۷۷۲
۱۷۷۳
۱۷۷۴
۱۷۷۵
۱۷۷۶
۱۷۷۷
۱۷۷۸
۱۷۷۹
۱۷۸۰
۱۷۸۱
۱۷۸۲
۱۷۸۳
۱۷۸۴
۱۷۸۵
۱۷۸۶
۱۷۸۷
۱۷۸۸
۱۷۸۹
۱۷۹۰
۱۷۹۱
۱۷۹۲
۱۷۹۳
۱۷۹۴
۱۷۹۵
۱۷۹۶
۱۷۹۷
۱۷۹۸
۱۷۹۹
۱۸۰۰
۱۸۰۱
۱۸۰۲
۱۸۰۳
۱۸۰۴
۱۸۰۵
۱۸۰۶
۱۸۰۷
۱۸۰۸
۱۸۰۹
۱۸۱۰
۱۸۱۱
۱۸۱۲
۱۸۱۳
۱۸۱۴
۱۸۱۵
۱۸۱۶
۱۸۱۷
۱۸۱۸
۱۸۱۹
۱۸۲۰
۱۸۲۱
۱۸۲۲
۱۸۲۳
۱۸۲۴
۱۸۲۵
۱۸۲۶
۱۸۲۷
۱۸۲۸
۱۸۲۹
۱۸۳۰
۱۸۳۱
۱۸۳۲
۱۸۳۳
۱۸۳۴
۱۸۳۵
۱۸۳۶
۱۸۳۷
۱۸۳۸
۱۸۳۹
۱۸۴۰
۱۸۴۱
۱۸۴۲
۱۸۴۳
۱۸۴۴
۱۸۴۵
۱۸۴۶
۱۸۴۷
۱۸۴۸
۱۸۴۹
۱۸۵۰
۱۸۵۱
۱۸۵۲
۱۸۵۳
۱۸۵۴
۱۸۵۵
۱۸۵۶
۱۸۵۷
۱۸۵۸
۱۸۵۹
۱۸۶۰
۱۸۶۱
۱۸۶۲
۱۸۶۳
۱۸۶۴
۱۸۶۵
۱۸۶۶
۱۸۶۷
۱۸۶۸
۱۸۶۹
۱۸۷۰
۱۸۷۱
۱۸۷۲
۱۸۷۳
۱۸۷۴
۱۸۷۵
۱۸۷۶
۱۸۷۷
۱۸۷۸
۱۸۷۹
۱۸۸۰
۱۸۸۱
۱۸۸۲
۱۸۸۳
۱۸۸۴
۱۸۸۵
۱۸۸۶
۱۸۸۷
۱۸۸۸
۱۸۸۹
۱۸۹۰
۱۸۹۱
۱۸۹۲
۱۸۹۳
۱۸۹۴
۱۸۹۵
۱۸۹۶
۱۸۹۷
۱۸۹۸
۱۸۹۹
۱۹۰۰
۱۹۰۱
۱۹۰۲
۱۹۰۳
۱۹۰۴
۱۹۰۵
۱۹۰۶
۱۹۰۷
۱۹۰۸
۱۹۰۹
۱۹۱۰
۱۹۱۱
۱۹۱۲
۱۹۱۳
۱۹۱۴
۱۹۱۵
۱۹۱۶
۱۹۱۷
۱۹۱۸
۱۹۱۹
۱۹۲۰
۱۹۲۱
۱۹۲۲
۱۹۲۳
۱۹۲۴
۱۹۲۵
۱۹۲۶
۱۹۲۷
۱۹۲۸
۱۹۲۹
۱۹۳۰
۱۹۳۱
۱۹۳۲
۱۹۳۳
۱۹۳۴
۱۹۳۵
۱۹۳۶
۱۹۳۷
۱۹۳۸
۱۹۳۹
۱۹۴۰
۱۹۴۱
۱۹۴۲
۱۹۴۳
۱۹۴۴
۱۹۴۵
۱۹۴۶
۱۹۴۷
۱۹۴۸
۱۹۴۹
۱۹۵۰
۱۹۵۱
۱۹۵۲
۱۹۵۳
۱۹۵۴
۱۹۵۵
۱۹۵۶
۱۹۵۷
۱۹۵۸
۱۹۵۹
۱۹۶۰
۱۹۶۱
۱۹۶۲
۱۹۶۳
۱۹۶۴
۱۹۶۵
۱۹۶۶
۱۹۶۷
۱۹۶۸
۱۹۶۹
۱۹۷۰
۱۹۷۱
۱۹۷۲
۱۹۷۳
۱۹۷۴
۱۹۷۵
۱۹۷۶
۱۹۷۷
۱۹۷۸
۱۹۷۹
۱۹۸۰
۱۹۸۱
۱۹۸۲
۱۹۸۳
۱۹۸۴
۱۹۸۵
۱۹۸۶
۱۹۸۷
۱۹۸۸
۱۹۸۹
۱۹۹۰
۱۹۹۱
۱۹۹۲
۱۹۹۳
۱۹۹۴
۱۹۹۵
۱۹۹۶
۱۹۹۷
۱۹۹۸
۱۹۹۹
۲۰۰۰
۲۰۰۱
۲۰۰۲
۲۰۰۳
۲۰۰۴
۲۰۰۵
۲۰۰۶
۲۰۰۷
۲۰۰۸
۲۰۰۹
۲۰۱۰
۲۰۱۱
۲۰۱۲
۲۰۱۳
۲۰۱۴
۲۰۱۵
۲۰۱۶
۲۰۱۷
۲۰۱۸
۲۰۱۹
۲۰۲۰
۲۰۲۱
۲۰۲۲
۲۰۲۳
۲۰۲۴
۲۰۲۵
۲۰۲۶
۲۰۲۷
۲۰۲۸
۲۰۲۹
۲۰۳۰
۲۰۳۱
۲۰۳۲
۲۰۳۳
۲۰۳۴
۲۰۳۵
۲۰۳۶
۲۰۳۷
۲۰۳۸
۲۰۳۹
۲۰۴۰
۲۰۴۱
۲۰۴۲
۲۰۴۳
۲۰۴۴
۲۰۴۵
۲۰۴۶
۲۰۴۷
۲۰۴۸
۲۰۴۹
۲۰۵۰
۲۰۵۱
۲۰۵۲
۲۰۵۳
۲۰۵۴
۲۰۵۵
۲۰۵۶
۲۰۵۷
۲۰۵۸
۲۰۵۹
۲۰۶۰
۲۰۶۱
۲۰۶۲
۲۰۶۳
۲۰۶۴
۲۰۶۵
۲۰۶۶
۲۰۶۷
۲۰۶۸
۲۰۶۹
۲۰۷۰
۲۰۷۱
۲۰۷۲
۲۰۷۳
۲۰۷۴
۲۰۷۵
۲۰۷۶
۲۰۷۷
۲۰۷۸
۲۰۷۹
۲۰۸۰
۲۰۸۱
۲۰۸۲
۲۰۸۳
۲۰۸۴
۲۰۸۵
۲۰۸۶
۲۰۸۷
۲۰۸۸
۲۰۸۹
۲۰۹۰
۲۰۹۱
۲۰۹۲
۲۰۹۳
۲۰۹۴
۲۰۹۵
۲۰۹۶
۲۰۹۷
۲۰۹۸
۲۰۹۹
۲۱۰۰
۲۱۰۱
۲۱۰۲
۲۱۰۳
۲۱۰۴
۲۱۰۵
۲۱۰۶
۲۱۰۷
۲۱۰۸
۲۱۰۹
۲۱۱۰
۲۱۱۱
۲۱۱۲
۲۱۱۳
۲۱۱۴
۲۱۱۵
۲۱۱۶
۲۱۱۷
۲۱۱۸
۲۱۱۹
۲۱۲۰
۲۱۲۱
۲۱۲۲
۲۱۲۳
۲۱۲۴
۲۱۲۵
۲۱۲۶
۲۱۲۷
۲۱۲۸
۲۱۲۹
۲۱۳۰
۲۱۳۱
۲۱۳۲
۲۱۳۳
۲۱۳۴
۲۱۳۵
۲۱۳۶
۲۱۳۷
۲۱۳۸
۲۱۳۹
۲۱۴۰
۲۱۴۱
۲۱۴۲
۲۱۴۳
۲۱۴۴
۲۱۴۵
۲۱۴۶
۲۱۴۷
۲۱۴۸
۲۱۴۹
۲۱۵۰
۲۱۵۱
۲۱۵۲
۲۱۵۳
۲۱۵۴
۲۱۵۵
۲۱۵۶
۲۱۵۷
۲۱۵۸
۲۱۵۹
۲۱۶۰
۲۱۶۱
۲۱۶۲
۲۱۶۳
۲۱۶۴
۲۱۶۵
۲۱۶۶
۲۱۶۷
۲۱۶۸
۲۱۶۹
۲۱۷۰
۲۱۷۱
۲۱۷۲
۲۱۷۳
۲۱۷۴
۲۱۷۵
۲۱۷۶
۲۱۷۷
۲۱۷۸
۲۱۷۹
۲۱۸۰
۲۱۸۱
۲۱۸۲
۲۱۸۳
۲۱۸۴
۲۱۸۵
۲۱۸۶
۲۱۸۷
۲۱۸۸
۲۱۸۹
۲۱۹۰
۲۱۹۱
۲۱۹۲
۲۱۹۳
۲۱۹۴
۲۱۹۵
۲۱۹۶
۲۱۹۷
۲۱۹۸
۲۱۹۹
۲۲۰۰
۲۲۰۱
۲۲۰۲
۲۲۰۳
۲۲۰۴
۲۲۰۵
۲۲۰۶
۲۲۰۷
۲۲۰۸
۲۲۰۹
۲۲۱۰
۲۲۱۱
۲۲۱۲
۲۲۱۳
۲۲۱۴
۲۲۱۵
۲۲۱۶
۲۲۱۷
۲۲۱۸
۲۲۱۹
۲۲۲۰
۲۲۲۱
۲۲۲۲
۲۲۲۳
۲۲۲۴
۲۲۲۵
۲۲۲۶
۲۲۲۷
۲۲۲۸
۲۲۲۹
۲۲۳۰
۲۲۳۱
۲۲۳۲
۲۲۳۳
۲۲۳۴
۲۲۳۵
۲۲۳۶
۲۲۳۷
۲۲۳۸
۲۲۳۹
۲۲۴۰
۲۲۴۱
۲۲۴۲
۲۲۴۳
۲۲۴۴
۲۲۴۵
۲۲۴۶
۲۲۴۷
۲۲۴۸
۲۲۴۹
۲۲۵۰
۲۲۵۱
۲۲۵۲
۲۲۵۳
۲۲۵۴
۲۲۵۵
۲۲۵۶
۲۲۵۷
۲۲۵۸
۲۲۵۹
۲۲۶۰
۲۲۶۱
۲۲۶۲
۲۲۶۳
۲۲۶۴
۲۲۶۵
۲۲۶۶
۲۲۶۷
۲۲۶۸
۲۲۶۹
۲۲۷۰
۲۲۷۱
۲۲۷۲
۲۲۷۳
۲۲۷۴
۲۲۷۵
۲۲۷۶
۲۲۷۷
۲۲۷۸
۲۲۷۹
۲۲۸۰
۲۲۸۱
۲۲۸۲
۲۲۸۳
۲۲۸۴
۲۲۸۵
۲۲۸۶
۲۲۸۷
۲۲۸۸
۲۲۸۹
۲۲۹۰
۲۲۹۱
۲۲۹۲
۲۲۹۳
۲۲۹۴
۲۲۹۵
۲۲۹۶
۲۲۹۷
۲۲۹۸
۲۲۹۹
۲۳۰۰
۲۳۰۱
۲۳۰۲
۲۳۰۳
۲۳۰۴
۲۳۰۵
۲۳۰۶
۲۳۰۷
۲۳۰۸
۲۳۰۹
۲۳۱۰
۲۳۱۱
۲۳۱۲
۲۳۱۳
۲۳۱۴
۲۳۱۵
۲۳۱۶
۲۳۱۷
۲۳۱۸
۲۳۱۹
۲۳۲۰
۲۳۲۱
۲۳۲۲
۲۳۲۳
۲۳۲۴
۲۳۲۵
۲۳۲۶
۲۳۲۷
۲۳۲۸
۲۳۲۹
۲۳۳۰
۲۳۳۱
۲۳۳۲
۲۳۳۳
۲۳۳۴
۲۳۳۵
۲۳۳۶
۲۳۳۷
۲۳۳۸
۲۳۳۹
۲۳۴۰
۲۳۴۱
۲۳۴۲
۲۳۴۳
۲۳۴۴
۲۳۴۵
۲۳۴۶
۲۳۴۷
۲۳۴۸
۲۳۴۹
۲۳۵۰
۲۳۵۱
۲۳۵۲
۲۳۵۳
۲۳۵۴
۲۳۵۵
۲۳۵۶
۲۳۵۷
۲۳۵۸
۲۳۵۹
۲۳۶۰
۲۳۶۱
۲۳۶۲
۲۳۶۳
۲۳۶۴
۲۳۶۵
۲۳۶۶
۲۳۶۷
۲۳۶۸
۲۳۶۹
۲۳۷۰
۲۳۷۱
۲۳۷۲
۲۳۷۳
۲۳۷۴
۲۳۷۵
۲۳۷۶
۲۳۷۷
۲۳۷۸
۲۳۷۹
۲۳۸۰
۲۳۸۱
۲۳۸۲
۲۳۸۳
۲۳۸۴
۲۳۸۵
۲۳۸۶
۲۳۸۷
۲۳۸۸
۲۳۸۹
۲۳۹۰
۲۳۹۱
۲۳۹۲
۲۳۹۳
۲۳۹۴
۲۳۹۵
۲۳۹۶
۲۳۹۷
۲۳۹۸
۲۳۹۹
۲۴۰۰
۲۴۰۱
۲۴۰۲
۲۴۰۳
۲۴۰۴
۲۴۰۵
۲۴۰۶
۲۴۰۷
۲۴۰۸
۲۴۰۹
۲۴۱۰
۲۴۱۱
۲۴۱۲
۲۴۱۳
۲۴۱۴
۲۴۱۵
۲۴۱۶
۲۴۱۷
۲۴۱۸
۲۴۱۹
۲۴۲۰
۲۴۲۱
۲۴۲۲
۲۴۲۳
۲۴۲۴
۲۴۲۵
۲۴۲۶
۲۴۲۷
۲۴۲۸
۲۴۲۹
۲۴۳۰
۲۴۳۱
۲۴۳۲
۲۴۳۳
۲۴۳۴
۲۴۳۵
۲۴۳۶
۲۴۳۷
۲۴

کر دیا کہ ان کی ملکیت میں میرا منصب بادشاہ بنائے گئے۔

دیکھنا تھا راجہ مرہٹہ سے لڑائی اور صلح

اس اخبار میں دلہا ہوا کہ مرہٹہ پریشاں راجہ اوسکا جانشین ہوا اور اسکے چچا رگنپتا نے اسے اوسکے خالو میں لاکر علم خود سری ملنے کیا اور بھیل خاص ملک شلفہ سرکار میں داخل ہوا کہ کچھ ایسی شہسوار کی اس لئے نواب مستطاب ۲۲ شہان مشالہ کو بلوے حیدر آباد سے لشکر جاری لیکر اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ۲۴ شہان سندھ کے کوہ ملک کے قریب رکن الدولہ دیوان سرکار کہ نصیبہ سادات کے لئے برابر کو گئے ہوئے تھے لشکر نظر پکڑا جن آگے اور نواب مستطاب قلعہ بدر میں داخل ہوئے۔ رگنپتا نے بھی مخالف پتا پہنچا اور رعایا اور ملک کو برباد و تاراج کرنے لگا ایک ماہ تک برابر جنگ لڑی و شک جاری رہی ابھی آخر رکن الدولہ بیمار دیوان سے کا مصالحت کے لئے رگنپتا کے پاس بھیجے گئے اور عہد و بیان مضبوط کر کے خلعت و فیل و اسب سے سرفراز ہو کر حاضر حضور ہوئے۔ دوسرے روز خود بدولت و اقبال نے رگنپتا کو راجہ کو ملاقات سے سرفراز ہی بخشی جب اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا نواب مستطاب ہمیں آباد کے طرف منزلہ ہوا مدد فرمان شاہی و خلعت خاصہ بر نواب مستطاب از بنگاہ بادشاہ ہند پوسٹا

مارچ کو ٹہرنے والے خیال کر سکتے ہیں کہ اب ملک دکن کے فرمان روا کو سلطنت دہلی کے بادشاہ سے کوئی علاقہ بجز اسکے باقی نہ تھا کہ اوسکے نام کی بزرگی مافی جاوے۔ والا اسکو دہلی صرف اسبند و طاقت رکھتے تھے کہ ہند کے گورنر میں جب کوئی نیا حاکم بن بیٹھے اور اوسکی جوامزدی اور ہیبت کا دیکھا جاوے بجز اسکے تو اسکے نام ایک فرمان جاوے و تعلق آسبند و خلعت وغیرہ بیگ مانگنے کے طور پر بھیجے جیسے بڑے مرشدوں کا جو عہدہ بدوین کی نظر میں ہوتا ہے وہی عزت شاہ دہلی کی بھگتی تھی چنانچہ بیگ سلطنت دکن نواب نظام عثمان بہادر بھیجے دیکر اور شلم شخص کے قبضہ میں آگئی تب فرمان

موجود داری و کن شاہ دہلی نے ان کے نام بھڑتھا حالانکہ نواب موجود نہ تھا اس کی وجہ سے ضرورت اپنی طاعت کے واسطے نہ تھی اب پھر نواب شاہی دولت خاصہ بادشاہی سے آیا تھا نواب مستطاب نے ازراہ خدمت اس کا استقبال کیا۔ بعد میں آباد سے گلبرگہ میں رونق افروز ہو کر قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور زیارت مومنہ و حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے بھی مشرف ہوئے اور پھر بارادہ کالا چوڑہ دیبا سے بھی مشرف متعلق قلعہ اینگیہ پر نزول اعلان فرمایا۔

دوسرے روز قلعہ راجپور کے متصل دیبا سے پھر اس کے اوس طرف خیام دولت علیہ شاہ ہوئے۔ یہاں ناصر الملک کو کہ امتیاز گڑھ ادھونی میں نظر بند تھے عزت باریابی دیبا بخنچ۔ مومی الیہ رزی الحجہ سنہ ذکر کر کر حضرت ہو کر راہی قلعہ راجپور ہری اور نواب مستطاب نے بوض و صل پیشکشات موضع کو ڈروہ میں رونق بخشی۔

نویں روز مولود مسعود مرشد زادہ میر اکبر علیخان بہادر سکندریہ

مشہور ہیں اسی مقام پر حیدر آباد سے تولد مولود مسعود کی خبر پہنچی نواب مستطاب نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم کیا۔

رگھوناتھ راڈ کا ملک سرکار میں نامت کرنا اور نواب مستطاب کا اس کی سرکوبی کے لئے تشریف لیجانا اور اس کا جابجا سفر ارہونا

اس زمانہ میں رگھوناتھ راڈ نے نقص جہد کر کے قلعہ بید سے بہت سارے سپاہیوں کو لیا متحی کہ مرہٹوں کے مددگار بنی پریشان ہو گئے۔ اور نواب مستطاب سے استغاثہ جاپی۔ نواب مستطاب، مادی الحجہ مشہور کو دنگا حضرت محمد شمس علی غلام اللہ لاڈلے اٹھادی قدس سرہ العزیز کی ریاست سے مشرف اندوز ہو کر دیبا سے پھر کو جہد کر کے قلعہ مہج کے قریب پہنچے۔ یہاں رگھوناتھ راڈ کا قرار گاہ تھا اور محمد مشہور کو نواب مستطاب لشکر طفریکہ قلعہ پر بندہ اسپا مارا اور پھر نواب سے

کر ملک کے راستہ سے جھکا اطراف احمد نگر میں پہنچے۔ رگھوناتھ راڈ جہان پور کے طرف
 پہاگ نواب مستطاب محمدی بالغ احمد نگر میں فروکش ہوئے اور بعد جذبے و سیلے کیلئے
 پہنچے یہاں سے طغزر الدولہ اور ساباجی کو گھاٹ نظام آباد سے اتر کر بہتر جاسے گا
 حکم دیا اور وہ لوگ روانہ ہوئے بعد ازاں نواب مستطاب دریائے تاجتی کے طرف
 آہو بالغ جہان پور میں مقیم ہوئے۔ رگھوناتھ راڈ خوف کے مارے دریائے نزدیک
 اوس پار پہاگ گیا۔

اس زمانہ میں ملٹن راڈ کی بی بی کے لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام سوامی نارائن راڈ رکھا گیا
 چونکہ موسم برسات آگیا تھا اسلئے اورنگ آباد میں چھاؤنی ڈالی گئی جب موسم برسات
 ختم ہو گیا تو ضابطہ جنگ بناد کر رگھوناتھ راڈ کے قناب میں بھیجا گیا یہ بدکار ملک خاندان
 میں آوارہ و پریشان رعایا بابا اور ملک کو برباد دے چراغ کرتا پھرتا تھا۔ نواب مستطاب
 لشکر جاری لے ہوئے سلطان پور و تھانیہ سے کوچ کرتے ہوئے جہان پور کے طرف
 رونق افروز ہوئے اس جگہ ضابطہ جنگ بھی لشکر افروزی اثر سے آئے۔

سپہان رگھوجی بہو سلاوالی ناگپور میں جھکڑا

اس عرصہ میں سپہان رگھوجی بہو سلا میں مناشقہ ہوا اور مودہاجی نے ساباجی کو
 قتل کر ڈالا اور اسلئے نواب مستطاب لشکر لیکر آخر محرم ۱۲۱۷ء میں بہو سلا کے مستقر ناگپور
 پر رونق افروز ہوئے مودہاجی دست بستہ حضور انور میں حاضر ہو کر عاجزی کرنے لگا
 نواب مستطاب نے اس کے معاملات کا تصفیہ کر دیا۔

رکن الدولہ دیوان سہکار کی شہادت اور مہتمم الملک کی وزارت
 دایہی کے وقت جب لشکر طغزر پیکر الپچوہر کے طرف کوچ کر رہا تھا رکن الدولہ دیوان سہکار

کو فیض جو ان نے شہید کر ڈالا اٹھا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضگی کا باعث تھا اسماعیل خان
 بنی بھی مخالفت سرکار بن کر فوج کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب
 مستطاب نے وہیں خیدر وزیر مقام فرمایا اور مصمصام الملک کو دیوان ریاست
 مقرر کر کے طغرالدولہ کو اضافہ منصب اور خطاب مبارک الملک بہادر سے سر فراز
 فرمایا اور سید مائل خان بہرام جگ کو کہ دار و دروغہ ہر کار گان تھے منصب پنجپوری
 ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب بڑبان الدولہ سے سر فراز کر کے نظامت مدینہ
 برابر پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جمادی الاول سنہ مذکور
 میں داخل اورنگ آباد محبتہ بنیاد ہوئے۔

تادیب رگہا نہ راؤ تسخیر شود لا پور ۳۳
 بعد انقضا سے ایام قسلاقی مبارک الملک کو مرہٹہ فوج کے ساتھ دگہا نہ راؤ کے
 استقبال کے لئے روانہ کیا پیچیدہ معاش مالوہ میں آوارہ پھرتا تھا۔ نواب مستطاب
 شروع ماہ شوال سنہ مذکور میں دہاردر کے گھاٹ سے پار اتر کر دیاسے مالوہ پر
 خیمہ زن ہوئے اور عشرہ محرم الحرام ۱۱۹۲ء کے اختتام تک وہیں قیام فرمایا بعد
 قلعہ کلیان کے طرف نہضت فرمائے یہاں مبارک الملک نے بھی حاضر حضور ہو کر
 سعادت قدسوس حاصل کی۔

نواب مستطاب یہاں سے بغرض وصول پیشکش شولا پور کے تشرف حاصل کئے راجہ
 دیکھایا نایک بھری بہادر قدم بیدر حاضر حضور ہوا بعدہ خود بدلت متوجہ حیدر آباد
 ہوئے اور مرشد نازدہ والجا بہادر کو تابعی مصمصام الملک دیوان دکن پر مقرر
 کر کے طبرگہ کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۱۱۹۲ء داخل بلدیہ حیدر آباد
 ہوئے ۱۱۹۲ء الحوی ۱۱۹۲ء کو نواب مستطاب موضع لگن چھاؤنہ گئے اور
 وہاں سے گوہلکنج تک سیر کر کے سراجت خطیہ حیدر آباد ہرے۔

نواب مستطاب سیر نظام ملتان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر
 وسط ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ سے محرم ۱۱۹۳ھ تک بالغ گوردھن واس میں نواب مستطاب
 نے رونق افروز مقام باغ مذکور سے چالیس کوس تک سیر و شکار کیا کیا اور وہ
 برج الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہوئے۔

اسی سال ۱۱۹۳ھ میں نواب مصمم الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر
 کو دریائے کرشنا کے کلا جوتڑہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادہ مرصوف اس
 ضلع کے معاملہ کا سرانجام کر کے، اور جب سنہ مذکور کو حاتمہ حضور پور رنر گئے
 اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب تبقریب زیارت کوہ شریف و کسہ
 قلعہ گوکنڈہ معروف سیر و شکار سے چنانچہ شکار گاہ موضع لنگوچی گوڑہ یاہتمام
 شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر علی بن آئے اس میں بہرین چیتے شیر دھیرہ کا
 بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرامین تیغ جنگ بہادر نے جابجا آب و رخا تیار
 کئے جس میں تمام لشکر کو ہر وقت گلاب پڑا ہوا شیریں و تبنڈا بافی ملتا تھا۔

مبازر الملک کی وفات اور اختتام جنگ کی سہ کشتی نواب
 مستطاب کا کولاس تک تشریف لیجانا۔ مصمم الملک کی

وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ میں نواب معین الدولہ بہار جنگ نے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ
 نواب مبازر الملک ظفر الدولہ بہادر سخت طویل ہیں حضور نے حکیم المملک سراج الدولہ
 حکیم خواجہ محمد باقر خان اور مادنا جراح کو معالجہ مبازر الملک کے لئے روانہ قلعہ
 نزل فرمایا تیسری منزل پر مبازر الملک کی وفات کی خبر پہنچی۔ حکم حسب الحکم
 حضور واپس چلے آئے۔

قلعہ نزل کو اختتام جنگ سیر ظفر الدولہ مبازر الملک کو سب حکم و مضبوط کر لیا اس

کو فیض جہان نے شہید کر ڈالا اٹکا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضگی کا باعث تھا اسماعیل خان
 بنی بھی مخالفت سرکار بن کر بیج کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب
 مستطاب نے وہیں چند روز مقام فرمایا اور مصمصام الملک کو دیوان ریاست
 مقرر کر کے حضر الدولہ کو احضار منصب اور خطاب مبارک الملک بہادری سے سر فراز
 فرمایا اور سید قاتل خان بہرام جنگ کو کہہ کر دار و دروازہ ہر کار خان قے منصب پتھری
 ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب برہان الدولہ سے مسوز کر کے نظامت مصیلا
 برابر پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جہادی الاذل سندھ کو
 میں داخل اور نگ آباد خجستہ بنیاد ہوئے۔

نادیب رگہنا تہہ راؤ تہنیر شولا پور ۛ ۛ ۛ
 بعد انقدنا سے ایام قتل قی مبارک الملک کو مرہٹہ بیج کے ساتھ رگہنا تہہ راؤ کے
 استقبال کے لئے روانہ کیا یہیہ یہ معاش مالوہ میں آوارہ پھر تاتھا۔ نواب مستطاب
 شروع ماہ شوال سنہ مذکور میں دہارور کے گھاٹ سے پارا تر کر ریاست مالوہ پر
 خیمہ زن ہوئے اور مشرہ محرم الحرام ۱۱۹۷ھ کے اختتام تک وہیں قیام فرمایا بعد
 فلعہ کلیان کے طرف ہفت فرمائے بیان مبادا الملک نے بھی حاضر حضور ہو کر
 سعادت قدس حاصل کی۔

نواب مستطاب بیان سے بفرق و مول بخشیش شولا پور کے تشریف لے گئے راجہ
 دینکٹیا نایک بھری بہادر قوم بیدر حاضر حضور ہوا بعد خود بدولت متوجہ حیدر آباد
 ہوئے اور مرشد زادہ والیجا بہادر کو تالیقی مصمصام الملک دیوان دکن پر مقرر
 کر کے گجرات کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۱۱۹۷ھ میں داخل بلوچہ حیدر آباد
 ہوئے ۱۱۹۷ھ میں نواب مستطاب موضع گن چاؤ تک گئے اور
 وہاں سے گولیکٹ تک سیر کر کے مراجعت خطہ حیدر آباد ہوئے۔

نواب مستطاب میر نظام ملتان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر
 در سطر فی الحجۃ سالہ ۱۱۹۲ھ سے محرم ۱۱۹۳ھ تک باغ گوردھن داس بین نواب مستطاب
 نے رونق افروز مقام باغ مذکور سے چالیس کو سن تک سیر و شکار کیا کیا اور وہ
 برج الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہرے۔

اسی سال ۱۱۹۳ھ میں نواب مصمم الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر
 کو دیکھ کر شکار کے کالاجوڑہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادہ صرف اس
 ضلع کے معاملہ کا سرانجام کر سکے، اور جب سنہ مذکور کو حاضر حضور پور بنور گور
 اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب تبقریب زیارت کوہ خرقہ کبیر
 قلعہ گوگندہ معروف سیر و شکار سے پانچ شکار گاہ موضع لنگوچی گوڑہ باہتمام
 شہس الدولہ تیغ جنگ بہادر علی بن آئے اس میں ہرن پیچھے شیر و خیر کا
 بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرامین تیغ جنگ بہادر نے باججا آباد رخا تیار
 کئے جس میں تمام لشکر کو ہر وقت گلاب بڑا ہوا شیریں و تبنڈا بافی ملتا تھا۔

مبازر الملک کی وفات اور اختتام جنگ کی سہ کٹی نواب
 مستطاب کا کو لاس تک تشریف لیجانا۔ مصمم الملک
 وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ میں نواب حسین الدولہ بہادر جنگ نے حضور بین حاضر ہوا عرض کیا کہ
 نواب مبازر الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہیں حضور نے حکیم الممالک سید الدولہ
 حکیم خواجہ محمد باقر خان اور مادنا جراح کو معالجہ مبازر الملک کے لئے روانہ قلعہ
 نزل فرمایا تیسری منزل پر مبازر الملک کی وفات کی خبر پہنچی۔ حکم حسب الامر
 حضور واپس چلے آئے۔

قلعہ نزل کو اختتام جنگ سیر ظفر الدولہ مبازر الملک خرب حکیم و مضبوط کر لیا اس

سبب سے حضور پر نور ﷺ میں قلعہ مذکور کی طرف حازم ہوئے اور کولاس نزل
اجلال فرمایا اس اثنا زمین معصام الملک نے انتقال کیا جو کہ موسم برسات قریب
آگیا تھا اسلئے تھوڑی بیکیش لیکر واپس حیدرآباد ہوئے۔

امیر الامرا نواب شجاع الملک بسالت جنگ بہادر کی وفات
انہیں ایام میں شجاع الملک و گرائی عدم ہوئے نواب مستطاب نے اس کے فرزند
مہابت جنگ داراجاہ بہادر کو باب کے تعلقات ادھونی و ساچور پر سرفرازی بخشی۔
تسخیر قلعہ نرمل۔ واقشام جنگ کا ناظم صوبہ برابر مقرر ہونا۔

دوسرے سال ۱۱۹۷ھ میں نواب مستطاب قلعہ نرمل پر پہنچے اور اسکا سخت محاصرہ
کیا آخر کار اقشام جنگ نے لاجپور کو حجازی نامہ بھیجا اور غوث فقیر کے لئے اپنی
والدہ کو حضور نواب مستطاب میں روانہ کیا نواب مستطاب نے اس کا قصور معاف
کر دیا اور قلعہ نرمل کے معاوضہ میں نظامت صوبہ برابر پر مقرر کیا اور بہرام جنگ کو
دوسری جگہ بدل دیا اور حراست قلعہ نرمل و جگتیاں کی برہان الدولہ کو عطا فرما
اور مبارز الملک کا تمام مال و سالانہ سوار خانجات داخل سرکار ہوا۔

اعظم الامرا معین الدولہ غلام سید خان بہادر سہراب جنگ دیوان مقرر ہوئے
بعد اس واقعہ کے تصفیہ کے نواب مستطاب مہرجب سنہ مذکور کو داخل شہر حیدرآباد
ہوئے اور کئے سال تک جنسوں اور سیر و سکار میں مصروف رہے بعد وفات نواب
مبارز الملک اسرار مالی و کلی کے انجام کے لئے اعظم الامرا معین الدولہ سہراب
غلام سید خان بہادر سہراب جنگ عہدہ دیوانی سرکار پر مقرر ہوا اور حازم
میر ابو القاسم میر عالم بہادر کا کلکتہ جانا اور سرکار کینیسی سے
محبت ادا اتحاد کا جھوٹا کرنا اور حیدرآباد کو واپس آنا۔

۱۱۹۸ھ میں نواب مستطاب نے میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو پانچ منصبداران

حافل الدولہ۔ شیر خاں سلطان نظام یار جنگ۔ میر محمد العزیز خان بہادر۔ غلام نبی خان بہادر۔
 دھڑا ابوتراب خان بہادر کے ساتھ کلکتہ کو سہ کار کینیجوئی محبت دیکھتی سرکار آصفیہ
 و سرکار انگلشیہ میں قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ میر عالم بہادر کے ساتھ سات ہاتھی اور
 ستر ہادیت اور ساتھ سوار سوار ساری ستے لشکر کا بازار بھی ساتھ ساتھ رہتا تھا میر عالم
 براہ کلنا تہہ روانہ کلکتہ ہوئے امداد لارڈ کارنوالن بہادر گورنر جنرل سے باجی ملاقاتین
 خود انکی کوٹھی پر جا کر گین اور پانچ ہی مرتبہ لارڈ کارنوالن بہادر ان کی فرود گاہ پر
 تشریف لائے۔ دسویں ملاقات کے بعد روانگی حیدر آباد کی اجازت ہو گئی۔ لیکن
 پہرا ایک مرتبہ لارڈ کارنوالن نے ان کو اپنی کوٹھی پر ملاقات کے لئے بلا کر غام میر عالم
 میر عالم بہادر کو اور سرائے انکے دیگر ہمراہی منصبداران کو جو اہر و خلعت و تحائف
 سے سرفراز کر کے روانگی حیدر آباد کی رخصت دی میر عالم بہادر کو تین سال اس کام
 میں ملے۔ میر عالم بہادر نے تحائف مرسلہ لارڈ کارنوالن بہادر حضور میں نظر کیا
 آخرتے گذرانے اور خلعت فاخروہ خطاب میر عالم بہادر سے سرفرازی ہی پائے عالم
 بہادر کے کلکتہ آنے کی خبر سنکر نواب آصف الدولہ بہادر نواب وزیر کلکتہ نے کہا
 کہ ہم سے بھی ملاقات کو کر حیدر آباد جاؤ لیکن میر عالم نہ گئے اور کہلا بھیجا کہ ہم کو
 ملازمانی سلطنت آصفیہ میں بدون اجازت ولی نعمت کے کسی والی ملک سے
 نہیں لی سکتے۔

سلطان العزیز شہنشاہ دلی میو ر پر شکر کشی

جب میر عالم بہادر ملے کام سے فراغت حاصل کر کے شہنشاہ میں حیدر آباد پہونچے
 تو خود دودھ شور سلطان دین پناہ ٹیپو سلطان کی پہونچی۔ ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی
 پر حملہ کیا لیکن جہاں جنگ داسا جاہ بہادر سپہ خراج الملک امیر الامرا بہادر نے
 قلعہ کا استحکام کر لیا اور شہر ٹیپو سے ناقت ٹیپو سلطان سے قلعہ کو محفوظ رکھا

اور بہت جلد نواب مستطاب کو اطلاع کی۔ انگریزوں اور ہندوستان پر وہاں نے بھی پہلے
 سے عاجز آکر نواب مستطاب سے درخواست کی کہ ٹیپو سلطان کو مرزا دیکھ کر نواب مستطاب
 نے بنیال حیدر علی نایک پہلے دوستانہ نصیحت کی لیکن جب اس نصیحت سے کوئی
 فائدہ نہ نکلا اور ٹیپو سلطان نے کسی کی نصیحت کو قبول نہ کیا تب بعد ازاں مرزا نواب مستطاب
 لشکر سمیت قلعہ باگل ننگ تشریف لے گئے اور وہاں سے مرشدزادہ بلند اقبال کھنڈ جہا
 بہادر کو مع نواب اعظم الامراء دیگر سرداران نامی کے ایک زیر دست فوج دیکر سرحدوں
 پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس فوج کے ساتھ سرداران انگریزی مع فوج اور راد ہندو
 پر وہاں اور ہری پندت ہڑکیہ مع لشکر کے شریک تھے اس مقام پر نواب مستطاب
 تین سال تک جشن و سرور و شکار میں مصروف رہے اور ہر ٹیپو سلطان سے اس طرح معاملہ
 فیصل ہوا کہ ایک کروڑ روپیہ نقد اور ایک کروڑ کالک کرپہ و سد ہوٹ و کچی کو شادس
 لے لئے گئے بعد اسکے اعظم الامراء مرشدزادہ کھنڈ جہا بہادر و اس چلے آئے۔
 انکی واپسی کی خبر سن کر نواب مستطاب تعجیل تمام باوجودیکہ شمس الامرائج جنگ بہادر
 اور بہنیں و نون میں وفات پائی تھی حیدر آباد میں داخل ہوئے خود نواب مستطاب
 کا مزاج حلیل تھا مگر کچھ خیال نغز نایا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر حیدر آباد میں پہنچے ایک
 تک علاج کرتے رہے اور سفر مغرب کے طرف بھی توجہ نہ کی۔

ملک دکن میں تھ سال اور اسکا اٹل نام

انہیں دونوں میں ملک میں ایسا سخت قحط پڑا کہ آدمی کو آدمی کھانے لگے۔ بہو کوں نے
 بڑے حملے کے دروازہ کو آگ لگا دی مگر حسب الحکم سلطانی فوج نے انکو منتشر کر دیا اور
 نظامت شہر بہت بار خان بہادر سے نکال کر بدیع اللہ خان بہادر نامی جنگ کو سپرد کر دیا
 اور جو دہریوں اور سرخیل مارڈاڑیوں کو حکم ہوا کہ نغز خد کم کرین اور جا نیک مکر
 غلہ کی افزائش کریں۔ اور وقت حیدر آباد میں روپیہ کو دو سیر چار سیر تک غلہ تھا تھا

مخلوق کثیر ہو کون کے اسے مرگئی کہ حلیہ حلیہ کا تالاب ادنیٰ طریوں سے سفید نظر آتا تھا
 سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرا کی وفات اور مرشد زادہ
 سلیمانجاہ بہادر کا اعظم الامرا کی شہرہ زندگی میں جہانا +
 ان دونوں میں سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرا نے بارہ ماہ اسہال انتقال کیا
 چونکہ دیوان موصوف کی اولاد میں صرف یہی ایک صاحبزادہ چشم و چراغ خاندان تھا
 صدر سے اعظم الامرا بہادر کو خفقان طاری ہوا نواب مستطاب نے میر عالم بہادر کے
 کہنے سے مرشد زادہ سلیمانجاہ بہادر کو کہ ایک سالہ بچے ادنیٰ فرزند یمن ویدیا کر کے
 تسکین خاطر ہو۔

نواب مستطاب اور مرہٹوں کا لڑلہ جنگ

مختار احمد میں نواب مستطاب نے باغ گوردھن داس پر تیار ہوا وہ ادنیٰ فرخ ظفر کا خط
 فرمایا کہ وہ جب قرار دلا سلیمانجاہ بہادر کو مع خروج ہر جنگ میں نواب مستطاب
 کے ہمراہ رہنا پھر احتجاج نواب مستطاب کو خبر ہو گئی کہ مہاجی سینہ ہیہ دار الخلافہ
 شاہجہان آباد سے فرج لیکر ہمارا شریک ہو نیکی لے آتا ہے تب نواب مستطاب بھی
 کوچ دپر کوچ کر کے تلکوہ بیدریں داخل ہوئے اور چند روز بلور سیر و لشکار قیام فرمایا
 اسی عرصہ میں خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی سینہ ہیہ فرات ہو گیا اور ادین کا بیٹا
 دولت راؤ اس کے لشکر پر قابض و مغرب ہو گیا اس خبر کے سننے سے اعظم الامرا دیوان
 حضور نواب مستطاب کو بڑی سخت فکر ہوئی اور دولت راؤ سینہ ہیہ کو اپنے باپ
 عہد و بیان پر قائم رہنے کے لئے لکھا مگر اس نے بسبب اغوائے نانا پڑ نہیں مارا

نوٹ - یہ میر علی احمد طلب شاہ میں ہے کہ اپنے باؤ کا راجہ راہب دین اس تالاب کو چھوڑ گئے ہیں
 جس سے نصف عہد آباد کا سیراب ہوتا ہے۔

ہندوستان پر دہان سرکشی سے منہ نہ پیرا اور غریب مسکرا نہوا۔ اس نانا پڑ پڑ سے
دولت راؤ کو سخت سخت غلیظ تہین دیکر نواب مستطاب کے طرف سے پیرا اور راکے
پر آمادہ کیا۔

آخر کار ۱۳ اشجان ۱۱۷۱ھ کو نواب مستطاب لشکر غفر بیک کو بڑا بے ہوش کھلے
کے قلعہ کے متصل کے میدان میں پہنچے۔ اور طرفین میں لڑائی شروع ہوئی۔ کو
سے پہلے بچے لگا تو بون اور بندو قون کی جگہاڑ سے میدان کا رزار میں خور تیا
بربا ہو گیا اور طرفین کے بہادر وں جان نثار وں نے دوا مردانگی دی لیکن نہاد
فتح نہ اور نہ ظفر۔

سبب اس کا یہ تھا کہ اکثر تک حرام اعظم الامرا سے عداوت و مخالفت رکھتے تھے
اور نہین چاہتے تھے کہ سرکار کو اعظم الامرا کے ہاتھوں پر اس لڑائی میں کامیابی
اسیو جیسے فوج مخالف کے سردار وں سے ملے ہوئے تھے اور خود جنگ کرنے میں
پہلو نہی کرتے تھے ان تک حراموں نے سر بیٹوں سے قلیل روپیہ بھی لے لیا تھا اور
جو لوگ جنگ کے وقت جان نثاری میں مصروف تھے ان میں سے موقع باکر اکثر
سردار وں کو قتل بھی کر ڈالا اسی حالت میں صفوری جہڑے کو مرہٹے لگے لیکن
روشن خان بہادر اور نواب منصور الدولہ بہادر نے عین سرکار کا رزار میں سخت
جانشانی کر کے پیر بیٹوں سے جہڑا چھین کر کھڑا کر دیا اور صحیح سلامت پر اپنے
لشکر میں آئے اور مرد تہین و آفرین ہوئے جس وقت کہ تاریکی شب واقع ہوا
دقتال ہوئی اور آتش جنگ سرد ہوئے خود بدولت و اقبال میدان جنگ سے
مسادت کر کے داخل قلعہ کھڑا ہوئے اور سرداران فوج دریا سبج لے جا بجا
و گھبانی کی غرض سے افواج ہتھین کر دین اور خود دستہ رزم سے باقی تمام بہت
جگا و کو قلعہ کے فیصل کے اندر پناہ میں آمارا۔

نواب مستطاب کی اہل پونا وغیرہ مرثیوں سے
 بہانہ پرکشن راؤ بلال وکیل پنڈت پردہان نے حاضر ہو کر حاضر کیا کہ حضور سابقہ غازی
 ہوتی ہے اور خلق اللہ کا ارام مصالحت باہمی میں ہے یہ سارا نفاذ نواب اعظم الامرا کی
 کی وجہ سے ہے اور چند باتیں ایسی کہیں کہ جس سے نواب مستطاب کو اعظم الامرا کی
 طرف سے ناراضی ہو جاوے۔ اور پھر یہی کشن راؤ بلال پنڈت پردہان کے انکشاف
 کیا اور وہاں تعصیفہ معاملات کر کے درمضان سنہ مذکور کو حضور میں حاضر ہوا چنانچہ
 ۹ رمضان کو عہد نامہ لکھا گیا۔

سپر دگی نواب اعظم الامرا بہادر بال شکر پونا
 اوسین جانبین سے فرارادہ صلح یہ تھا کہ نواب اعظم الامرا بہادر کو حوالہ اہل پونا کریں
 چنانچہ نواب اعظم الامرا حوالہ پونا کئے گئے۔ ۱۲ رمضان المبارک سنہ مذکور کو روانہ
 حیدر آباد ہوئے راستہ میں ۱۴ رمضان المبارک کو میر عالم بہادر جو بعض امور کے
 تعصیفہ کے لئے پونا گئے ہوئے تھے شرف اندوز ملاقات ہوئے اور راجہ شیشیا راج
 اور راجہ رگھوتم راؤ بھی اسی تاریخ سعادت قدسوس سے مشرف ہوئے نواب مستطاب
 کو در کرج، اشوال کو حیدر آباد پہنچے۔

مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی بقاوت و وفات
 عہد طے ہی عہد میں دوسری نیرنگی نے ٹھنہ دکھایا یعنی اعظم الامرا شیر الملک کی
 عدم موجودگی میں راجہ شیشیا راج امور ملکی و مالی کو نبا بتا انجام دیتے تھے۔ اور پونا
 نے رگھوتم راؤ کے کہنے سے بجلی کفایت سکر کار نواب مستطاب کو تعصیفہ سپاہ پر
 مائل کیا اور ان دنوں میں بشورہ میر عالم بہادر بغیر من استحکام محبت سکر آرمیہ سکر
 انگلشیہ تھوڑی فوج انگریزی مستقر سلطنت میں رہا کرتی تھی۔ ان راجہ صاحب نے
 میر عالم بہادر کو سکرار سے رخصت دلواوے۔ اور ہر فرج انگریزی بھی کرج در کرج

کر کے داڑے پلے تک پہنچ گئے تھے۔ چونکہ مشیر الملک بہادر کے تنزل سے بہت سے
فساد اندیش اپنی اپنی ترقیوں کے خیال میں پڑے ہوئے تھے جب انکی آندوین پرچی
ہنوین تو نواب مستطاب کے زوال کے درپے ہوئے۔

چونکہ فوج انگریزی بھی مستقر میں نہ تھی اور دوسرے زبردست وفادار لوگ بھی ادھر ادھر
چلے گئے تھے۔ مفندون نے اس موقع کو غنیمت جان کر خفیہ طور پر مرشد زادہ عالمجاہ بہادر کو فوج
پر آمادہ کیا اور خود اس کی اطاعت پر کمر بستہ ہوئے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ کو کہ شب عرفہ
تھی عالمجاہ موقع پا کر دارالسلطنہ سے باہر نکل گیا اور اسکو سد اشیرورڈی اور غلات
اور سیف جنگ اور برج اللہ خان ناظم جنگ اور بہت سے اور دوسرے مفند سائے
لے کر عازم قلعہ بیدر ہوئے اور قلعہ مذکور پر قبضہ کر لیا۔

۱۳

ادھر سے جب الحکم نواب مستطاب سیدی عبداللہ خان منشی فوج لے کر مرشد زادہ
کی تادیب کے لئے روانہ ہوا لیکن ایک روز غفلت کی حالت میں سد اشیرورڈی
نے سیدی عبداللہ خان جتنی سکے لشکر پر جہا یا مارا سید مذکور سخت زخمی ہوا اور
تمام محبت منتشر ہو گئی اور اس کی اہل و عیال سد اشیرورڈی کے ہاتھ میں گرفتار
ہو گئے جب یہ خبر نواب مستطاب نے سنی تو اولاً ازراہ نفقت بدری مرشد زادہ
کی ہمایش کے لئے عنایت نامہ مہر ہی بخشی بیگم صاحبہ خوش قسم خان کے ہاتھ اور
فرمایا خان مذکور نے ہر چند سہجایا مگر عالمجاہ بہادر کو مفندون اور مفندون نے
ایسا اغوا نہیں کیا تھا کہ اپنی ارادہ فاسد سے باز آتا تب اجموں نواب مستطاب نے
فوج انگریزی کو داڑے پلے سے طلب کر کے سب کر دگی میر ابو القاسم میر عالم بہا
وجیت موسیٰ رمیو فرانسین انڈران باگچہ سردار الملک گہا سی میان وغیرہ
کو عالمجاہ بہادر کے واپس لے آنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ خبر سنکر سید محمد باقر خان
بہیدر بہون پلے سے اور محمد اعظم خان دین خان وغیرہ مجدد اران علاقہ باگچہ

بھی روانہ ہوئے بیدر ہوئے۔ جب یہ افواج متفقہ قلعہ بیدر کے قریب پہنچیں تب
باغیوں نے بھی دلیری سے مقابلہ شروع کیا۔

ایک طرف سے موسیٰ ریمو کی جمیعت نے دوسری طرف سے فرج انگریزی نے اور تیسری
طرف سے فرج سرکاری نے جو تہی طرف سے جمیعت پاٹنگاہ نے باغبان بدکیش کو دھکے
ایسا دیا کہ سب متفرق ہو گئے اور مرشدزادہ علیجا بہادر چند سوار و پیادے ملے کر
اونگ آباد کے طرف بھاگا اور جٹ پٹ قلعہ میں گھس گئے۔ سد اشو رڈی، غالب جنگ
سیف جنگ۔ برج اللہ خان ناظم جنگ وغیرہ قلعہ بیدر سے نکل کر جا بجا متفرق و پرتیان
پہرنے لگے۔

سد اشو رڈی جو اصلی بانی سیانی اس جنگ کا تھا چند روز اپنے علاقہ کے دیہات میں
مخفی رہا لیکن آخر کار مجبور ہو کر حاضر حضور ہوا اولاً دو چار روز دریا میں آتا جاتا رہا لیکن
پھر قلعہ چھوڑ کر من قید کیا گیا اور بقصاص سیدی عبداللہ خان مٹی۔ رعد جنگ سپر
سیدی مذکور کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ سیف جنگ اور غالب جنگ نے اپنا غوث قیصر
چاہا جانا کا قصور سواہ ہوا اور معقول پنشن پر خانہ نشین کئے گئے برج اللہ خان اپنی
بذاتی کے سبب حاضر نہ ہوا اور دہلی چلا گیا پھر اس کی کچھ خب نہ ملی۔

بہان مرشدزادہ علیجا بہادر بلبدہ اوزنگ آباد میں موسیٰ ریمو از در الدولہ بہادر کے
ہاتھ پیر انجیل اڈھا کر غوث جرائم کے لئے اور نہ حضور پدر عالیقدر ہوئے۔ لیکن نیزنگی
فلک نے دوسرا شجہ دکھلایا کہ کہیڑ کی منزل میں دریائے گنگا پر عالیجا بہادر کو
سخت بخارا یا اور اسی عارضہ سے فضا کر گئے بعض کہتے ہیں کہ شہر کے مارے زہر کیا
واللہ اعلم کیا ہوا۔

انکی فتن میں عالم بہادر اور ریمو موسیٰ کمال حسرت و افسوس کے ساتھ حیدر آباد میں لائے
اور حسب الحکم حضور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب میں دفن کیا۔ نواب مستطاب کو سخت

عظیم و الم ہوا۔

اس سال دومرا ایک سخت حادثہ ہوا ماہ شبان العظم من حب معمول نواب مستطاب غلبت مبارک کی جیت پر پیشہ ہوئے آتش بازی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک لقوہ و فالج ہوا حال ہو گیا۔ حکیم نایب اللہ خان نے عرض کیا کہ فذوی عرق آصفیہ جو اسرات اور مہود جات اور پرندوں کے گوشت سے ایسا طیار کرتا ہے کہ اس کے استعمال سے سب کا بوڑھا جو بیس برس کا جو ان بن سکتا ہے چنانچہ نواب مستطاب نے جلد اس کی طواری کا حکم دیا۔ حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان نے ہر خند کہا کہ اس عرق میں گلاب بے حد بڑھتا ہے وہ حضور کے مزاج کو ہرگز موافق نہ آویگا مگر نواب مستطاب نے ایک سینی آخر کار حکیم عبدالجلیل خان کا کہنا درست ہوا اور اس عرق کے پیتے ہی پر لقوہ و فالج نہ آیا نہ طواری اب حضور نواب مستطاب بستر پر بڑھ گئے۔ ہر خند اطبانے علاج کیا لیکن سبب بد پر پہنچی کچھ فائدہ نہ ہوا بیان تک کہ سلا لہ من اعظم الامرا بہادر ہوئے خوش و خرم پیونے اور حضور کے مصالح میں کوشش بیچ کی جکا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب مبارک ایک حالت میں رہنے لگا۔

تیسرے سلطان برائے کشی اور فتح سر سرنگین اور سلطان کی شہادت و ضابطی ملک منصور

سال ۱۲۱۳ء میں اخراج قاہرہ و سرکار عالی سرکردگی میر عالم بہادر لارڈ کارنوالس اور جنرل ہارس کی امداد کو حسب قرار داد سرکارین واسطے استقبال کلی سلطان ٹیپو سلطان والی میور کے روانہ ہوئیں اور دونوں لشکروں نے متفق ہو کر سرنگین پر ہاد مارا کچھ حکمت عملی بھی کی گئی آخر کار ٹیپو سلطان نے بڑی بہادری سے شہادت پائی۔ سانا ملک ضبط ہو کر ایک راجہ کے خوالہ کہا گیا جکا راج ایکٹ اس کے خاندان میں چلا آتا ہے۔ میر عالم بہادر بعد اس کا ردائی کے مع فوج

انگریزی حضور میں حاضر ہوئے جمعیت انگریزی ملازم سسرکار عالی کے لئے مقام حسین آباد پر چادنی مقرر ہوئی جو کہ اب الوال کے نام سے مشہور ہے۔ کوٹلی رزٹڈنسی بھی طیار ہوئی اور بہت سے مکانات بوضع انگریزی تعمیر کئے گئے۔

سلسلہ امین مرشد زادہ سکندر جاہ بہادر کی شادی سیف الملک مالی میان فرزند اعظم امیر سلطانہ ارسلو جاہ کی بیٹی جہان پرور بیگم صاحبہ سے بڑی دہوم و دام سے ہوئی۔ مالی میان کی دوسری صاحبزادی سے شاہ یار الملک برادر زادہ نضر الملک اسطیغی بہادر جاگیردار بگین پٹی کی شادی ہوئی ان ہر دو شادیوں کے جشن برابر چار ماہ تک ہوتے رہے۔

میر عالم بہادر کا مقید ہونا

بعد اقامت ان مشنوں کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کراچہ اور کینچی کوٹہ اور قلعہ سدھوٹ کے انتظام کے لئے گئے یہ ملک ٹیپو سلطان کے ملک میں سے سسرکار نظام کے حصہ میں آجاتا۔ اس اثنا میں سبب انقلاب زمانہ ارسلو جاہ بہادر اعظم الامرا بہادر نے میر عالم بہادر کو وکالت سکور انگریزی سے برطرف کر کے قلعہ رورور میں مقید کر دیا اور وکالت کو بھی منیمہ دار المہامی خود بنالیا۔ میر عالم کا کوئی ظاہر تصور تو نہ تھا لیکن شاید خدا نے ٹیپو سلطان کی غریزی نافرمانی اور بربادی و منطی حکومت اسلامیہ کے جرم مخفی میں یہ قید کاغذات دلوا یا ہوگا۔

نواب مستطاب میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی کی وفات

سلسلہ امین مرشد زادہ کیوان جاہ بہادر کا حبشین بسم اللہ خوانی ہو رہا تھا کہ یکایک نواب مستطاب کی طبیعت عین حالت خوشی و غمی میں بگڑ گئی اور دنیا بہر کو کوئی علاج مفید نہ ہوا۔ آخر کار ستر و بیچ الادل سلسلہ کو پہرہ چڑھے نواب مستطاب

بانی مہابی سلطنت آصفیہ کی روح پر فتح جنت الفردوس کو پرواز کر گئی۔
 قالوا ناعدنا الیہ راہون۔ محلات سے شرمشہ بپا ہو گیا اور رعایا و جان نثار کے
 ہوش و حواس اُٹ گئے۔

آخر کار اعظم الامرا ارسلو جاہ بہادر کے مشورہ کے موافق نواب مستطاب کے والدہ ماجدہ
 حضرت قدسیہ عہدہ بیگم صاحبہ کے مقبرہ کے پاس محن مکہ مسجد میں نواب مستطاب کے دفتر
 خاندان آصفیہ کو مدفون کیا اور حضرت اناب لقب رکھا۔

جب وقت نواب مستطاب نے رحلت فرمائی ارسلو جاہ بہادر نے جمیعت انگریزی ملازم
 سرکار کو خین ساگر سے طلب کر کے ہر ایک مرشد زادے کے ہار و زہر و دود و سونے
 کا پیوہ مقبرہ کیا جو بعد انتقال ارسلو جاہ بہادر۔ بعد دیوانی میر عالم بہادر اوٹھا گیا۔

**شجاع الملک بکالت جنگ اور معتقد الدولہ
 چین علیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ
 منسل علی خان بہادر کا خال۔**

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نواب غفر اناب کے بہائون امیر الامرا شجاع الملک
 بکالت جنگ بہادر اور معتقد الدولہ چین علیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ منسل علی خان
 کا حال بھی بیان کر دیا جاوے۔

شجاع الملک بکالت جنگ امیر الامرا بہادر پانچویں فرزند نواب معززت کاب آصفیہ بہادر
 کے ہیں امیر الملک نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد میں صوبہ دار صوبہ بیجا پور رہے
 اور بعد اٹھے خطاب شجاع الملک امیر الامرا کے امیر الملک کے مزاج میں رسانی
 پیدا کی اور امورات مالی و ملکی میں دخل دینے لگے تھے جب نواب مستطاب ولیعہد ہوئے
 تب شجاع الملک بیجا پور چلے گئے لیکن جب نواب مستطاب راجہ دسی کے طرف چلے گئے
 تو یہ پیرا کر دخل کار ہو گئے۔ آخر کار نواب مستطاب کے خوف سے کبرا کر فرار ہو گئے۔

ادھونی اور راجپور پر قناعت کر کے بیٹھ رہے لیکن خیال باطن ہمیشہ رکھتے تھے۔ ۱۱۹۹
 میں انتقال کر گئے نواب مستطاب نے اُنکے فرزند عہادت جنگ دانا جاہ بہادر کو باب کی
 جاگیر پر مامور کیا انہوں نے ٹیپو سلطان سے خوب لڑائیاں لڑیں ۱۲۰۰ میں عہادت جنگ
 بھی دارالبقا کو سدا سے اُنکی اولاد میں کوئی لائق نہ تھا لہذا تمام جاگیر داخل سرکار ہوئی
 ناصر الملک ہمایون جاہ منغل علیخان بہادر چٹھے فرزند نواب مغفرت ماب آصفیاء بہادر کے
 ہیں۔ ہمیشہ فکر لاف حاصل میں معروف رہتے تھے اسلئے قلعہ بیدریں رہنے کے لئے حکم
 دیا گیا۔

جس زمانہ میں مرشد زادہ علیجاہ بہادر باغی ہو کر قلعہ بیدریں پہنچے تو انہوں نے بڑی
 محبت سے سمجھا کر اطاعت پذیر بزرگوار کے لئے زور دیا لیکن مرشد زادے نے چاکا کھنا
 بھی نہ مانا۔ یہ خبر سنکر نواب مستطاب نے انکو بلدہ میں بلا لیا اور بہت محبت و دلداری
 سے اپنے پاس عزت کے ساتھ رکھا۔ ناصر الملک مدت تک زندہ رہے اب اُن کی
 پس ماندی عزت کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی اولاد

خدا نے نواب غفر اناب کو آٹھ فرزند جگر بند عطا فرمائے تھے۔

۱۲۰۹
 اٹھال۔ نواب علیجاہ بہادر کہ عالم و فاضل و زہد و تقویٰ میں بے مثل تھے اُنکا احوال
 بکثرت و وفات جو مسئلہ میں واقع ہوا پیشتر بیان کیا گیا۔

دوہٹا۔ نواب ملک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ جن کا ذکر خیر آگے پہنچا
 تیسرے۔ نواب فریدون جاہ میر سرجان علی خان بہادر جو نہایت وجہ و بارعب
 تھے انہوں نے ۱۲۱۰ میں انتقال کیا۔

چوتھے۔ نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علی خان بہادر کہ بہت شہرت اور حکمت
 انہوں نے ۱۲۱۴ میں انتقال کیا۔

بالجوتین نواب میر محمد شید علیخان حبشید جاہ بہادر کہ چندہ برس کی عمر میں انتقال کر گئے
حضرت - نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر - ساتویں نواب میر جاگیر علیخان
 شہانجاہ بہادر -

۱۲ - نواب کیوان جاہ بہادر کہ سخاوت میں شہرہ آفاق تھے۔ لکھنؤ میں وفات پائی

عمارات یادگار عہد نواب غفراناب

حضرت غفراناب کے عہد مبارک کی تعمیر شدہ عمارات یہ ہیں - روشن بنگلہ درویش محل
 وغنی محل باہتمام غنی یار خان خانسان - اور نواز محل جو باہتمام نواز شہ علیخان
 خانسان قدیم کے تعمیر ہوا۔ چار بنگلہ خلوت مبارک دھکشن محل دشا دی خانہ و دیگر
 دہا بیت محل وغیرہ بھی نواب غفراناب کے بنوائے ہوئے ہیں - سوائے اسکے
 قلعہ گو لکندہ میں بھی چند عمارات تعمیر کرائی گئیں۔ حضرت بخش بیگم صاحبہ محل خاص حضرت
 غفراناب کے تعمیر کرائے ہوئے عمارات میں حصار بیگم بیچہ و چاڈری وغیرہ ہے اور
 حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ محل خاص حضرت غفراناب کے تعمیر کرائے ہوئے
 عمارات میں تہنیت نگر مع حصار و محل باغ وغیرہ کہے اور درگاہ حضرت میں شا
 ولی کی عمارت بھی ادھن کی بنوائی ہوئی ہے۔

دکڑ سیرانی نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث۔

نواب سکندر جاہ بہادر علی شاہ برہن پیدا ہوئے تھے آپ کئی نیکیاں اور نیک نامیاں
 عطا تحریر سے باہر ہیں بدرجہ گوار کے سلسلے ہر مرکز اور ہر شاخ میں سب بہادر
 سے پیشوا و پیش قدم ہا کرتے تھے۔ جب نواب غفراناب نے انتقال فرمایا -
 تمام اہل و عیال سلطنت بھٹل اعظم الامرا و سطو جاہ بہادر دیوان سرکار آپ کے
 دولت خانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور مسند نشینی کے لئے عرض کیا نواب فلک رکاب

ہر چند انکار کیا مگر امیرون نے مانا اور بعد منت جلوسی عاری میں سوار ہو کر تبرک طلاق
شاہی بیچہ شاہ اور چار کمان کے راستہ سے دولت خانہ عالی میں گاہ اوس روز خوشی
میں رگہو تم راؤ پیشکار سرکاری بیٹھے تھے نواب فلک رکاب داخل دیوان عام ہوئے
اور وہاں سے سواری باللی ارسلو جاہ بہادر کے مکان پر نزول اجلال فرمایا اور
دست مبارک سے اونکے سر پر دستار باندھی اور اذکی نذر جو اہر قبول فرما کر خلوت
مبارک میں تشریف لائے اور پھر مجلس شہی مسند سلطنت کو تازہ روزنی بنئے۔
تمام امراء اعیان سلطنت نے نذر مبارکبادی حضور میں گذرانی اور سرفراز ہوئے
پھر نواب فلک رکاب بعد دوپہر دولت خانہ قدیم کو تشریف لے گئے۔

دوسرے روز پھر مجلس تمام روزنی افزائے دولت خانہ عالی ہوئے اور بہائیون اور
رشتہ داروں و اقرباؤں اور جاگیرداروں و سلمداروں اور بارگیروں کی تہذیب
لے کر داخل محل مبارک ہوئے۔ اور بعد اسے مراسم تعزیت پر ہنر گوار۔ نذر
نہیت جلوس حضرت بخشی بیگم صاحبہ و نہیت النسا بیگم صاحبہ کو دیکر دولٹخانہ قدیم
کو تشریف لے گئے تین روز کے بعد بہ سواری عاری متعہ کھلات و مرشد زادگان
بلند اقبال اور تمامی کارخانجات کے داخل دولت خانہ ہوئے اور خلوت مبارک
کو مسکن و مقام حضور بنالیا اور فریدون جاہ بہادر کو بجائے تین ہزار روپیہ
کے چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بہائیون کو کہ وہ بھی تین ہزار روپیہ ماہانہ
بائے تھے چہ چہ ہزار روپیہ ماہانہ مقرر کر دئے جس سے یہ سب بہائی خوش ہو گئے۔
اسکا بہید کہین نہ معلوم ہوا کہ فریدون جاہ بہادر کو صرف ایک ہزار کی ترقی کیوں
مینا باز ارسلو رنکر

ارسلو جاہ بہادر نے قلعہ سردنگر میں مینا باز ار قایم رہے حضور نواب فلک رکاب کو
بڑی دہوم و دہام سے دعوت دی اور لکھو کہار روپیہ کمال سودا گردن سے خرید کیا

اور دوما تک یہ بازار لگا رہا۔ اسی زمانہ میں خوشی بسم اللہ خوانی کیوان جاہ بہادر کی بی
منائی گئی جو سب رحلت نواب خضر اناب کے دیے ہی رہ گئی تھی حضور نے بھی دس ہزار
روپیہ کی مہندی بھیجی۔

رحلت نواب اعظم الامرا رسطوجاہ بہادر دیوان
سرکار دوسر فراری امیر ابو القاسم میر عالم بہادر
بہمدہ دیوانے

اسی حالت میں تاریخ ۲۸ محرم ۱۱۸۱ھ نواب اعظم الامرا رسطوجاہ بہادر نے بھارت
نہجار صرف آٹھ روز بیمار رہ کر انتقال کیا اور عہدہ دیوانی کو خالی چوڑا انکی وفات کے
بعد دوما تک راجہ گوتم راؤ پیشکار دیوانی کا کام کرتے رہے۔ آخر کار یہ بیج الاو
۱۱۸۱ھ کو میر عالم بہادر کو کہ نفس خانہ میں مقید تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے
طلب کر کے خلعت مارا المہاجمی سرکار عطا فرمایا اور دوما بعد راجہ راجندر کو خانہ نشین
کر دیا اس موقع کو غنیمت جان کر شوکت جنگ انگریز وکیل سرکار انگریزی بھی کاروبار سلطنت
میں دخل دینے لگے تھے میر عالم بہادر کے تقرر کے بعد یہ بھی اپنی حرکات سوا باز آگئے
جشن سالگرہ نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر

عہد نواب خضر اناب میں ایسی خوشی منانے کی فرصت کب ملتی تھی استحکام و توسیع
دخا لین سے جنگ وجدال کرنے کے تفکرات کچھ کم نہیں ہوتے تھے۔ ہندوستان کی
سرزمین میں شور قیامت برپا تھا جسکو جو کٹرازمین کا جہان کہیں ملنا تھا وہ میں
بادشاہ علی الاطلاق بننا چاہتا تھا۔ سلطنت دہلی کے حصے منجبرے ہو رہے تھے جو خطہ
جسکے ہاتھ لگا جیٹ کر داب لیا۔ مرہٹے کلک سے الٹ تک اور کرم ہمالہ سے دریائے
تک پہنچ گئے تھے انگریزوں اور فرانسسوں کے ہاتھ بھی چل رہے تھے۔ سکون کی
سلطنت کا الگ نقشہ جم رہا تھا بادشاہ دہلی اپنی چوڑائی میں پڑے ہوئے اکبر و عالمگیر کے

مجاہد سہ مجاہد نشینی کر رہے تھے ساتھ ساتھ غلٹ کے پرے ٹھک رہے تھے اور عظیم الشان
 اور بے نظیر زرغین سلطنت اسلامی ہندوستان حالت نزع بن پڑی ہوئی چمکیاں سے زری
 تھی ایسے ہولناک و پر آشوب زمانہ میں مشنوں کے جو پلے کسکو یاد آتے تھے جن اگر سہ
 بھی تھے تو فوجی آسائشگی اور رستی سپاہ کی فکر میں کج فانی تھیں اب وہ وقت
 نکلتا جاتا تھا اور سرکار انگریزی کے غلٹ و جلال و اقبال و قری کے سبب مذکور
 فکر میں ہونے لگیں چنانچہ باہر جب الحرب ۱۸۵۷ء میں میر عالم بہادر نے اپنے ملک
 میں جن سلاکوں کو اب فلک رکاب کا ترتیب دیا اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مع
 و مرشد زادگان و مان رون افروز ہو کر میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علی خان بہادر
 کو کہ کہ خطاب جعفریار جنگ و اسد نواز جنگ اور منصب سہ سہ ہزاری و در سالہ سوار
 صرف خاص سے سرفراز فرمایا۔ اور میر عالم بہادر کے خانہ زاد بہانی نظامیار جنگ
 کو کہ خطاب حسام الملک اور محمد قمر الدین خان خوشنویس و استاد حضور کو کہ خطاب
 اکبریار جنگ اور منصب سہ ہزاری و در سالہ صرف خاص اور میر الدین خان قاضی
 ملکہ حمید آباد و استاد حضور کو کہ خطاب سکندر جاہ جنگ و منصب سہ ہزاری و در سالہ
 سواران معزز و فخر فرمایا اسوائے انکے اور بھی خانہ زادان سرکار منصب خطاب
 سے سرفراز فرمائے۔

راجہ ہیت رام کا دیوانی سرکار پر سرفراز ہونیکے لئے کوشش بنی
 کرنا اور حکم حذر خارج البلد ہو کر قلعہ سکر میں مقید ہونا اور وہاں سکنا
 سے مقابلہ کر کے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر میں بہاگ جانا پ پ پ پ۔

قبل از رحلت نواب غفراناب بہ معاملہ ہوا تھا کہ اسے راگوہ الے پونا سے سردار
 مرہٹہ شل دولت راؤ سیندھیہ اور رگوہی ہوسلا۔ و ملہار راؤ ہلکر باغی ہو گئے تھے
 اور انہوں نے چند اردن کو اشتعال دیا اور اسکے ملک میں فساد برپا کر نیکی لئے

بھیج دیا تھا یہ سفید جاردن طرف سفیدہ برپا کرنے تھے چنانچہ انکے خوف سے اطراف
 و جوانب مالک محمد سے سرکار عالی کے تمام راستے سدود ہو گئے تھے۔ اسلئے
 بصلاح سرکار انگریزی۔ یہاں سے چالیس ہزار فوج سرکاری سہر کر دگی راجہ
 جہیت رام دیوان سرکار بندہ اردن کی سرکوبی کے لئے بھیجی گئی تھی اور اوس نے
 دو صوبوں میں امن و امان قائم کر دیا تھا۔ اس راجہ جہیت رام کو جب نواب غفران
 کے ارتحال کی خبر پہنچی وہاں سے حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر اس آیا۔
 اول روز زمین اتفاق زمانہ سے نواب فلک رکاب ادمیر عالم بہادر کے درمیان
 کچھ سو مزارعی ہو گئی تھی۔ ایسے مروج کو راجہ جہیت رام نے منیت جانکر حضور کے
 مزارع میں دخل حاصل کر لیا اور بے تغیری میر عالم بہادر ہو کر چاہتا تھا کہ خود عہد
 دیوانی میں سرفراز ہو جاؤں میر عالم بہادر نے ہر خیز اوس ناعاقبت اندیش کو
 سمجھا یا کہ تم ہماری خرابی کے درپے مت رہو۔ ہم ٹکوپے پکاری سرکار دلواد یہ ہیں
 لیکن وہ کب ماننا تھا ان کو اطمینان دیکر خود برابر ان کی سر بھی کار میں مصروف
 رہتا تھا آخر کار میر عالم بہادر نے حضور پر نور کی برگشتگی مزارع اور اہل دربار کی
 خاطر فداری دیکھ کر یہ تدبیر کی کہ وکیل انگریزی کی کوٹھی میں چلے گئے۔ دو ستر روز
 سدخم صاحب و در وکیل سرکار انگریزی حاضر و رہا ہوسے ادمیر عالم بہادر کے
 بارہ میں عرض کیا کہ میر عالم بہادر غیر خواہ دولت خداوندخت ہے اوس سے کبھی کوئی
 حضور ہوگا اوسکا عقو تقصیر کیا جاوے۔ آخر کار میں روز کے بعد مزارع مبارک میر عالم
 کے طرف خرچ لایا۔ میر عالم بہادر نے فی الفور اپنے مکان میں آکر نواب فلک رکاب کی
 منیخت کی۔ حضور پر نور نے وہاں جا کر میر عالم بہادر کو سرفرازی بخشی راجہ راجہ
 جہیت رام کو موقوف کر کے اوسکی جگہ راجہ گویند بخش بہادر برادر راجہ چند لال کو
 فوج کی سرداری بھروسہ کیا۔ راجہ جہیت رام کو حکم ہوا کہ بہت جلد بلدہ سے خارج ہو

اورنگ آباد کے قریب قلعہ گرشاہ پورین مفید کے جاوین چانچو راہب صاحب شہر
سے نکالے گئے لیکن یہ دہان بھی نہ چلے نہ بیٹھے اور جڑ توڑ لگا کر فرخ فراہم کر کے
سیرکار سے مقابلہ کیا فرخ انگریزی بھی انکی سیرکاری کے لئے فرما جا بیو بھی۔ آخر کار
بد جنگ سخت کے قتل سیرکار ڈن صاحب انگریز کے راہب جیٹ رام بھاگ کھڑے
ہوئے اور ملہار راڈ بلکر کے لشکر میں جا ملے۔ اس زمانہ میں ملہار راڈ بلکر اور سکس
انگریزی سے سخت سخت لڑائیاں ہو رہی تھیں اور ملہار راڈ صاحبجا مارا مارا پرتھو
سرفرازی راہب چند دلال بعد پیشکاری سیرکار

ان روزوں میں میر عالم بہادر نے ہر چند جا پا کہ راہب چند دلال کو پیشکاری سیرکار پرتھو
دلوادین مگر راہب سچ پر ناپ معروف راہب شہر میں نے کہ مختار دفتر مال متا اور دیوانی
میر عالم بہادر کا پیشیت تھا اس کام کو پورا نہونے دیا آخر کار میر عالم بہادر نے اپنے
اور حضور پرورد کے درمیان وکیل مقرر کیا اور چند مدت یہ سنے راہب اسی آدوگون کا
کام کرتے رہے۔ لیکن جب راہب سورج دت مر گیا تب تاریخ ۲۲ صفر ۱۲۲۸ھ زندہ چھوڑ
اور راہب چند دلال خواب فلک رکاب کے طرف سے جہدہ پیشکاری پر سرفراز ہوئے۔

وفات نواب میر ابو القاسم میر عالم بہادر دیوان سیرکار
۲۳ شوال ۱۲۲۸ھ کو روز جمعہ میر عالم بہادر نے انتقال کیا انکی وفات سے تمام خلق
کو سخت صدمہ ہوا۔ میر عالم بہادر نے اپنے دفن کے لئے اپنی حیات پنجہ شاہ میں
سکان اور حوض اور چوہدرہ خواجہ تھاکر میرا مید انکی بھائی اور دائرہ میر موسیٰ بن
ہوئے انکی وصیت میں ہو جب انکی قبر پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی۔

سرفرازی خیر الملک داماد میر عالم بہادر بعدہ مارا لہا می سیرکار
میر عالم بہادر کے انتقال کے بعد ان کے داماد خیر الملک بہادر کو خلعت دیوانی عطا ہوا
لیکن بہادر کا خلق اللہ راہب چند دلال کی وفات پر خوش نہ تھا م اہل وفات ان کے سکان پر

حاضر ہوا کرتے تھے اور راجہ صاحب کی جہر کے نیچے دیوانی کی مہر ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر الملک ہمارے نام دیوان تھے اصل دیوانی پر اب چند لال کرتے تھے۔ اندوس ہے کہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا لائق نہ رہا تھا کہ ملکی انتظام کو سرانجام دیتا۔ میر عالم بہادر کی وفات سے ملک دکن نامی مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔ بہادر کے ذات سے ملحق خدا کو بہت کچھ نصیب ہوا تھا اور اب تک پورے ملک میں ہم اداس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتے اور ان کے نیک کاموں اور فیوضات کو مزارت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

قیمت تالاب میر عالم بہادر

۲۲۱ سالہ بین میر عالم بہادر نے۔ جسے ندی کا جو سا نکل ندی کے نام سے مشہور ہے موضع کو ڈال گروہ کے قریب ساٹھ ہزار روپیہ کی لاگت سے کٹھ بند ہوا یا اور حیدر آباد کے جانب مغرب عید گاہ کے پاس ایک بہت بڑا تالاب بنوایا اس کی طیار ی میں تین لاکھ روپے صرفت ہوا ہے اس میں کٹھ سا نکل سے نہر چڑھی گئی اور تالاب پانی سے بہتا خرم ہو گیا اور مخلوق اخیر اس سے فیضیاب ہونے لگے حیدر آباد کے محل کو چون بن اسی تالاب پانی و دریا و دریا بہتا ہے اور تمام شہر اس سے مستفید ہوتا ہے۔

باغ بارہ درہی موسیٰ ندی

یہ باغ بھی میر عالم بہادر کا بنوایا ہے اس میں بھی تین لاکھ صرفت ہوئے ہیں یہاں خوب فلک رکاب کو ضیافت دی گئی اور وہ جہاں میر فتح سرور بھی پیش کے زمانہ میں جہاں صاحب ملحق کے ہاتھ آیا تھا وہاں فلک رکاب کو نذر دیا اور ایک مالکے یا قوت حسین سودے تھے وہ بھی تندرگد رانی۔ اس جہاں کے قیمت تین لاکھ روپیہ بھی میر عالم بہادر نے حسب الحکم نواب فلک رکاب ملحقہ سے لیکر ملحقہ ترک دولت خانہ قدیم میں ملحقہ اور جوگی خانہ۔ در دروازہ کلان کافی امداد دکانین تعمیر کردائی تھیں۔

انہیں میر عالم بہادر کی بڑائی ہو مین سرور مین اور مسجد بن خیر چنانچہ در اس سے لیکر
 مسافروں کو اور تنگ آباد پونا اور بھی تنگ راستہ ہر ہر منزل پر ملتی ہیں۔ میر عالم بہادر
 کو صاحبان انگریز بنایت لاف و فایق چھیدہ روزگار سمجھتے تھے چنانچہ ان سے اور لارڈ
 کارنوالس بڑا رابطہ اتحاد اور ہمیشہ دکھلاؤ سرکار انگریزی انکو طرفدار ہا کرتے تھے
 تمام مرشد زادے اور مغرب داران اور رعایا ان سے بہت راضی تھے اسکا سبب
 یہ تھا کہ اسلو جاہ بہادر نے لوگوں اور مرشد زادوں کو خوب تنگ کوکے رکھا تھا لیکن
 میر عالم بہادر نے قانونی آزادی میں کبھی دست اندازی نہیں کی اور سب کو تمام کر
 طلوع ستارہ دُنیا لہ را

۱۲ رمضان ۱۲۸۷ کو دیدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب میں طلوع ہوا اور کمالی اکبر ۱۲۸۷
 تک سر شام سے پہرات گئے تک نکلتا رہا۔

ہنگامہ پندارہ عد ملک دکن

۱۲۹۰ء میں پنداروں نے تمام ملک دکن میں فتنہ و فساد برپا کر دیا انکے خوف سے
 دیہات کی عورت کنوڑن میں گر کر مر جاتی تھیں اور جوان کے ہاتھ لگ جاتی تھیں انکو
 ناموس و دھان پر آفتابی تھی فتنہ خدا ان کے خوف و دہشت سے جان سے ماہو ہو گیا
 تھی تمام ملک سبے چراغ ہو رہا تھا یہ بہت مسہ لٹیر سے آبادیوں کو لٹنے عورتوں کو
 بکڑیے دیہات کو جلاتے قتل و غارت کرتے چہتے تھے اس فتنہ و فساد پر پٹا غوب سر
 سخت عاجز آکر آخر کار صاحبان انگریز بہادر نے کہ ہر وقت مصلح کار اور مددگار سرکار
 آصفیہ کے تھے انکے شرف و فساد کا اصلی باعث تلاش کیا اور کمر ہمت جیت باز بکرا انکے
 تلخ و قبیح کی شکری۔

استیصال کی سلطنت پونا اور باراؤ میٹوا کا مقید ہونا۔

شہر اکرم صاحب سردار انگریزی نے بت لگایا کہ اس تمام فتنہ و فساد کا بانی مہادیو ماجی

پیشوا دالی پونا ہے اور اسی کی استعناک سے چند مہرے ملک کو بے چراغ کرتے ہوتے تھے اسی بنیاد پر بابے راڈ سے چار ہزار فرخ بنڈارون کے استعمال کے لئے طلب کئی لیکن اوس نے کچھ خیال نہ کیا اس پر سرکار عالی اور مسٹر مالکم صاحب کو ہر دو پر اگمان ہو گیا کہ یہی بانی مانی فتنہ و فساد بنڈارون کا ہے۔

پس فوجین بابے راڈ کے ملک پر روانہ ہو لیکن پہانک کر خیر پونا چارون طرف سے گھیر لیا گیا بابے راڈ بھاگا فرخ انگریزی بھی برابر اوس کے تعاقب میں لگی رہی آخر کار مسئلہ زمین بابے راڈ پیشوا نے بعد فلول و فرار بسیار اپنے تئیں مالکم صاحب کے سپرد کر دیا اور ایک لاکھ روپیہ ہاتھ پیش لیکر ٹھہر میں لب دریائے گنگا رہنے لگا اور دولت صد سالہ برہمنان پونا کو اس طرح غارت کر دیا اوسکا سلاطین صاحبان انگریز بہادر کے حکومت میں چلا گیا اور تمام مالی منافع بھی انہیں کے ہاتھ لگا۔

جنگ مبارز الدولہ بہادر باجمیت سرکار انگریزی

نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد کا یہ بھی ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ شیرین شریہ خان بازار چاؤنی کے درزیوں سے لڑکر مرشدزادے مبارز الدولہ بہادر کے پاس آکر پناہ گیر ہو گیا رسل صاحب وکیل سرکار انگریزی نے حاضر دربار ہو کر عرض کیا کہ مرشدزادہ مبارز الدولہ بہادر نے ہمارے مجرم کو چھپا لیا ہے اور غلطی اللہ کو اذیت پہونچاتے ہیں نواب فلک رکاب نے ارشاد فرمایا کہ بندہ بست کرو۔ رسل صاحب اتنا حقوہ سنکر مرشدزادے سے آمادہ بیکار ہو گئے۔ لیکن نواب نیر الملک بہادر نے کہا کہ مرشدزادہ نکلا انتظام ہم کرینگے۔ دوسرے کی حاجت نہیں ہے۔ مگر رسل صاحب نے نہ مانا اور کہا کہ حضور سے حکم ہو ہے پس ایک ہزار فرخ اور دو صرب توپ سے دو انگریزی سردارون کو مرشدزادہ مبارز الدولہ بہادر کے مکان پر بھیجا اور اس لشکر نے مکان کو چارون طرف سے گھیر کر توپیں داغنا شروع کیں مطلب یہ تھا کہ سکندر

اگر نیری کا ریاست پر رعب بیٹھے اور پھر کوئی مرشد زادہ اب کا حکم سے لیکن مرشد زادہ سازد اللہ
 کے بڑے جری سپاہی تھے آئادہ جنگ ہو گئے اور ایک اگر نیری سردار کو تیرے ملکر آباد
 سردار نے حصہ میں اگر چار دن طرف تو بین مارنا شروع کین اور ہر سہ بھی مرشد زادے
 کے سپاہ نے بندہ قون سے خبر لینا شروع کی یہاں تک کہ سپاہ انگریزی یہاں آگئی اور
 ایک مہشی جو ان نے جا کر انگریزی ٹوپ پر قبضہ کر لیا اور اس کا منہ پھیر دیا ممتاز الدولہ
 داماد نواب فلک رکاب بھی اس میں شامل ہو گئے۔ پھر تو تانائون نے بھی ان پہلے گئے
 ہو وہیں کو خوب خبر لی رسل صواب اپنی لشکر کی بیگزنی پر سخت کڑھے اور رات کو کثرت
 آہستہ سو گورہ فرج لیکر بلدہ میں داخل ہوئے اور راجہ چند دلال کی بارہ درمی میں بیٹھ کر
 دوسری لڑائی کی فکر کرنے لگے اور کہا مطلب تھا کہ اس طرح سے کلمات امور میں بھی
 خلل ڈالا جاوے لیکن راجہ چند دلال نے ثابت جنگ رسل صواب کو کچھ روپیہ دیکر
 فوج کو چھاؤنی کو واپس کر دیا یہ بہت بڑا کام ہوا۔

مجدد راجہ صاحب حضور میں حاضر ہوئے اور رسل صواب کے پاس جلسے کی اجازت
 لے کر کوٹلی میں داخل ہوئے اور بعد بہت سے سوال و جواب کے یہہ تجویز فرمادی کہ
 چند روز کے لئے مرشد زادگان مبارک الدولہ بہادر اور مصدام الدولہ بہادر اور
 ممتاز الدولہ بہادر کو قلعہ میں لے جاتے ہیں تاکہ حکم دیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خطاب جہار اگلی راجہ چند دلال بہادر

اس کا رگزار سی کے صلہ میں راجہ چند دلال کو خطاب جہار اگلی و علم و تقارہ اور منصب
 شش ہزاری شش ہزار سوار کا عطا ہوا اور حضور پر نور میں ان پر کامل اطمینان و
 اعتبار ہو گیا۔ مسئلہ اس کی وہ اذیلتی جو کو نواب سکندر جہا و بلخ قدسیہ میں مدنی افرو
 ہوئے یہاں نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمیعت اور ٹوپ خانہ کو ملاحظہ حضور
 انور میں گذرانا نواب فلک رکاب اس فرج کے ملاحظہ سے بہت خوش ہوئے۔

ملک دکن میں دیا ہندوستان کا دور شور

سلسلہ ۱۲۳۱ء میں دیا ہندوستان کا دور شور
 نے اپنے اپنے خاندان کے بوجہ پوجا اور غل کے راجہ چند لال نے بھی جا رہا اور بارہا
 میں پوجا کی اور بہت سارے دھرم پرچاروں کو تکر دیا اس زمانہ میں بہت سے مسلمان بھی
 وہاں کے خوف کے مارے ہندوؤں کی طرح پوجا کر کے اسی حالت میں مرکز فانی السقر ہو گئے
 ہندو دیا ہندوستان کی خوفناک تھی کہ سلسلہ ۱۲۳۱ء سے سلسلہ ۱۲۴۱ء تک جو میں برس ملک میں پہلی
 یہی کہیں کہم جراتی تھی اور کہیں ہیر نور شور سے نمودار ہوتی مخلوق کشیا کے ہاتھوں سے
 برباد و تباہ ہو گئی اسی ہندوستان کے مذکور میں ایک روز کچھ ہندو لوگ سوانگ بنائے
 ہوئے پوجا کر نیک لئے دیول کو جلتے تھے مگر سے مرغ وغیرہ ان کے ساتھ سجائے ہوئے
 تھے جب یہ لوگ مکہ مسجد کے سامنے دروازہ پر پہنچے مکہ مسجد کے ہندوؤں نے جہ مارا
 کہیل بگاڑ ڈالا اور سب کچھ لٹ لیا اور ایک چند مکہ مسجد میں کپڑا کر کے ہندوؤں سے
 ادا دیکھا رہو گئے اور دین دین دین بھی ہندوؤں کی ٹوڑ پھوڑ کر مساکر ڈالین اور
 یہ بہت ہی سخت گئی کہ اسلام و کفر میں تلوار چل پڑی لیکن راجہ چند لال نے فحاش
 کر کے اس فتنہ و فساد کو فرو کر دیا اور خیریت گزری۔

جنگ مسلمانان شہر بامہدویان چیل گورہ واقع بلوہ حیدر آباد

وہ جنگ جو اور خوارقو میں جو نواب نظام علی خان بہادر کے عہد میں ہمیشہ جنگ و جدل
 میں مصروف رہتی تھیں اب اس زمانہ میں حیدر آباد میں کیونکر بیکار ہو سکتی تھیں جب
 مخالفین سے کوئی لڑائی نہ رہی تو آپس میں ہی گفت و سخن شروع ہوا چنانچہ ساکنانہ
 ہمدویان چیل گورہ سے مہج میں آیا جو سلسلہ ۱۲۳۱ء کی واردات ہے یہ ہمدوی لوگ
 نواب سٹاپ میر نظام علی خان بہادر کے عہد میں چیل گورہ میں آباد ہوئے۔ اہلیت
 انکی یہ ہے کہ شمس الامیر شیخ جنگ بہادر کو علاقہ بانگاہ میں دس ہزار سوار رکھنے

حکم ہوا تھا۔ ادھنیں سواروں میں دلدار خان مجددی جہدہ اپنی قوم کے دوسرے سواروں کی
 ملازم شمس الامرا ببادر ہوا اور خیل گوڑہ میں دلدار خان نے اپنا سکن و مقام بنایا۔ یہاں
 سلام کے لئے ہر روز بارہا میں حاضر ہوا کرتا تھا جس کے قریب جایا ہوا سواروں کو قوم مجددی
 رسالہ ارسلو جاد بجاو درین نوکر ہو گئے اور خیل گوڑہ اس قوم کے تاجروں اور نوکرانہ
 پیشوں سے خوب آباد ہو گیا۔ یہ لوگ قومنہ بھی دیا کرتے تھے۔ ادھنیں کی قوم کا ایک
 پیرزادہ سلطان میان نامی اعظم الامرا ارسلو جاد بجاو کی سفارش سے دوسرے
 سواروں اور پیادوں کا سردار مقرر ہوا اور محلات کنگ گری اور گنگا داتی اس کو
 سرکار سے عطا ہوئی۔ یہاں تک کہ اس قوم کا ہستار اعظم الامرا ارسلو جاد اور
 میر عالم ببادر کی جہدہ دوانی و مدار المہامی میں بہت کچھ چک گیا تھا۔ بعد ازاں
 مجددی کے سرخیل قوم مجددی تھا یہ لوگ اپنے قرضداروں سے بہت بُری طرح
 پیش آنے لگے اور مخلوق خدا کو نہایت تنگ اور عاجز کوئے سلطان میان پیرزادہ
 بھی ان کے قرضدار تھے اور ان سے اچھی طرح سلوک کیا کرتے تھے اور قریب تھا
 کہ انکار و پیہا داکر دیتے لیکن مسئلہ کی ۲۸ رمضان کو جبکہ اس قوم کی شہج
 رات کے وقت ہو رہی تھی۔ سب شخص قوم سلمان زنی سے پیرزادہ سلطان میان
 کے مکان پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا۔ پیرزادہ صاحب بھی ان سے بھلا ہرستانہ
 پیش آئے اور سب گلگیر خان کے مارے گئے محمد صاحب میان زنی ہو کر نکل گیا لیکن
 یہ ساتون شخص بھی مارے گئے۔ مدد دہیہ قلعہ تو ادھر فہیل ہوا اب پڑی لڑائی
 کا ذکر سننا چاہئے۔

جہدہ یان خیل گوڑہ سے سلمانوں کی لڑائی

اس واقعہ کے چند سال بعد دلدار خان مجددی نے ذکر کا بیٹا یسین خان نامی مشیر آباد
 میں ایک درزا ایک مسلم سے کہنہ لگا کہ ہمارا دین کیوں نہیں قبول کرتے کہ حدیث

سے ثابت ہے اس نے کہا ہم اہل سنت و جماعت ہیں اور ہمارے خیر گرج بھی سب ہی
 مذہب رکھتے تھے لیکن پیر اس نے وہی بات کہی اور ستائے مجبور ہو کر کہا کہ اگر مولوی
 عبدالکریم صاحب کہیں کہ مذہب تمہارا سچا ہے تو میں البتہ قبول کر لوں گا۔ پس مولوی
 عبدالکریم صاحب کے پاس مسجد جلوخان میر عالم بہادر میں آئے اور یسین خان
 نے مولوی صاحب موصوف سے سوال کیا کہ کچھ فضائل مہدی بیان کیجئے مولوی صاحب
 نے فرمایا کہ کس مہدی کے فضائل بیان کروں مہدی دو ہیں ایک ہمارے مہدی علی
 ادکا طور نہیں ہوا اور ایک تمہارے مہدی کہ ان کی ہمدویت ہمارے نزدیک ثابت
 نہیں ہوئی۔ یہ بات سن کر یسین خان غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ مہدی ہمارے ہی ہیں
 اور تمام انبیاء علیہ السلام سے فوق رکھتے ہیں جو کوئی ادکا قابل نبودے کا فر خلق
 ہے اور مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ فساد دیکھ کر حکم دیا کہ اسکو مسجد سے باہر
 خاندہ لوگوں نے اسکو مسجد سے باہر کر دیا لیکن اس کی بیٹیا تانی بین یسین خان کی بیٹی
 پر خفیہ سازشیں آگیا اور ایک وقت پرے خون کے نکل آئے۔

یسین خان جلوخان کے حرم پر بیٹھ گیا وہاں ایک مہدی نے اسے دیکھ کر بہ خیر
 مہدیوں کو پہنچائی قریب شام کے بیٹھا مہدی ہنگامہ کے جلوخان کے دروازے
 پر جمع ہو گئے خیر الملک بہادر اس معزز علم کثرے کرنے کے لئے کہ سلخ ذی الحجہ
 چہتہ میں چلے گئے تھے انہوں نے ہر چند جاہا کہ ہنگامہ فرد ہو جاوے اور اسی غرض
 سے حکیم خاں بہادر خان کو مہدیوں کے پاس بھیجا انہوں نے ہر چہ سچا باگو مہدیوں
 نے ایک نہ سنا بلکہ اور زیادہ ہنگامہ برپا کیا اس آئنا میں داظم خان بہادر خشتی
 بہادر مندوڑی کہ مذہب سنت و جماعت رکھتے تھے وہاں پہنچے اور مولوی صاحب
 کہا کہ آپ بیان سے چلئے مگر مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ میں تھیں
 تو میرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا تھا کہ عبدالکریم خیر گرج

جاوہان تیری امید شہادت پوری ہوگی اس لئے اب میں یہاں سے نہ جاؤں گا اور
ہرگز مسجد کو چھوڑ دوں گا۔

غیاث خان پروردی نے کہ سوارفیل شاہر چند جاؤ کہ مسجد میں گھسوں لیکن وہاں
اور حسن خان نے منع کیا اور کہا کہ یہاں غیاث خان مناسب نہیں ہے کہ خانہ خدا
میں غم فساد برپا کر دو ورنہ یاد رکھو کہ قیامت تک ہمارے تمہارے درمیان میں تلوار
چلتی رہے گی اس بیچارے غریب مولوی پر اس قدر ظلم خدا روا نہ رکھے گا۔ مگر اس
غیاث خان نے کچھ نہ مانا آخر فرین سے غمناک چلے گئے اور غیاث خان مارا گیا اور
بھی شہید ہو گئے من خان نے سخت حملے کئے اور بہت سے زخم کھائے آخر بہت سے
جہد دی اندر گھس آئے اور بندوقون کی باڑہ مارے اس سے آج میر خان اور
ایک عرب کہ نازست مزب پر رہا تھا شہید ہو گئے۔ بعد میں غیاث خان اور بہت سی
جہد دی مولوی عبدالکریم صاحب کو ڈھونڈنے لگے مولوی صاحب نے آواز دی کہ
اگر آؤ نا میراں میں یہاں پر ہوں میں مرد و عورتیں خان مولوی صاحب کے سینہ
پر چڑھا اور خیر سے شہید کر ڈالا جب مہدیوں نے دیکھا کہ اب کوئی ہمارا مقابل
نہیں ہے تب مسجد میں بیٹھا اپنی تسبیح پڑھی اور اپنے چھوٹے مقبولوں کی لاشوں کو
جو عظیم خان اور حسن خان بہادر کے ہاتھوں سے قتل ہوئے تھے اٹھا کر لے گئے
مردان شہر اس واقعہ سے سخت متحیر رہے کہ حضور کے طرف سے کچھ انتظام نہیں ہوا
سبب اس کا کیا ہے کہ سید نعمت جہد دی اور وہ میر کارگان نے حضور میں جا کر
کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنی جہالت سے اسے گئے فوم حد دیکھا کہ حضور نہیں
دوسرے روز غرہ محرم سنہ ۱۰۴۰ کو کوئی واقعہ تازہ نہیں ہوا جب یہ خبر وغایا

۱۔ جانا ہر کتوی دشمن جان ہے میرا ۲۔ یہ نصیب غم سے بچے فون کی بو آتی سیب۔

سید نصرت کی مردان شہر کو معلوم ہو گئی تو ۲ محرم الحرام چار شنبہ کے روز سید نور الدین علیا
نے نامی علمائے شہر کو لکھا کہ رکن رکنی مذہب سنت و جماعت مولوی خان عبدالکریم صاحب
کا خون بے گناہ کیل گیا اور کچھ بند و بست اور سکا ہوا اب ہم سب کو ذبح کیا جائے گا کہ ہم
سب ملکر قصاص لیویں ورنہ میں شہر سے چلا جاؤں گا کیونکہ ایک عالم شہید ہو چکا اب دیگر
کیونکر بچ سکیں گے پس نامی علمائے اتفاق کر کے کہ مسجد میں وقف کیا اور خلعت خدا
کو جمع کیا۔

جب یہ خبر راجہ جند ولال کو پہنچی اور نہوں نے علماء و دین اسلام کو عزت خان جمدار
کی زبانی کہلا بھیجا کہ جمع ہونا آج اس معاملہ پر بہت درست ہے ہم بھی آپ کے ہمراہ ہیں مگر
کہ مسجد محلات حضور کے قریب ہے اگر جامع مسجد میں یہ جیت فراہم ہو تو بہت بہتر ہے
علماء کہ مسجد سے ٹکڑا جہ مسجد میں چلے آئے لیکن مردان شہر نے ایک نشان بنام
جہنڈہ محمدی حرم چارکان برکھڑا کیا اور قریب ایک لاکھ سیلہ آدمیوں کے اس
محمودی جہنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اگرچہ سسرکار سے بہت کچھ فہمائش ہوئی مگر کون سننا
تھا اس اثنا میں علمائے کہا کہ جب تک شریعت بیاہ ذوالفقار خان بہادر چار سے شہر
نہو دین سارا مجمع لا حاصل ہے۔ یہ سن کر شیخ حیات اللہ قاضی صاحب کو بھی لے آیا ان کے
آتے ہی مطلق اللہ کی آمد و شد حد سے زیادہ ہو گئی جسکو دیکھ کر مستعد جنگ و آواز دہ بیکار تھا
جب یہ خبر مجددیان چیل گوتہ کو پہنچی تو قفل کے طرے اڑ گئے ہوش و حواس پران پر
اور اپنا دکیل راجہ جند ولال کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ جہاں جہاں مالک ہیں جیلر مکن ہو
ہو بجا دین ہم یسین خان کو جہنم ہو کہ عبد الکریم صاحب کے دینی میں اوہر سے ملو
نے جواب دیا کہ ہم یسین خان کو نہیں لیتے اگر جاری تسلی خاطر منظور ہے تو بخشش
کو دیدنا کہ قصاص برابر ہو جاوے۔

روز جمعہ ۳ محرم الحرام ۱۱۳۱ھ کو جب کہ مسجد کے دو آواز مجاہد کے لئے کہہ لے گئے یہ

ملکت مسجدین داخل ہوئی اور تمام سرگرمیوں کو ختم کر کے حافظ حاجی میر خلیل الدین حسین صاحب
مولوی حاجی سید نواز الدین صاحب و مولوی غلامی صاحب خلیفہ کے سجد و قاضی صاحب
شریت پناہ کے کہ مسجد میں جمع ہوئے بعد ازاں ناز جہ نام علمائے خلعت خدا کو جہاد پر
مکرتیں و ترغیب دلائی اور کہا کہ اس سرگرمی میں جو مجاہدین شہید ہو گئے وہ شہیدائے بدر
و اُحد و عین کے ساتھ ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اطمینان کے۔ اور بڑے
بڑے مراتب پادین گئے۔

یہ سنئے ہی نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و دیگر عبدالرحمان و سپاہیان
و متعلقہ مجاہدان و عبدالرحیم خان و پیر احمد خان و محمد خان گلگانی وغیرہ ہزار لاکھوں کہا
مردمان کے ہمراہ اوشہ کھڑے ہوئے اور دروازہ یا قوت پورہ کو کہو لکر شہر سے باہر
جھیل گورہ پر پہنچے۔ مہدوی بھی مستعد بیکار ہو گئے اور چار گھڑی دن رہے طرین
سے آتش جہاد و قتال شعلہ زن ہوئی۔ نیاز بہادر خان بہادر کے مقابلہ میں کہ تنہا
تھے اور جیت اپنی منصور خان بہادر کی ملک کو بھیج دیتے ایک شخص شمشیر خان مہدوی
آیا اور دونوں کو مارے گئے نیاز بہادر خان بہادر شہید کی نش اوٹنے کے ملازم ہونے
ساتھ مکان کو لے گئے منصور خان بہادر کا ہاتھ سبزہ سیان بست سالہ بھی بہت سے
حملہ آور مہدویوں کو قتل کر کے شہید ہو گیا منصور خان بہادر نے بھی بہت سے مخالفین کو
مار کر شہریت شہادت نوش کیا اور اوی کی قوت مہدوی لیکر ہلاک گئے۔ مرزا فیروز علی
بھی بڑی دلیری سے لڑا اور بعد قتل بسیار شہید ہو گیا محمد خان گلگانی نے صدارت
سیدان کا رزار میں ڈال دین اور چند زخم کھا کر مع امانت اللہ خان اپنے بیٹے کے
زندہ و سلامت بچ آئے۔ کونیاں جہاد کا بیٹا غلام حیلانی خان بھی صدارت کو زخمی
و قتل کر کے زندہ و سلامت آگیا۔ یہ سبب قرضداری مہدویوں کے قیدی میں
اس غصہ سے خوب خوب قتل کئے۔ شیخ حیات اللہ جو بانی مہدوی اس بلوہ عظیم کا خاست

سے دشمنوں کو تہ تیغ بیدار کر کے زندہ و سلاست آگیا اور میدان جنگ کو گولہ بار بنا دیا۔ پہرہ
 شخص لباس زری پہن چڑھے مفرق بزرگ تالوائی میں جدھر چل کر تا اور جس طرف چلنا
 تھا سب بھان لینے تھے اور اوسکی جوامزوی برآفرین کرتے تھے میں جوان تھبہ بگن لگی
 کے جو سرکہ جنگ میں شریک تھے نہایت جوامزوی سے اڑے اور بے انتہا جہد و یون
 کو مار کر سب کے سب شہید ہو گئے عربوں نے پھر مات گئے تک برابر بند و قین باہر
 اور بے انتہا مخالفین کو تھاک ملا یا سا اور آخر کار مدد یون سے میدان خالی ہو گیا آخر
 لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں بہت سے جہد دی بھاگ کر اپنے چیل گورڈ میں دیکھتے
 میدان کو خالی پا کر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے باقیانہ جہد دی اپنے چیل گورڈ
 میں پریشان تھے کہ اب کیا کریں دیکھتے صبح کیا ہوتا ہے۔

جس وقت اس ہنگامہ کی خبر نواب سکندر جہاد کے حضور میں پہنچے اور امیران
 و حکم خواران سرکار کے اسطرح بیکم لاسے بھاگنے کی اطلاع ہوئی وقتاً فوقتاً سلطان
 قہر لپی کے طرح جوش میں آیا اور اوس وقت آدھی ماٹ کو بنام راجہ چند دلال حکم سکندر
 صادر ہوا کہ جہد دیان ناہنجار نے ہمارے ملک پر درودہ امیران سکندر کو اس طرح قتل کیا
 ہے تمکو چاہئے کہ فی الفور جمعیت انگریزی یقین الوال کو طلب کر کے چیل گورڈ کو خاک میں
 ملا دے تاکہ صبح کو چیل گورڈ کا نشان تک باقی نہ رہے۔ راجہ چند دلال نے کہ خود قتل کیا
 بیٹھے تھے فی الفور حکم سلطان سے سرداران چادنی الوال کو اطلاع دی اور صرف
 چار گھڑی کے بعد جہاد ہزار فرج مع دس فوج توپ قلعہ شکن کے۔ بارنٹ صاحب اور
 مارٹن صاحب وکیل اور مدین صاحب لیکر چیل گورڈ کے سر پر آجود ہوئے اور
 چادنی طرف سے گھیر لیا۔ صبح صادق تک جہد یون کو خبر بھی نہیں ہوئی کہ ہم کس
 کے قبضہ میں گرنا رہے ہیں۔ صبح دم جب ادھون نے کہا کہ چری گئے پر آگئی اور
 اب کوئی صورت جان سچنے کی نہیں رہی۔ شاہ عالم خان جہد دی کہ عالم خان کے کانا

شہور تھا سرداران انگریزی کے پاس جا کر گئے لگا کہ بن خاموش اسے مکان میں بیٹھا
 اوس جگہ سے بن شریک نہ تھا بن خیر خواہ سرکار ہوں آپ سہی ضیافت قبل از
 سرداران ذکر سے صاحب دیکہ اگر تم شریک بلو نہ گئے تو لا زم تھا کہ راجہ صاحب کے
 حضور میں حاضر رہتے ان مہدیوں میں کیرن شریک ہوئے۔ اب ہم صرف حکم
 کے حضور میں ہو کر آپ کی دعوت سے کیا کام ہے۔ ہم ہر من کل مہدیوں میں ان کے
 نہ ہر من کیا نے ضیافت و مہمان بننے کے۔ شریف ہو جائے اور اپنی طرف کیجئے۔
 میرا دم و سر اس حکم کو اب تک رکاب کے حضور سے بعد غیظ و غضب صادر ہوا کہ کیا
 اپنے ملک کو اب کی آمد نہیں آئی لہذا جلد سیر کریں۔

چاکر راجہ چند لال نہایت ترحم شایستہ اور ہونے مہدیوں سے کیلئے بھیجا کہ حکم حضور
 تمہاری بیخ و بنیاد اڑا دینے کے لئے صادر ہو چکا ہے لیکن جملہ یوں اور مہدیوں کی بیگانی
 پر ترس آگئے۔ اس لئے حضور پر نور میں تمہاری طرف سے عاجزی اور مذہبات
 کے لئے حرات کرنا ہوں خدا شتہ کے میری امید بر لاوے اور غرور میرا درجہ قبولیت پر
 ہوئے۔ خیر وار اب کی مرئیا اگر تم میں سے ایک نے بھی کوئی حرکت کی تو بار ہے کہ غلظت
 ملک بھی تمہاری قوم کا زندہ نہ بچے گا حکم قتل عام کے لئے صادر ہو چکا ہے ادھر
 مہدیوں لوگوں نے جب یہ خبر سنی راجہ چند لال کے کہنے کو ہزار جان قبول کیے
 اسے دم و دم واپس کی طرح کہنیا اور راجہ صاحب کے نہایت معنون منت ہوئے اور
 کہلا بھیجا کہ جہم غلظت اور ان کے حق میں جو کچھ بہتر جائیداد میں لا دین۔ آخر کار راجہ چند
 نے حضور میں جا کر عرض کیا کہ تمام مہدیوں نے سرداران انگریزی کے سامنے تمہارا
 رکھ دئے اور حضور کو دعا و سلامتی و دولت و اقبال دیکر کہنے میں کہ جن جاہلون نے فحارت
 کی تھی وہ اپنی سزا کو پہنچے۔ ہم تم کو اردن قدیم سے کبھی کھراچی ہوگی ہم ایک روز تمہارے
 سب لشکر قی حضور ہونے والے ہیں اور اب جو سامنے اندھا دہر دولت مشغول ہیں اب

پہرہ دسہ احادیث ہوا سنک لیدین جوار ہدی لڑکے مقام کرنل سے ٹکڑ پر نشید

نوٹ مشعل صفحہ (۶۲)

شیخ سلیم خانی کا مدد کامل عائدہ کہ مندر سے ج کر کے بیان میں وارد ہوا اور جن میں مقامات انشیا
کی طریقہ فرقہ ہدیہ اختیار کیا۔ یہ فرقہ سید محمد جو خیری کو ایام ہدی دو مرد سچا ہوا
میر سید محمد میر سیدناں کا بیٹا تھا اور نوین صدی کے وسط میں چمپور میں پیدا ہوا۔ سلطنت
جو خیری کی برادری کو آثار قیامت میں سمجھا تھا اور اس زمانہ میں جو اخلاقی عیبت غریب
دفع میں آئے اور اسے لوگوں کو سمجھانا کہ قیامت آگئی ہے اور کہنا تھا کہ آسمان سے بارش
آئی ہے کہ ایام ہدی موعود میں ہوں اس سبب سے اس کے بہت سے مرید پر تہ گئے۔
بھی بہت سے پیدا ہو گئے اور اس کے ہاتھوں سے ننگ ہو کر گجرات میں گیا اور انکا بادشاہ
سلطان اوس کا تعقد ہوا۔ پر وہ گج کو گیا بیان سے بھی وہ نکالا گیا پر ہندوستان کو آنا
کیا فرج اور جو چستان کی راہ سے گجرات میں آنا تھا کہ شیشیا میں سفر آخرت پیش آگیا
اور اسکی فریاد ہو ماضی و مضامت بادشاہ ایران کے آثار گجہ بنی سفیخ علانی کو بھی اس
فرقہ کی وضع پسند آئی۔ اور اپنے آباد اور اجداد کا طریقہ چوڑ چار اسی فرقہ کے مسلک چلایا
مستند ہو گیا اور شہر کے باہر سفیخ عبد اللہ نیازی کے چسایہ میں رہنا اختیار کیا اور بہت
اجاب بھی اہم کے اس مذہب میں غریب ہو گئے۔ ہر روز نانکے بعد قرآن شریف پڑھتے
اس فصاحت و بلاغت سے کہتا کہ مسیحین مکہ دل پر جادو کا اثر کرنا اور یہ سنو دل کو
کام کرنے۔ کیا سب کام کاچ چوڑ کر دنیا سے منہ ہٹو فرقہ ہدیہ کے فقیر فکر بیڑ جاسنہ
یاب منہیات سے توبہ کر کے سید محمد کا کلمہ پڑھتے اور جو کچھ انکی زراعت تھوڑے
مرد سے پیدا ہوتا اور سکاد سوان حدیاد خدا میں صرف کرتے اور ایسا ہی بہت ہوا کہ
بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو اور خداوند نے جو کو اور بی بی سے عائدہ کو جو ہر وہ
اور فقیر اختیار کی۔ اس فرقہ میں جو کچھ نذر دنیا اور خیرات کا تھا وہ سب برابر

جلوس میں آگئے اور محی الدور حکیم لکھنؤ نے یار خان کو قریب مصاحب و مستحق حضور پر نور کو

نوٹ متعلق صفحہ (۶۲)

آپس میں تقیم ہو جاتا۔ اور اگر نہ آتا تو دودھ میں مین فائدہ گذر جائے گا اور اسکا اظہار کسی پر
 نہ ہوتا۔ تھار اور سب تیار۔ ہمیشہ وہ باغی تھے اور بازاروں میں اشتاب کرتے پرتے تھے
 جس کی کوئی کام غیر مشرع کرتے دیکھتے اول اسکو برہط و ہر سچے اور اگر وہ نہ سنا
 تو ہر خبر و خبر سے سیدھا کرتے۔ حکام میں سے جو کوئی اذکار میں و مافوق ہوا اسکے ساتھ
 سلوک کرنے اور جو مخالفت ہوا اس سے انتقام لینے کے دسپے ہوتے۔ شیخ عبداللہ تیار
 نے یہ بیگ ڈھنگ لکھ کر بیان کیا کہ منور فساد برپا ہوگا اس لئے شیخ غلامی کو ہدایت کی
 کہ وہ خدا کے گہر میں جگ کرنے کو جاوے۔ مرشد کے کہنے سے شیخ غلامی اپنی اسی دین میں
 تیار ہوا آدمیوں کو ہمراہ لے چکے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب وہ خراسان پر میں چودہ کچک
 اندر پہنچا تو خراسان جی اسکا مقصد ہوا لیکن جب اسکو اس فریق کی اصلیت پر علم
 ہوا تو وہ اپنی عقیدت سے پھر یہاں شیخ غلامی کو یہ حال معلوم ہوا تو اسکا جانانی دشمن
 ہو گیا اور چچ کا ارادہ فسخ کیا اور بیان میں آٹا چلا آیا۔ سلیم شاہ نے اس شیخ کو اگر وہ میں
 دلا یا۔ جب تیار کو کوئی تقیم دیکر یہاں اس نے۔ شاہ کی نہ کی صرف سلام طلب کر کے بیٹھ گیا
 بادشاہ نے حکیم السلام جواب دیا۔ عبداللہ مخالف بہ مجزوم الملک اور علمائے اسکا شاہ
 اس مذہب۔ بادشاہ کے رو برد ہوا اور میں اس نے نہ کی اور شاہی۔ سلیم شاہ
 نے اسکو چھوڑا کہ اس مذہب سے توبہ کر میں چھوڑ ساری اپنی فکر و کا محنت مقرر کر دوں گا
 گا و نہ کو اس مذہب کا ایسا منت پر ہا ہوا تھا کہ اس نے ایک نہ سنی۔ علمائے اس کے
 عقل کا فتویٰ دیدیا۔ مگر بادشاہ نے پیر اس کے ساتھ رعایت کی کہ اسکو دکن کے طرف
 چھوڑ دینا کہ یا۔ مگر وہ بیان آن کر کہ بل کہلا اور میں نے سائل کو بڑی ٹیپ تاب بندر
 و ہجوم دام سے بیان کرنا مستہرج کیا اسکی ملاقات لسانی کام لگئی۔ امیر لشکر دکن

جبکہ وہ جاہلکان میں عمن کے قریب اپنی سواری میں جا پہنچے تھے بعض نے کہا نے کے
 بہانے سے جہیز سے قتل کر ڈالا اور ان میں سے تین علیہ السلام کو مارا گیا کہ ان کو مسکن مرشد لود
 مبارک الدولہ بہادر کا تھا بہاگ گئے اور ایک چہاہرہ روزہ سے محل کر شہر کے باہر بہاگ گیا
 بموت علی الدولہ بہادر کے مارے جانے کی خبر مبارک الدولہ بہادر کو پہونچی اور یہ سن کر
 کو تلاش کر کے نکالا اور ان کو قتل کر کے اور مکی لاشیں شہر کے دروازوں پر رکھا اور
 حضور پر نور سے بنام طالب الدولہ من طیفان بہادر کو قتل شہر حکم کاغذ ہوا کہ گھر گھر خانہ
 تلاش کریں اگر اس قوم میں سے کوئی کہیں پوشیدہ ہو تو گرفتار کریں اور دروازہ کو
 شہر پر سخت حکم دیا گیا کہ اس قوم کا کوئی شخص شہر میں نہ آئے باجسہ
 نواب فلک رکاب کے سر و شکار کا کچھ
 علیہ السلام نواب فلک رکاب ہنرمیں سیر و شکار سرور کر دہنیت کو عرف لالہ کو روہ اور

نوٹ متعلق صفحہ (۱۰۱)

اوسکے ساتھ ہوں۔ پھر غزوہ الملک نے بادشاہ کو بھیجا کہ اسے حضرت وہ خود ہندی ہو و آفرین
 ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور امام کا ساری دنیا کا بادشاہ ہونا مسلمات مذہبی سے ہے ہر تہا ہے کہ
 اس مقام کو چھوڑ کر حضور کے ساتھ کون رہے گا۔ بہت سے امیر اب بھی اوسکے منتقد ہو گئے اور جو با
 رہے ہیں وہ بھی ساتھ ہر جائیں گے ہر آپ کی بادشاہی کہاں رہے گی۔ اس بات کو بھی بادشاہ
 یوں ہی اڑا دیا اور شیخ ملائی کو بہار میں بھیجا۔ یہاں شیخ بڑے نے اس پر قتل کا فتویٰ دیا اور
 بادشاہ پلاس جبر اور بادشاہ نے پھر شیخ ملائی کو طلب کیا اور سرفت وہ مرض میں مبتلا تھا اور اس کے
 ملین میں ایک زخم تھا جسکے سبب سے وہ اچھی طرح بول نہ سکتا تھا بادشاہ نے پھر اس سے
 کان میں کہا کہ حضرت اس فرزند ہندی سے انکار کر دیجئے۔ لیکن اس نے پھر سنا آخر کار
 بادشاہ نے مولویوں کے ہاتھ سے لاچار ہو کر اس پر تادیب کا حکم دیا۔ یہ سب سے تازیادہ

جسم سے جان کل پہنکی۔ یہاں شیخ کے مرتبے اس فرزند کا اجتماع متفرق ہو گیا یہاں اس کے کچھ

عوس کوہ شریف کا تاشاد یکینے کو تشریف لے گئے۔ اور پیر و بان سے داخل دولتانہ علی
و ایسی کے وقت راستہ میں گرا نواز خان بہادر عہدوی نے نذر گد رانی۔

وفات مرشد زادی فیروز بیگم صاحبہ

۹ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ کو مرشد زادی فیروز بیگم صاحبہ ہمارے ام البیان انتقال کیا
جو کہ نواب صاحب فلک رکاب کو اس صغیر السن صاحبزادی سے بہت محبت ہو گئی تھی
اس لئے نہایت غم و الم ہوا حتی کہ اس کے غم میں جلا کر رو دیا کرتے تھے۔ اسی صدمہ
سے آخر کار بیمار ہو گئے اور پیر و بان پر درم آگیا مگر علاج معالجہ سے آرام ہو گیا
غلام امرا و اعیان سلطنت نے نذر عید وصعت حضور میں گد رانین۔

وفات نواب سکندر جاہ بہادر آصفیہ ثالث

اس آرام ہو جانے کے بعد نواب فلک رکاب نے پیر و بان پر بہتری شرف کی ادبجاری
تے پیر و بان کے ایسی حالت گجاڑی کہ کوئی علاج مفید و کارگر نہ آ کر کار و ازبخت
۱۲۸۵ھ کو پیر و بان چڑھتے روح پاک فردوس برین میں داخل ہوئی۔ آپ کو مکہ مسجد
کے معین میں حضرت قدسید عہد بیگم صاحبہ کے مرقد شریف کے چیلو میں تہ خاک چھپایا
اور آج کا لقب نواب حضرت منزل رکھا گیا۔ چھبیس سال سلطنت کی اٹھادہ برس
کی عمر بانی۔

عمارات عہد نواب سکندر جاہ بہادر

نواب فلک رکاب کے عہد کی تعمیر شدہ عمارات نوید محل۔ فرحت محل۔ دگر محل خانہ
و مرقی محل و جلو خانہ۔ و دروازہ آہنی۔ و نوید محل و سلیمان و حرمہ بنتی و محل
اور دولت خانہ قدیم و دیوانخانہ۔ و سبز بنگلہ اور عمارات باغ تعلیم ملی جو اب تمام
کپتان سدھم صاحب صاحب تعمیر ہوئیں اور اب موجود ہیں۔

نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر کی اولاد

اللہ تعالیٰ نے نواب فلک رکاب مغفرت منزل کو نافرزدان و لبند اور آہستہ مرشد زادیاں
عطا فرمائی تھیں۔

اول۔ سب سے بڑے نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصرالدولہ بہاؤ صاحب
دویم۔ میر بشیر الدین علیخان مصمم الدولہ بہادر۔

سویم۔ نواب میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر۔

چارم۔ میر تقی علیخان بہادر میر بادشاہ۔

پنجم۔ نواب میر سنور علیخان بہادر سنور الدولہ۔

ششم۔ نواب میر ذوالفقار علیخان ذوالفقار الدولہ بہادر۔

ہفتم۔ نواب میر محمود علیخان بہادر۔

ہشتم۔ قمر الدولہ میر داؤد علیخان بہادر۔

نہم۔ نواب مظفر الدولہ میر فتح علیخان بہادر۔

ذکر سر آرائی نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان
ناصرالدولہ بہادر آصف جاہ رابع پٹن

بعد وفات نواب مغفرت منزل کے اسی وقت راجہ چند لال نے نواب ناصرالدولہ

بہادر کے نام سے شہر میں سنا دی کرا دی مگر نواب خورشید رکاب بعد فاتحہ سوم

تیسرے روز جلوس فرمائے سر پر سلطنت ہوئے اور راجہ چند لال اور فیہر الملک

بہادر اور غمیں الامرا بہادر کی نذرین قبول فرمائیں۔ اسی روز کپتان مارٹین صاحب

بہادر ریزیٹنٹ وکیل سرکار انگریزی حاضر دربار جہاں مدار ہوئے اور نذر تہنیت

جلوس چھوڑ کے رو برو گذر گئے۔

بعد ازاں وکیل انگریزی کے تمام چوٹے بڑے نذرین کی گئیں۔ دوسرے روز

جلوس شاہانہ کے ساتھ سوار علی عارضی نزد داخل خلوت مبارک ہوئے اس روز

خاصی میں نواب نیرالملک بہادر دیوان اور راجہ چند لال پرچیکہ بیٹھے تھے۔ اول۔
 مارٹین صاحب وکیل انگریزی اور نواب نیرالملک بہادر اور راجہ چند لال باریاب
 و بارہوسے پیر شامیانہ ظلالی جلوسی میں مسند شاہی پر دونوں افراد ہو کر اقر باطن
 و قلعہ اردون وغیرہ کی غزوہ قبول کیں بعد ازاں محل سبک میں داخل ہو کر محلات کے
 عذر جلوس گزرائی۔

ملک کن میں دو سالہ قحط سالی

ان روزوں میں بڑا قحط پڑا تھا حضور نواب خورشید رکاب نے ملک کی افراط کا کامل
 بندوبست کیا اور بہت سی خلق اللہ کو معیت سے بجا یا یہ قحط دو سال تک رہا۔
 سیر و شکار نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ بہا

اس دو سال کے عرصہ میں سواری حضرت نواب خورشید رکاب کے بغیر سیر و شکار
 اکثر سرد و زکو و نظام گر و قلعہ محمد نگر وغیرہ کو جایا کرتی تھی۔ راجہ چند لال سواری کے
 ساتھ رہتے تھے تصفیہ امورات سلطنت کے لئے بلذ میں ہا کرتے تھے اس سیر و شکار
 میں محلات نواب مغز منزل بھی نواب خورشید رکاب کے ساتھ ہا کرتے تھے

۱۲۴۶ ہجری کے واقعات

اس سنہ میں مجدد نواب خورشید رکاب چار واقعات ایسے ہوئے جو قابل یادگار
 سمجھے آدے۔ پہلے کہ موسیٰ ندی کے زور غر سے خیل باز دئے بل شکست ہو گئی اور
 موسیٰ ندی طغیانی کے ساتھ ہزار گہاسی میان اور حوض جا محل اور ہزار سدی حضرت
 داخل شہر ہو گئی ہزار افراب کے گھر بہہ گئے اور ہزار ہا مردان شہر غریب بکھڑا ہو گئے
 ساتھ دوم۔ وفات حضرت آیات نواب نیرالملک بہادر کہ بعد وفات نواب اعظم الامرا
 ارسلو جاہ بہادر اور میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کے خاندان وزارت میں آیا
 ذیشان امیر کوئی باقی نہیں تھا وقوع میں آئی۔

سلاطین و ملوک و صاحب ممالک و نواب سلطان میان صفت شکن جنگ کا ہے
 اس سال کی خفیل یہ ہے کہ بروز جمعہ الفکر مدبر غاست دربار حضور پر نور و سپاہی
 جو میان میں صاحب میان کے ملازم تھے اور جنگی تخواہ باقی رہ گئی تھی دیوان عام
 حضور میں آئے اور صاحب میان کو سلام کیا اور تخواہ مانگنے لگے اور سناٹا
 میں صند ہونے لگی مردگ صاحب میان کے ہمراہی تھے وہ کچھ نہ بولے اور آخر کار
 لڑائی ہونے لگی یہاں تک کہ صاحب میان اور وہ دونوں سپاہی قتل ہو گئے اور
 ہزارا خسوس بہر اور دن فرج کا سردار اس طرح خود لڑ کر بچا رگی کے ساتھ تین روز
 محل شاہی کے اندر قتل ہو جاوے اور کوئی ادسکی درد نہ کرے حقیقت میں تمام کو
 مخفی طور پر مجبور ہونے سے ہوئے تھے اسی سبب انہی آنکھوں سے اپنے سردار
 کو قتل ہونے دیکھتے رہے اور کچھ نہ کہا۔ اور نہ کچھ کیا۔

ساتھ چارم۔ مرشد زادہ نواب مبارک الدولہ بہادر کا ہے۔ مرشد زادہ بہادر نے
 چند روز پیشتر وہ ہیلون کی جمیعت نوکر کے تھے ان روزوں میں ایسا اتفاق ہوا
 کہ کئی ماہ کی تخواہ سبب بعض اسرار و سلطنت علاقہ دیوانی سے مرشد زادہ بہادر
 کو نہ پہنچی اس پر مرشد زادہ بہادر نے چاہا کہ کار پیدا کران سرکار کو متنبہ کیا جاوے
 اور اسی بنا پر کچھ تہوڑی سی شور و شغب مچائی گئی۔ اس پر کار پر وازان سلطنت نے
 تہوڑی جمیعت انگریزی ملازم سرکار طلب کر کے مرشد زادہ کو قلعہ محمد نگر میں جیل
 جانے کے لئے مجبور کیا۔ آخر کار مرشد زادہ بہادر اپنے مقام و مسکن کو ملے علیہا
 سے اپنے نامی کارخانہ دہلیاں کو لیکر قلعہ محمد نگر میں چلے گئے وہ سال
 مدد پر قلعہ مدد راہ میں آنے کی اجازت ہو گئی اور مرشد زادہ بہادر اپنے
 مسکن و مقام پر ورنہ افزہ ہو گئے۔

میں سالگرہ نواب مامولہ و دیہادہ

اس عقد کے بدھن سالگرہ حضور پر نور شروع ہوا اور صد امیرون کو خطاب و منصب
 و جاگیرات و علم و ذہن و تقارہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ اسی میں راجہ چند لال مہاراج
 بہادر بھی راجا یاں راجہ اور منصب شش ہزاری پنچہزار سوار و جاگیر می صل بسیار
 شرف و ممتاز ہوئے۔

جنگ عربان با سکھان

مسکند اکبر میں فیما بین عربوں اور سکھوں کی بڑی خونریز لڑائی ہوئی یہ دونوں
 گروہ سکھاری ملازم تھے اتفاقاً سکھوں نے عربوں کے ساتھ بے عزتی سے پیش
 آنا شروع کیا اور ان کی کچھ حقیقت نہ سمجھ کر اپنے عزیزین آکر جلو خانہ راجہ چند لال میں
 عربوں سے لڑائی شروع کی۔ ایک بار عربوں نے ہتھوڑے سکھ قتل کر کے خاموشی
 اختیار کی مگر جب سکھوں نے پھر شرارت شروع کی تو عربوں نے خوب ہی خبر لی اور
 تقریباً دو سو سکھ قتل کر کے ان کے سر کاٹ کر بال بڑا کر شہر کے بازار و گلی کو جو زمین
 ڈال دیا۔ گویا سکھوں کے سر عربوں کے ہاتھوں میں گر گئے جو کان ہو گئے تھے انکا مال
 و اسباب بھی عربوں نے خوب غلبہ لوٹ لیا اور ان کے گروہ کو دیران و برباد
 کر ڈالا بہت سے سکھ اپنے وطن کو لوٹ گئے اور کچھ پیشی پزیری کے ساتھ باقی رہ گئے
 راجہ چند لال نے آخر کار دونوں فریق کے درمیان منافی را کر صلح کرا دی۔
 عربوں کے جبر و ستم و زیادتی و زور و شور کے
 حالات

اس زمانہ میں عربوں کا بہت زور و شور تھا جو چاہتے تھے وہ کہتے تھے۔ شہر کے لوگوں
 سے داد و ستد بھی کہتے تھے حالانکہ ملازمان سرکاری کے لئے اس کام کے کوئے کی
 ممانعت تھی مگر تب بھی خفیہ طور پر کارروائی چلا یا کرتے تھے۔ جو شخص انکا قرضدار ہوتا
 گویا وہ انکا خانہ زاد غلام تھا۔ یہ لوگ دو جگہ نوکری کیا کرتے تھے۔ ادا دوس کا

یہ انتظام رکھا تھا کہ مثلاً ایک صوبہ کسی امیر کے بہانہ نوکر میں قمار کے دروازہ پر چکا
حاضر رہیں گے اور پچاس غائب۔

یہ پچاس دوسرے دروازہ پر حاضر رہتے تھے اور جب موجودات بجاتے تو سب کباب
حاضر ہوجاتے انکی تخراد فی کس جوہ رو بہ بھر مریخی۔ لیکن انکے بعد ارجاؤش ٹہی
بڑی تخرابین جاتے تھے۔ سرکار سے انکی تخراد ہون میں تعلقات دے گئے تھے یہ
لوگ اسے بعد ارجاؤن سے تخراد وصول کرنے میں بڑا زور شور کیا کرتے تھے۔
ایک بار تو مہلت دیا کرتے تھے مگر دوسری مرتبہ کیا اسکان کہ ایک لوکا وقف ہو۔
تاریخ پڑھنے والے فقہہ مارکر نہیں گئے کہ مریخ کیا لکھتا ہے فوج کے حالات
کیا ایسے ہوتے ہونگے۔ حقیقت میں ادکانا نہیں جاتا ہے ملکی انتظام راجہ جلال
کی بدولت غارت ہو گیا تھا مالی حالت بالکل بگاڑ گئی تھی رعایا تباہ و پریشان ہو رہی
تھی امن چین کا نام و نشان تھا راستے لٹ رہے تھے خود راجہ صاحب کی زمین
ملک میں غارت گری کر کے راجہ صاحب کو راضی و خوشنود کرتی تھیں سلطنت کا
خرج بے حد بڑھا ہوا تھا علاقے فوجن کے سردار دن کے حوالے تھے رو بہ
نہ تھا مجبوراً ملک ادکے حوالے کر دیا گیا تھا اور دو بیت خدا بڑی لٹ ہی تھی۔
ہم اس جنگم پر آشوب و بظلمی کا حال آگے آگے بہت کچھ لکھیں گے اور اوکلی
ضرر کا حال بھی لکھیں گے جسکا انفس آج ہر شخص کے ذہن میں دل پر ہے۔

شادی راجہ نریندر بہادر

ماہ ذیقعد ۱۲۸۶ میں بواب نور شید کا جشن شادی راجہ نریندر بہادر و خلف
راجہ دہراج بہادر و نیر راجہ چند لال بہادر میں رونق افروز ہوئے۔ اصنامی
بانیان شادی کو سوز و ممتاز فرمایا۔

جنگ روہیلہ با جوانان لین

مسئلہ ۱۲۷ میں روہیلہ اور جہانمان لین میں جنگ کا یہ بیان ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک روہیلہ کا رومان میں متصل کسی دوکان پر غلطی رہا تھا کہ اس نے لین میں جہانمان جہان بھی غلط فرماتے آئے۔ روہیلہ اور ادن جو انھوں سے کسی بات پر گفتگو ہو کر لڑائی ہو چڑھی اور روہیلہ اور جہانمان لین مارکٹ میں زخمی ہو گئے۔ پھل دیکھ کر ہر دو فریق کے لوگ جمع ہو گئے اور سخت جنگ ہونے لگی۔ سب سے زیادہ میں کشتیاں لین خود زخمی ہو کر گھر کو چلا گیا اور پچاس جوان اس کے مارے گئے۔ غلام میں خان کشتیاں نے مکان پر پہنچ کر میں ہزار جہان لین کے فراہم کر کے اور لوہے کا ساتھ لیکر دروازہ پل کے باہر مستند پورہ اور کاروان تک فوج کو جا کر کھڑا کر دیا۔

ادھر سے روہیلہ بھی قریب جا ہزار کے جمع ہو کر شاہ شبلی کی درگاہ کی پہاڑوں میں مورچے لگا کر ان کے مقابل آؤٹے قریب تھا کہ ہنگامہ کار زار گرم ہو اور اس سے لوہا بجنے لگے اور ہزار ہا آدمیوں کے خون سے زمین رنگین ہو۔ کہ راجہ چند لال بہادر نے سرداران خوب عبد اللہ بن علی اور جنگ اور کھنچ احمد علی عبادی بربار جنگ کو روہیلہ اور جہان لین کے درمیان میں ڈاکو صلیب کرادی۔ یہ سب سیدہ بود ہا سے دسے پھر گذشت۔

جنگ روہیلہ باعرمان

مسئلہ ۱۲۸ میں روہیلہ اور عربوں کے درمیان ایک سخت طرز پر لڑائی ہوئی تفصیل اس اجمال کی ہے کہ میں یادور جنگ کے مکان پر ایک روہیلہ اور روہیلہ اپنا اپنا فرزند لائے آئے وہاں فریقین میں بعد گفتگو نے سخت طعنہ چلنے لگی اور فریقین کے چار جوان قتل ہو گئے۔

اس جنگ میں سے ہونے ہی نہیں کہ لگی کو جہان میں جنگ سخت بہا ہو گیا اور بہت

عرب روہیلون کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار سرداران عرب نے راجہ چند لال کو نذرانہ معقول دیکر روہیلون کو شہر سے نکلوا دیا اب یہ لوگ باہر دیہات کے زمینداروں کے پاس ملازمت کرتے ہیں بہت سے اپنے وطن کو چلے گئے۔

اہل حدیث کا ملک دکن میں آنا

مشہور عین تمامی ملک دکن میں اہل حدیث کا مذہب پھیل گیا۔ مولوی سید احمد صاحب اس طریقہ نبوی کے زندہ کرنے والے تھے اور شیر سنگھ دالی پنجاب سے لڑکر شہید ہو چکے تھے انہیں کے خلیفہ تمامی ملک ہند میں منتشر ہو کر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازوں کے بدولت خراب ہو رہا تھا لوگوں کو بتلاتے اور تاریکی سے نکالتے پھرنے لگے جگہ جگہ اصلی مطلب یہ تھا کہ اس پاک اور مقدس دین میں دنیا پرستوں اور کابلوں کی بدولت جو جو ایجاد خرابیاں برپا ہوئی ہیں وہ دفع کیجا دین اور وہی چشمہ صافی جسکی نہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالے تھے پھر مرنین کے دلوں اور جگر وں میں جوش مارے۔

چنانچہ انہیں خلفائے اہل حدیث میں سے دو شخص مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی سلیم صاحب دار بدہ حیدر آباد ہوئے اور انہوں نے یہاں کی مخلوق کو راہ راست پر لانا شروع کیا اور اصلی احادیث کے ترجمے رسالوں کے ذریعہ سے شائع کرنا شروع کیا علماء بدہ حیدر آباد کو یہ سچا امین محمدی کب پسند آتا تھا اور وہ کب جانتے تھے کہ مرشدوں کے گنبدوں سے جنگی بدولت اور کوبے ہاتھ باؤں ہلے جنین سے روٹی ملتی ہے۔ ٹھکڑے مذہب کو پھر شائع کرین اس سے تو اونکی عیش و عشرت میں خلل پڑنا تھا پس یہ سب بلوہ کر کے ان دونوں مولویوں کے پیچھے پڑ گئے۔ کسی نے شرک کے الزام لگایا کسی نے کفر کے فتویٰ دئے آخر کار ان کے شرورشی کا عمل موکو ولایت علی صاحب سے ہو گیا آخر کار اسکی دوسری جگہ یہی اونکی جانیکی ضرورت پڑی اسکی وہ بیان سے

مولوی صاحب نے کسی طور سے مرشدزادہ مبارز الدولہ بہادر تک رسائی پیدا کی اور
 انکو مکرہات دینی کی خرابیاں سمجھائیں چونکہ مرشدزادہ بہادر عالم شخص تھے فوراً وہ
 ساری حقیقت پر باہر ہو گئے اور خود انکے یہاں انکے حکم سے جو جو کام بدعت کے
 ہوتے تھے وہ سب بند کر دئے کہتے ہیں کہ تین سو مشعلی صرف اس کام پر نوکرتے
 کہ وہ درگاہوں پر روشنی کیا کریں یہ سب موقوفہ کے لگئے۔ اور مولوی سلیم صاحب
 کے قیام نے اوپر ایسا اثر کیا کہ مرشدزادہ بہادر کو سوائے تحقیقی مسائل اصلی شریعت کے
 کے اور کوئی بات پسند نہ آتی تھی اور نہ کسی کی بات سنتے تھے نہ کسی کی باریابی آنکے
 پاس تک ہوتی تھی۔

سامان نجیب السلطنہ

یہی کام ایک اس گرد نے اپنی بربادی کا کیا مناسب تو یہ تھا کہ جس آزاد اور مول
 گورنمنٹ کی حکومت میں انکو یہ آزاد ملی تھی اسکی غیر خواہی میں جان لگا دیتے
 اور اسکے استحکام کو تہیہ سچے مذہب اور سچے دین کا استقلال سمجھنے کیونکہ اب دین
 اسلام کے لئے حکومت کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی اسکی سچی تعلیم اور سچے جذب
 متعالی نے اپنے فطری آئین کو خلق اللہ کے خلوص میں پورا پورا اثر ڈال دیا تھا یہ
 تھوڑے سنبھالنے کی کیا ضرورت تھی حکومت کس لئے درکار تھی۔ افسوس ہے کہ وہ آزاد
 بہت جلد اسے ہاتھوں سے نکل گئی اور گورنمنٹ انگریزی اس سرسبز کے دشمن ہو گئے
 کہ بدوین کے بیٹے والے پھر سجاد سنبھالکر بیٹھ گئے اور پھر وہی حالت بگڑی کی بگڑی
 ہوئی آج تک موجود ہے۔

ان مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ مبارز الدولہ بہادر کو سمجھایا کہ دنیا میں بادشاہوں کا
 یہ طریقہ رہا ہے کہ جب انکی سلطنت ضعیف ہونے لگی اور فوج ملازم سے کچھ کام نہ نکال سکا
 تب انہوں نے ایک نیا مذہب ایجاد کر کے بہت سے لوگوں کو فراہم کر لیا اور ایک پر

مقتضی فرج بنالی اور اوسے کے ذریعہ سے بڑے بڑے سلطانوں کو غارت و تباہ کر کے اپنی حکومت کا نقشہ چالیا ہے اگر غلاب عالی اس طریقہ کو قبول فرما دین تو دو لاکھ آدمی جو دہلی - پیشاور - لاهور - مدراس - بمبئی - سورت - حیدرآباد - میں اس طریقہ کے پیرو ہیں سب آپ کی جان نشاری پر موجود ہو جا دین گے اور آپ کو امیر المؤمنین و خلیفۃ السالین خیال کر کے ہمراہ رکاب رہیں گے۔ پس بہر حضور جس طرف جس ملک کو جائیں گے مفتوح کر سکے ہیں۔

آخرا کی ایسی باتوں نے مزاج مرشد زادہ بہادر کا پیہر کر اپنا معتقد کر لیا چنانچہ مرشد بہادر خود مسجد کو ملے علیا جہاں میں رونق افروز ہو کر دھڑکے لگے اور اپنی طرح سے اہل حدیث کے رسالے شروع پانے لگے۔

مولوی سلیم صاحب نے جابجا خط بھیجا اپنے ہم عقاید لوگوں کو نہایت کوشش کر دئے کہ ایک خاص تاریخ میں تمام مقامات پر ہر گز ڈن اور شہر میں اس طریقہ کے پیرو جمع ہو کر ہنگامہ برپا کر دیں اور اگر کار تلوار درمیان میں آوے تو اس سے بھی دست بردار نہ ہوں۔

نواب غلام رسول خان والی ملک کی تیاری
نواب غلام رسول خان والی قمر گڑھ نزل جو نواب الف خان بہادر مرحوم کے بیٹے تھے ادھنوں نے بھی اس فرقہ کی وضع پسند کی اور پردہ اتواپ دگولہ و تباہی و بارت و جہاں سامان جنگ مہیا کر لیا۔

انگھارا نظام بغاوت

دفتا بندر بمبئی سے اس بندوبست کی خبر صاحبان انگریز بہادر کو لگ گئی اور وہاں سے حسین شاہ سکندر آباد میں پہنچی اور دستاویزات مہرہی مولوی سلیم کو دستاویز ہو گئیں جس سے اس معاملہ کا سارا حال معلوم ہو گیا۔

آخرا کہ راجہ اسٹوارٹ صاحب بہادر ریڈیٹ سرکار انگریزی حاضر دربار جہاں شاہ

اور مفصل کیفیت بیان کی حضور پر نور کو اس معاملہ سے سخت حیرت اور استعجاب ہوا
 اور یہ مشورہ پھر اگر جمیعت سرکار عالی مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر کے مکان پر
 جادے اور انکو قلعہ گو لکنڈہ میں نظر بند کر دئے۔ چنانچہ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ
 کو نواب مبارز الدولہ بہادر قلعہ میں نظر بند کیا گیا۔ داخل کئے گئے اور بجائے حصول سلطنت
 کے خدا کے دربار سے قلعہ گو لکنڈہ مرحمت ہوا۔ مولوی سلیم صاحب اور انکے مرید
 دائم الجس کئے گئے اور مالک محروسہ میں اہل حدیث کی تلاش ہونے لگی جہاں کہیں
 بیتہ لگا بند کئے گئے۔ اگر ایک ہفتہ اس راز کو پوشیدہ رہے ہوتے اور گذر جاتا تو ہند
 کی مخلوق پر عجب آفت آجاتی اور ہر نواب غلام رسول خان والی تمرنگر نول نے
 گیارہ سو ضرب توپ تیار کرائیں تھیں اور ہر بار دسے اینٹا گولہ باروت ایک لاکھ
 روپیہ کھد راس سے منگوایا تھا اسلئے اونکی آفت بھی آہو چکی۔

ریاست تمرنگر نول کا قلعہ و قلعہ

جب مبارز الدولہ بہادر کا انتظام ہو گیا تب کراچی سے انگریزی جہتین کر نول پر پہنچیں
 اور نواب غلام رسول خان سے کہا کہ ہم قلعہ کا ملاحظہ کرینگے۔ نواب نے مناسب
 وقت جانکر قلعہ کو خالی کر دیا مگر قریب آٹھ سو روپیے اور عوب لیکر نہرہ پٹھانہ میں جا
 بیٹھے لیکن جمیعت انگریزی نے اون پر تو بن مارین اور سخت لڑائی ہونے لگی دو تو
 طرف سے ہتھیار لوگ قتل ہوئے آخر کار نواب غلام رسول خان گرفتار ہو گئے انگریز
 انکو میانہ میں سوار کر کر جینا میں کو بھلے۔ نواب نے راستہ میں چاہا تھا کہ مذہب
 عیسائی قبول کر لوں شاید اس طرح انگریز جھک کر ہر مسند ریاست پر بیٹھلا دیں گے مگر
 جبکہ خان مذکور نے نصیحت کی۔ نواب نے گالی دی کہ اس نے مجھ کو سننے کا کیا
 نواب مذکور کو جدھر سے قتل کر ڈالا اور یہ قصہ اس طرح تمام ہو گیا تمام مال و سبب
 ضبط کر لیا اور ملک اٹھارہ لاکھ روپیہ جی مل کا جو منزنہ سلطنت تھا دارائی غارت

انہی میں اس طرح برباد و تباہ ہو کر صا جان اگر برباد کے تسلط میں چلا گیا تو اب
 بس ماندگان کو سرکار سے کچھ روز بہت ملے اور ان کے بیانی بھی خزاہن ہوتے تھے
 فرزند نواب و ظیفہ اپنے پر اس قرضہ سے راضی ہوئے کہ شاید ان کے باب کی ریا
 بہرہ کو مل جائے گی۔ افسوس ہزار افسوس۔ سکتا ہے کہ تین مرشد زاد یوں کی
 شادی ان یونین ان شادیوں کے جشنوں میں اکثر امر کو خطاب و جاگیر و علم و نوبت
 و نفاذ سے سرفرازی بخشی گئی۔

نواب میرا ملک بہادر کی وفات اور راجہ چند دلال کی وزارت اور دیوانی

۱۲۵۴ء میں نواب میرا ملک بہادر دیوان دارا تھا مرنے وفات پائی
 چونکہ نواب مرحوم کے اخراجات آمدنی سے زیادہ رہتے تھے اسلئے پچیس لاکھ
 روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال فرمایا حضور پر نور نے یہ قرضہ ادا کر دیا لیکن ان کی
 کل جائیداد مع تالاب میر عالم بطور کفالت نزول کر لی۔ اور کبچہ رجاگیر پرورش
 خاندان کے لکھ چھوڑ دئے اس زمانہ میں اس خاندان کے افسر نواب سرنگ ملک
 فرزند صغیر نواب میرا ملک بہادر تھے۔ ۱۲۵۵ء میں کل جائیداد حضور پر نور نے
 نواب سراج الملک بہادر کو دے دی۔

بعد وفات نواب میرا ملک بہادر کہ راجہ چند دلال دارا ملہام اور دیوان ریاست
 معزز ہوئے گو وہ سابق سے بھی عہدہ دیوانی کے اقتدارات عمل میں لایا کرتے تھے
 مگر اب بے شک کل ریاست پر حکم چلانے لگے۔

چند سال تک اہل دیوانی رہی ان کے داد و دہش بے انتہا کے باعث معاملہ
 ریاست ایسے بدترین حالت پر پہنچ گئے کہ آئندہ دارا ملہام سے بھی ان کا وغیرہ
 نواب سراج الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہو کر

جب راجہ صاحب سے عنان انتظام سلطنت نہ ہم ملے اور کارروائیاں ایسے پیچیدہ
 آگئیں کہ فطرتی عقل کم ہونے لگی تب مجبور ہو کر دارالہمامی سے استعفا دیدیا اور عہدہ
 دیوانی دارالہمامی کی حیثیت ہو گئی کہ امیرون کے گھر گھر مارا پھرتا تھا کوئی اس کو قبول نہیں
 کرتا تھا آخر کار یہ کام جس خاندان کا تھا اسی میں جا کر ٹھہرا جسے نواب سراج الملک
 خلف نواب میر الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوئے۔ اس تیز فہم اور معاملہ
 شناس وزیر نے ہر جذبہ جاہاکہ ریاست کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کرے اور
 ملک کو بربادی سے بچا کر سرسبزی و شادابی میں بدل دیا۔ مگر راجہ جند لال کی
 بے انتہا بے اعتدالیوں کے باعث اس نئے انتظام کا جلدنا دشوار ہو گیا۔ ملک کی
 عجب افسوس ناک حالت تھی۔ بد انتظامی حد سے بڑھی ہوئی تھی تعلقات اور اضلاع
 اور صوبے لوگوں کو گتہ پردے جاتے تھے یہ گتہ دار رعایا پر جیسا ظلم جہتے
 تھے وہ کرتے تھے اور جس طرح بن پڑتا تھا روپیہ فراہم کر لیتے تھے۔ یہ بھی اعتبار
 نہ تھا کہ گتہ دار اپنی مدت معینہ تک گتہ دار چھوٹا آج ایک کے نام گتہ ہر ج ہوا اور
 اس سے رقم گتہ جو کچھ وصول ہوئے وہ لے لی گئی کل دوسرا گتہ دار مقرر ہوگا ان
 گتہ داروں میں بھی خانہ جنگیاں ہوتی تھیں۔ خزانہ بالکل خالی پڑا تھا۔ ریاست کو
 کوئی سامراجی بجز عربوں کے قرضہ تک نہ دینا تھا بے اعتباری حد سے بڑھی ہوئی تھی
 ایک ہر نوک و گھوڑی تھی۔ ملک برباد تھی پڑ رہی۔ جو کچھ جسکے ہاتھ لگ جاتا تھا
 وہ کھا بیٹھا تھا۔ ان تمام خاموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب سراج الملک دیوان کو مجبوراً فرج
 کنٹنٹ کے فرج کے لئے ملک برابر انگریزوں کو دیدینا پڑا اگرچہ خود حضور اور اہل
 دربار اس ملک وہابی سے اذہد ناراض تھے لیکن وزیر کو یہ ملک دیدینا ہی پڑا۔ اہل
 الہ اسے اہل ہمارے تاراج کے پڑھنے والے اس مقام پر خیال کرینگے کہ اسے اس
 زمانہ میں کسی چیز کی ضرورت اس ملک و ریاست کو لاحق ہوئی۔ بیشک اسے انتہا

درکار ہو گیا جو انتظامی و اخلاقی لیاقت و رجحان تک رکھتا ہو۔ بے نظیر و دشمن
 راستے ہو۔ ملک اور رعایا کا پیچراہ اور بادشاہ کا دلدادہ ہو۔ بیدیل و دانشمند ہو۔ جو
 ایسے زمانہ پر مشرور و غلبہ میں ملک کو تاراجی سے بچا دے امن چین قائم کرے
 رعایا براہ راست کو خوشحالی کو ترقی دے۔ پس خداوند کریم نے ملک دکن کی اس دعا کو
 قبول فرمایا اور ایسا ہی شخص سرزمین دکن میں پیدا کر دیا جس کا ذکر خبر آئندہ آتا ہے

نواب سراج الملک بہادر کی وفات

آخر کار نواب سراج الملک بہادر دس برس جہد و دیوانی کو انجام دیکر اور درخیز ملک
 انگریزوں کے حوالے کر کے ۱۷۶۹ء میں انتقال کر گئے یہ بہت نیک اور معتبر
 شخص تھے اگر ملک میں سخت بد نظمی نہ ہوئی تو وزارت کر نیکی لئے بہت اچھے تھے

نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول دکنی وزارت اور ملک دکن کی سرسبز

بعد وفات نواب سراج الملک بہادر دیوان کو نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ
 نے اذیت کے نتیجے میں نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول کو
 خلعت وزارت عطا فرمایا۔ یہ وہی وزیر پرند بیر اور شیر بے نظیر ہیں۔ جنہوں نے
 ملک دکن کو گرداب غارت و تباہی سے نکال کر اس بے حد ترقی عروج سرسبز
 شادابی مرفہ الحالی پر پہنچا دیا جسکو آج ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ شروع
 سال وزارت سے ہی مختار الملک بہادر نے کمر ہمت چیت باغی کہ ملک کو
 انواع انواع پیدگیوں اور طرح طرح کی الجھنوں سے نکال کر انتظام سلطنت درست
 کیا ہوا ہے چنانچہ مختار الملک بہادر نے سب سے پہلے عربوں کا زور توڑنا شروع کیا
 جسکے فیصلہ میں ملک کی بہت بڑی آمدنی تھی اور سارے ملک پر ادھار عجب چھا

ہوا تھا۔ بہت سے جاگیرداروں پر اونکا قبضہ ہو گیا تھا۔
دوسرا۔ انعام بہہ کیا کہ ٹپیکہ داری کا انعام فناک کے سرکاری اہلکار اور تعلقہ اور
مقرر رکھے۔

عربوں کا قرضہ ادا کر کے اونکا موقوف کرنا شروع کیا لالہ بہادر کے تعلقہ اور دن
پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ سردار عرب **عمر**
عوض سے مسترد کر لیا۔

غرض کہ اس پہلے ہی سال میں جالیں لاکھ روپیہ کی مالگنداری کا ملک سرہون سرکار
نے چڑا لیا اور دھنرار عرب اور روپیہ فوج سے برطرف کر دئے گئے۔ ایک عرب
نے شہر میں فساد مچا یا گودہ گرفتار ہو کر خارج البلد کیا گیا۔

اسی سال ایک فوج کنتھنٹ کی روہیلون کی سرکشی کے فز کرنے کو بھیجی گئی اور کپتان
فوج اور جابر نوہین کو دہال کی سرکشی کو دبانے کے لئے بھیجی گئیں۔

۱۲۳۱ء میں ملک میں قحط پڑا جس کے لئے عہدہ انعام کیا گیا اور غلہ اور غنیمت
واذیت سے بچایا اسی سال لکھ داری کے طریقہ کو بالکل موقوف کیا گیا اور
مالگنداری کے لئے معتبر اور دیا نڈارا اہلکار مقرر ہوئے۔

۱۲۳۲ء میں ملک سرسبز و شاداب نظر آنے لگا خزانہ عامرہ سلطانی میں قسٹم
ہونے لگی آمدنی بہت کچھ بڑھ گئی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ ہو گیا اسی سال
برہہ فروشی بھی بند کر دئے گئی۔

۱۲۳۳ء میں ملک ہند میں عذر چ گیا اور انگریزوں کے اوپر جارحانہ آفت پڑا
ہو گئی فوجیں باغی ہو گئیں اور خود اپنے امراں کا گلا کاٹنے لگیں جن چان
امن و امن بالکل کا فور ہو گیا نارٹوٹ گیا ڈاک آٹھ گئی۔ ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی
اوسکی پہنیں ہونے لگی۔ حتیٰ کہ باغیوں کو نظر حیدر آباد وکن چوڑھنے لگی۔

وفات نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

اسی ہنگام پر آٹھاب بین نواب نظام الملک آصفیہ ناصر الدولہ بہادر نے ۲۳
رمضان ۱۲۸۵ھ میں انتقال فرمایا مرقد مبارک نواب مغفور کا محن مکہ مسجد میں
بنایا گیا اور آپ کا لقب غفران منزل رکھا گیا تیس سال حکومت کی۔

عمارات یادگار عہد نواب ناصر الدولہ بہادر

نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بل دریا کے موسی دائع بیرون دروازہ چار
گھاٹ بصرہ پچاس ہزار تعمیر کیا گیا یہ بل باہتمام میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر
رزیدنٹ اور سعی راہب چند لال مسلمانہ میں تعمیر ہوا۔ اور چار مینار کی ہولت
کی درستی کرائی گئی جسکا ذکر سابق میں کیا گیا ہے۔ راحت محل بھی تعمیر ہوئے
اس کے بہت سے جاہات و دیگر عمارات و باغات تعمیر ہوئے۔

نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کی اولاد

ایزد قاعے و تقدس نے نواب غفران منزل کو دو فرزند مگر سید عطا فرمائے
اول۔ نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر کو بعد وفات نواب غفران منزل
کے مسند نشین ریاست ہوئے۔

دوسرے نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر۔

ذکر سربراہی نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ صفحہ چہارم

بعد وفات نواب ناصر الدولہ بہادر کے نواب نظام الملک آصفیہ افضل الدولہ بہادر
سربراہی دولت ہوئے۔ اس عہد مسند نشینی میں صاحب رزیدنٹ بہادر بھی
حاضر رہا جو مسند و درگاہ رانی۔

امام عذر علیہ السلام کے حالات

جب صاحب ایشان وکیل انگریزی دربار سلطانی سے نکل کر کوٹھی رزیدٹنسی پر پہنچے تو نواب گورنر جنرل بہادر کا تار آیا کہ دہلی باغیوں نے فتح کر لی اور وہاں کے بہت سے انگریز قتل و برباد ہو گئے۔

رزیدٹنٹ نے یہ خبر نواب مختار الملک بہادر سے بیان کی۔ آپ نے کہا خیر حیدر آباد میں تین روز سے مشہور ہے اس عذر کے بدولت جو جدید انتظامات مدار الملہام نے شروع کئے تھے سب دبیسے بڑ گئے اور بہ فکر پڑی کہ کسی

ملک میں جنگ کا یہ برپا ہونے یا دے۔ اور ہر صاحبان انگریز بہادر بخت

اضطراب کی حالت چھائی ہوئی تھی۔ گورنر نے مہمبئی نے صاحب رزیدٹ

کو لکھا کہ اگر اس وقت نظام نے بھی ہوفانی کی تو

ہمارا کچھ بھگانا نہیں ہے۔ نواب مختار الملک بہادر اور

حضور پر نور کو ایسی حالتیں سخت نفرت تھیں لیکن اب مختار الملک کی دانشمندی اور علم

سب کام درست کر دئے حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر کو کامل یقین

تھا کہ انجام کار یہ سرکار انگریزی کی فتح ہوگی اور پہر تسلط اور وہی برٹش

حکومت ہوگی باغیوں سے کچھ نہ ہوگا اسلئے پہلے دن سے ہی حضور پر نور نے

انگریزوں کی طرف ذاری میں قدم بڑھایا اور اپنے لائق و دانشمند وزیر کو

حکم دیا کہ سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور امداد کامل طور سے کریں اور ہر

طرز کے انگریزوں کی مخالفت اور گھبائی کیجاوے۔ چند بدعاشوں نے انک

آباد سے اگر شہر میں مسندہ بٹھلایا اسی لئے نواب مختار الملک بہادر نے

حکم دیا کہ شہر میں جو شخص عذر انگیز و فظ کرنا ہوا نظر آوے اسکو ہوسے بجک فوراً

گولی مار دی جائے۔ اس تدبیر کا اثر ٹھیک نشانے پر لگا اور اس انتظام سے

ملک دکن اس زلزلہ سے ہلکیا اور عذر نہ ہونے پایا۔

تاریخ پر پڑنے والے خیال کر سکتے ہیں کہ ایام عذر عشرۃ مین ملک ہند میں کیا کچھ قتل و غارت ہو رہا تھا اس وقت دنیا کی تاریکی میں پھنسی تھی اور کیا ایک مچا ہوا تھا گلگتہ سے لیکر دہلی تک عجیب سنائے کا کام تھا ہلکا اور سینہ ہید کی فوجوں نے کچھ پہریری ملی تھی لکھنؤ اور دہلی باغیوں کے بہاری مرکز تھے بوڑھے بادشاہ ابو ظفر بہادر شاہ پیش خوار سرکار انگریزی اب جدید تیموریہ سلطنت کا ڈھچکا لکڑا بادشاہ ہندوستان بن بیٹھے تھے جنکی سلطنت کا یہہ انتظام تھا کہ چاروں طرف لوٹ مچ رہی تھی انسان کی جان جس پر سلطنت کا دار و مدار ہے جا بجا سفت لے لیا جاتی تھی امن و امان کا نشان نہ تھا چاروں طرف ویرانہ اور بربادی و قتل و غارت نظر آتا تھا۔

لیکن الحمد للہ کہ ملک دکن اس وزیر نیک تدبیر کے زیر دست انتظام کی بدولت اس آفتاب دوزخ نری سے بچ گیا۔

رزیدنسی پر باغیوں کا حملہ

جائے غور ہے کہ باوجود سخت انتظام کے بھی چند بد معاشوں نے کوٹھی رزیدنسی پر حملہ کیا اور نواب مختار الملک بہادر اور حضور پر نور کو دھکی دی کہ اگر انگریزوں سے نہ لڑو گے تو حیدر آباد کے لوگ تم دونوں کو مار ڈالیں گے رزیدنسی پر جب قریب پانسو سہیلوں نے سسر کر دگی طرہ مایہ زخان و مولوی علاؤ الدین خان حملہ کرنا چاہا تو نواب مختار الملک بہادر نے پہلے ہی سے کرنیل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیدنٹ کو اس خبر کے سننے ہی اطلاع کر دی چنانچہ اس کا بہرہ نتیجہ ہوا کہ مقابلہ بہت مستعدی سے ہوا اور باغیوں کو شکست ہو گئی اور وہاں سے بے نیل مرام واپس چلے آئے۔

رزید ہنسی کے سلامتی کے باعث نواب مختار الملک بہادر اور حضور پر نور افضل الدین
بہادر کو بہت کچھ استقلال ہو گیا فوج کٹھنٹ نے رزید ہنسی کو مضبوط کر لیا۔ طرہ باز
خان اور علاؤ الدین خان گرفتار ہو گئے طرہ باز خان نے قید سے بہاگے جائیکا
ارادہ کیا تو اس کے گولی مار دی گئی اور مولوی علاؤ الدین خان کالے بانی
بیچے گئے۔

آخر کار ۱۱۷۷ھ میں عذر فرود ہونے لگا اور جاہجاسے انگریزی فوجیوں کی فوج
آئی لکین اور ہر ملک براہ انگریزی قبضہ ہو گیا اور بہہ ملک ہندوستان کی پکی
تصرف سے نکل کر خاص شاہی حکومت میں شامل ہو گیا۔
حضور پر نور کے نام لارڈ کیننگ بہادر کی چٹھی
جب کافی طور پر انگریزی تسلط ملک ہند پر پور قائم ہو گیا اور امن و امان کا جلوہ
نظر آنے لگا تب لارڈ کیننگ بہادر دوسرا لے گورنر جنرل کشور ہند نے حضور پر
کی خدمت میں ایک خاص چٹھی لکھی جس میں لکھا کہ۔

ایسے نازک وقت میں جو فساداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل میں آئی گوشت
آف انڈیا اس کے نہایت شکر گزار ہے۔ اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان
خدمات کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کیا دے گی۔
نواب مختار الملک اور صاحب رزید ہنٹ بہا
برقائمانہ حملہ

۱۱۷۷ھ میں نواب مختار الملک بہادر اور کرنیل ڈیوڈ سن صاحب رزید ہنٹ بہا
سلطانی سے واپس آئے تھے کہ ملاقات کے کمرے کے نزدیک پہنچتے ہی ایک
شخص جہانگیر خان نامی نے دونوں پر قرابین کا فیر کیا مگر خدا کے کرم سے یہ
دونوں صاحب بچ گئے اور وہ شخص تلواروں کے نیچے لپٹا گیا مگر تاہم ایک شخص

تک زندہ دہر کر گیا کچھ حال اس سے نہیں معلوم ہوا کہ کسکی ترغیب تھی۔

حضرت نور نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی اور اوس وقت خود بنفس نفیس سوار ہو کر فرج کے حلقہ میں رزیدنی تک تشریف لے گئے اور عہدہ رزیدنت بہادر کو صحیح و سالم پہنچا آئے۔

حضرت نور کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے طرف سے خطاب آیا اور اضلاع راجپور، ملدرگ، دہار، اسیون، مع مشور، انپور واپس ہوئے۔

۱۲۷۷ھ میں گورنمنٹ انگریزی نے حضرت نور نواب افضل الدولہ بہادر کو خطاب و ٹائٹل کا نذر آف دی اسٹار آف انڈیا) عطا فرمایا اور ایک لاکھ روپیہ کے قیمتی تحائف ارسال کئے اور پچاس لاکھ روپیہ جو سرکار انگریزی کے حضور پروردگار کے درجہ میں تھے وہ چھوڑ دئے اور اضلاع راجپور، ملدرگ، دہار، اسیون، مع مشور کے جو براہ کے ساتھ سرکار انگریزی کو دیئے گئے تھے وہ پھر مسترد کر کے سرکار عالی کو واپس آ گئے۔

نواب مختار الملک بہادر اور نواب شمس الامراء میر کبیر بہادر کے لئے بھی سرکار انگریزی سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف عطا ہوئے۔

درستی سلطنت و کن کا انتظام پھر شروع ہوا

بعد اس واقعہ و حشر انگیز حد کے پھر از سر نو سرسبز و شادابی کا انتظام شروع ہوا اضلاع مستردہ ملدرگ، راجپور، شورالپور وغیرہ انگریزی قانون پر لکھے گئے۔ حضرت نور پروردگار کے اغوائے اس بندوبست کو پسند نہیں فرماتے تھے لیکن آخر کار کھل گیا اور وہی انتظام حضور نے پسند فرمایا اور نواب مختار الملک کو بیش قیمت خلعت عطا ہوا اور اس طرح حضور انوار اور نواب مختار الملک بہادر

میں باہمی صفائی ہو گئی۔

قسط سالی

۱۲۵۹ء شمس ۱۲۵۹ء میں ملک دکن میں بارش ہونے کے سبب تھوڑا سا اور غریب عزائم پر
معیشت آگئی۔

حضور پر نور نے اپنی رعایا پر زس کہا کہ یہ انتظام کیا کہ ملک سے جانوں کو
غریبوں کے ہاتھ کم خرچ پر فروخت کرنا شروع کیا یا کچھ لاکھ روپیہ کے قریب اس میں
صرف ہوئے۔

۱۲۵۹ء میں حضور پر نور نے ایک مجلس بالکذاری حیدر آباد میں قائم کی لیکن
جذبات بعدہ شکست کر دئے گئی اور اور صدر المہتمم بالکذاری کا حکم قائم کیا گیا

دوبارہ قسط سالی

۱۲۵۹ء میں پھر ملک دکن میں تھوڑا سا اس کے انتظام میں بھی حضور پر نور کے
طرف سے کچھ لاکھ صرف کئے گئے اور سیدل اور سوادن کی تحرازہ میں اضافہ
کر دیا گیا۔

حضور پر نور اور نواب الملک بہادر کے باہمی ملا

۱۲۸۳ء میں نواب مختار الملک بہادر نے ایک مجبوری کے باعث استغاثہ پیش کر لی
اجازت حضور پر نور سے چاہی۔ قاعدہ ہے کہ اس میں اور زبردست انتظام
کے زمانہ میں مفت خزاروں کی روزی میں غل آ جاتا ہے حضور نواب مختار الملک
کے عہد میں تو سلطنت کے لبر و رون کا جو دور سے طور پر گئے دار قلمتہ اطلاع
سابق میں ہم کہہ چکے ہیں خاص کر انتظام کیا گیا تھا وہ تو سب کے سب اس انتظام
سالار جنگی کے تعلق دشمن تھے۔ اسی ذیل کے لوگوں نے چند باتیں حضور پر نور
کو سمجھائی تھیں جس سے نواب افضل الدولہ بہادر کو اپنے وزیر سے ناراضی ہو گئی

اور مدعی نارا منی کی وجہ سے حضور پر نور نے لشکر ملک کو جو نواب مختار الملک بہا
 کا بدخواہ تھا اپنے اور دوسرے درباریان میں وکیل مقرر کیا۔ یہی خاص باعث تھا کہ
 مجبوراً نواب مختار الملک بہادر نے وزارت سے کناراہ گش ہو جانا چاہا چنانچہ حضور
 پر نور کا حکم نافذ ہوا کہ تحریری استغاثہ پیش کریں مختار الملک بہادر نے تحریری استغاثہ
 بھیج دیا سرچارج پول صاحب رزیدنٹ نے جب یہ خبر سنی تو اذکو مختار الملک بہادر
 کی وزارت سے علیحدہ ہو جانے میں طرح طرح کے نقصانات اور ضرر معلوم ہوئے
 چنانچہ رزیدنٹ صاحب پہلے تو خاموش رہے اور خیال کیا کہ حضور پر نور خود راضی
 ہو جاویں گے لیکن جب معاملہ بالکل بگڑا ہوا پایا تب مجبوراً صاحب رزیدنٹ بہادر نے
 حضور پر نور کو خط لکھا جس میں حاضر دربار ہونے کی اجازت طلب کی۔

جو کہ بہت سی تعطیل تھی اس لئے بعد انقضاء تعطیل یہ خط حضور میں پیش ہوا حضور
 پر نور نے نواب مختار الملک بہادر کو اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر بہادر
 کو قبل از دیار رزیدنٹ کے پاس بھیجوں کیونکہ رزیدنٹ کا استقبال وہی کرے گی
 اس سے ثابت ہوا کہ سرسلا لاؤنگ دربار میں حاضر نہ ہو دیں۔ آخر کار امیر کبیر رزیدنٹ
 کے پاس گئے۔ اور آٹھ روز بعد ملاقات کا دن قرار پایا۔ آخر صاحب رزیدنٹ بہادر
 اس کے ساتھ تھوڑی سی ملاقات کے بعد چلے گئے۔ کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ مختار الملک بہادر
 کتنا باہمین نہیں ہوا۔

لیکن آخر کار صاحب رزیدنٹ کی بہت سی دوشمنی سے حضور پر نور مختار الملک بہا
 سے راضی ہو گئے اور بددعا مغلہ تیسری کے بھیجے ہوئے تھے نواب
 مختار الملک بہادر صاحب رزیدنٹ بہادر کو اپنے ہاتھ سے ہٹائے اور خلعت
 بنو زینت و نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت ہوا اور پھر حضور کی ندامتی جاتی
 ملی تقسیم اور اس کا انتظام

اسی سال ۱۲۸۳ء میں نہایت عمدہ اور زبردست انتظام سلطنت نظام کو نواب نثار الملک
نے یہ کیا کہ تمام ملک کو پانچ صوبوں اور سترو ضلعوں تقسیم کر دیا۔ ہر صوبہ پر ایک ضابطہ
یعنے کشتنر اور ہر ضلع پر ایک اول قلعہ ارسینے کلکٹر مع دو دتین تین ماتحت قلعہ داروں
کے مقرر ہوئے اور ہر ایک قلعہ پر ایک تحصیلدار مقرر کیا گیا۔

اسی زمانہ میں صیفہ جوبیش اور صیفہ نمبرات اور صیفہ طبابت اور محکمہ صفائی اور سرسبز
تعلیمات تمام کئے گئے نواب مختار الملک بہادر کی حقدار تعریف کجا دے اور جہانگیر
ادھکا احسان مانا جاوے وہ سب درست و بجا ہو گا کیونکہ اوہوں نے بڑے بڑے
لائق و فائق تجربہ کار و دانشمند لوگوں کو اطراف و جوارب سے منتخب کر کے بلایا اور
ادنی مدد سے اس اندھیرے گہر کو آج لاکر دیار بہار برکتہ جو آج ملک بہرین اسٹیٹ
اور چین جان سرسبزی و آبادی کے ساتھ نظر آتی ہے سب ہمارے نواب مختار الملک
اور ان کے بے نظیر و انشمند کار برداروں کی شبانہ روز محنت و جہان نشانی کا نتیجہ
انہیں دانشمندوں نے صدق قانون بنائے۔ ہزار ہا محکمہ جاری کئے۔ سلطنت کی
بہبودی خیر خواہی اور رعایا کی خوشحالی میں کوئی دقیقہ اوٹھانہ رکھا۔ اسی انتظام
کی برکت ہے کہ آج ملک دکن میں انگریزی سلطنت سے کسی طرح امن و امان کم نہیں
ہے۔ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو سرکار انگریزی میں ہوا اور ملک دکن میں ہو
ملک دکن خصوصاً حیدر آباد کے ہولے ہولے اور سیدہ سادے مخلوق دنیا کے
اچھے عین اور آداب و تمیز و تہذیب و طرز معاشرت اور آزادی سیکھنے لگے۔

ولادت حضور پر نور بندگان اعلیٰ حضرت میر
محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفیہ

اسی سال پنجم ربیع الثانی ۱۲۸۳ء کو اعلیٰ حضرت سلیمان قدرت سکندر رشوک حبشہ
مرتب رستم مولدہ خدیو زمان حضور پر نور نواب میر محبوب علی خان بہادر فتح خیل

لقام الملک آصفیہ و مادر اس اداہم اللہ فیضانہ حضرت شہت تاب واحد التاجکم صاحب
بطن مبارک سے قولہ ہوئے۔

نواب مختار الملک بہادر پر قاتلانہ حملہ

غزوہ شوال ۱۲۸۴ء خاص روز عزیزین صوقت نواب سرسار جنگ بہادر دربار کو
جاسے تھے۔ ایک شخص نے بہادر نہ کو رہ پر برابر دود غیر بندوں کے گروا خطہ حقنی
نے نواب سرسار جنگ کو میچ دسالم رکھا اور اچھی طرح سے دربار میں پہنچ گئے
مجرم اہوال سنہ نہ کو رکھ کو قتل کیا گیا۔

حضور پر نور کو اپنے لائق و فائق وزیر کی جانبہری پر نہایت مسرت حاصل ہوئی
اور بہت کچھ مددہ و غیرہ خیرات غریبا کو تقسیم ہوئی۔

وفات حسرت آیات نواب افضل الدولہ بہادر

۶ ذیقعدہ ۱۲۸۴ء کو حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا فانی
عالم جادوئی کو رحلت فرمائے آپ کا مزار مقدس من کلہ مسجد میں ہے۔ اللہ تعالیٰ
کرے۔ تیرہ سال چند ماہ سلطنت کی۔

نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم خدا پرست دیندار موداد و درویش
تھے علما فضلاء و حفاظ کی بڑی توقیر کرتے تھے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ انکی
داد و دہش کے سامنے حاتم طائی کا نام مٹ گیا تھا جو شخص حضور و خور تک پہنچ گیا
سات پشت کے لئے مال مال ہو گیا وہ وہ بیٹھ بہا اور بے نظیر انول چیزیں
جو بڑے بڑے سلاطین روئے زمین کو شکل سے دستیاب ہو سکتی تھیں اون کو
حضور انور عام فقر کو بے دریغ تقسیم کر دیتے تھے۔ اگر مختار الملک بہادر اور
جزر سے کھا بٹ نہاد اور نگہبان وزیر ہوتا تو ممکن تھا کہ حضور و خور ایک روز
سلطنت تک کو اللہ دیدار لے۔ اللہ نے اونکا دست کرم ایسا کدہ پیدا کیا تھا

کہ کسی طرح کی موت نہیں رکھتا تھا۔ بڑے قوی ہیکل۔ خوبصورت اور زبردست
جوان تھے اللہ مغفرت کرے اللہ مغفرت کرے۔

عمارات عہد نواب افضل الدولہ بہادر منظور گنج
موسیٰ ندی کا نیابل افضل گنج آپ کے عہد سکارک بنا ہوا ہے۔ محلہ افضل گنج
انہیں حضور کے نام نامی پر آباد ہوا ہے۔ افضل الساجد افضل گنج آپ ہی نے
تعمیر کرائی ہے جسکی شان و شوکت دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ شہر نیاہ کا دروازہ
جو موسیٰ ندی کے نیل پر ہے آپ ہی کے عہد مبارک کا تعمیر شدہ ہے۔

اولاد حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر
آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند جگر بند نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر
آصفیہ دارش تاج و تخت ہیں۔ علاوہ انکے چند مرشد زادیان بھی ہیں۔

ذکر سربراہی نواب گردون قباب حضور پر نور
اعلیٰ حضرت میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ۔
نظام الملک آصفیہ سادس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جب نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا کو چھوڑ کر عالم باقی کو رحلت فرمائے
تو اس وقت ہمارے بادشاہ جمہاہ کاسن دس سال صرف تین سال سے کچھ زیادہ تھا
جلہ اراکین سلطنت نے بالاتفاق ہو کر حبشہ نواب نظام الملک بہادر حضور پر نور
کو سربراہی آراء دولت کر دیا۔ سادہ و خردین دی گئیں۔ مکی انتظام کے لئے نواب نظام الملک
بہادر عمار الہامیہ نواب شمس الامرا بہادر کو ریخت مغفرت ہوئے۔ اور تمام انتظام
انہیں کے سپرد ہوا۔ صاحب عالی شان سے بھی بعض امور میں صلاح لیتی تھی
جب یہ انتظام چلا تو حضور پر نور کی تعلیم و ترقی کا عمدہ اہتمام کیا گیا جس کا
خیال گو رنٹ ہند کو بہت کچھ تھا۔

ملک کی سرسبز سی و شادابی

نواب نظام الملک آصفیاء میر محبوب علیخان بہادر ادام اللہ فیضانہ کے سرسبز آرا
سلطنت کے دوسرے سال کے اختتام پر بیسے شش ماہ کے وسط میں ملک اس رونق
اور ترقی پر پہونچ گیا تھا کہ خزانہ بہرا ہوا تھا ملک کے سالانہ اخراجات سے بچکر
خالص آٹھ لاکھ روپیہ کی بچت تھی اور تمام صیفی - پولس - تعلیمات - طبابت -
مالکذاری - عدالت - وغیرہ نہایت سرگرمی سے چارے تھے - اسی سال میں لیکچر
مختل بھی بنودار ہوا جسکا اختتام مسندی سے کر لیا گیا -

نواب مختار الملک بہادر کے دورہ ملک اور سیر و سفر کا حال

شش ماہ میں نواب مختار الملک سب پہلے حیدر آباد سے باہر اورنگ آباد کو گئے
اور ملک کا معائنہ کرنا شروع کیا اس دورہ میں صاحب زبڈیٹ بہادر بھی ہمراہ تھے
مختار الملک بہادر بھی تک بھی گئے اور وہاں گورنر بھی کے جہان رہے بھی
لوٹ کر اورنگ آباد آئے اور یہاں سے کان گاون کے طرف تشریف لے گئے
وہاں پر لارڈ میو صاحب بہادر و سیرائے گوانر جنرل ہندوستان سے ملاقات
کی - اور پھر کچھ روز بعد نواب صاحب ملک تشریف لے گئے اور و سیرائے بہادر
جہان رہے اسی سال گھبرگ سے حیدر آباد تک ریل کنیا شروع ہوئی -

نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ مغلیہ نے نفا عطا فرمایا

شش ماہ میں حضور پر نور نواب گردون قباب میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ غلہ
ملکہ کے دیوان و مدار المہام نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ مغلیہ قیصر ہند
(نایت گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا - شش ماہ میں حضور
پر نور کی طرف سے دوبارہ نواب مختار الملک بہادر لارڈ مارتنہ بدک صاحب

گورنر جنرل کو نر ہندوستان کے دربار میں شریک ہونے کے لئے بھیجی گئی۔ اسی سال شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کی آمد آمد کی خبر عکساری نظام میں سنائی گئی۔

شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کا استقبال

۱۹۰۲ء میں نواب مختار الملک بہادر حضور پرنس آف ویلز بہادر کے استقبال کے لئے بھیجی تشریف لے گئے شاہزادہ مدوح اللہ نے بہت تحفہ تحائف حضور پرنس آف ویلز کے لئے بھیجے۔ اور نواب مختار الملک بہادر کو بھی بہت سے تحائف عطا ہوئے۔ حضور کے طرف سے کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دئے گئے۔

افضل العلماء کو محمد زمان خان صاحب کو ایک شخص

اسی سال حضور پرنس آف ویلز کے استاد جناب مولانا محمد زمان خان صاحب کو ایک شخص مہدی نے شہید کر ڈالا اس پر شہر میں شل سابق ہنگامہ ہونے ہوتے ہی کیا فیصلہ کے سر پر قدیمہ آفتاب پیر آپوچی تھی مگر مختار الملک نے بڑی حکمت عملی سے اس ہنگامہ کو فرو کر دیا اور مجرم قتل کیا گیا بہت سے مہدی و ایم ایچ کے ۱۹۰۲ء میں حضور پرنس آف ویلز کے طرف سے نواب مختار الملک پر گلہ گئے۔ اسی زمانہ میں ڈیوک آف سڈر لینڈ اور سڈر سفیلڈ اور مشن الیر خیر آباد کی سربراہ کو آئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے ان عزیز ہانوں کی بڑی خاطر داری کی اور بوزپ کو خصوصاً لندن آنے کے اون سے وعدہ کیا۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر یورپ لندن

اسی سال لارڈ ناتھ بروک کی جگہ لارڈ لٹن گورنر جنرل و دیس اسے کشور ہند ہو کر آئے نواب مختار الملک بہادر ان کے استقبال کے لئے بھیجی تشریف لے گئے اور وہیں دو سہ روز لندن کے طرف جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ پچیس روز

بعد ملک اطالیہ میں پہونچے۔ شہنشاہ اٹلی اور پوپ صاحب سے ملاقات کیں۔ شانہ
ہمبرٹ سے بھی ملاقات کی یہ شانہ راہ اب سلطنت اطالیہ کے شہنشاہ بن۔ پھر
یہاں سے جگر چار روز بعد پیرس وانا سلطنت فرانس میں پہونچے۔

اسی روز شام کو نواب مختار الملک بہادر کا بائون ایک ہوٹل کی سیڑھی پر پہل گیا
جبکہ صدمہ سے نواب صاحب کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی قریب بیس روز تک پیرس
میں پڑے رہے اور پھر جہاز پر سوار ہو کر لندن کو روانہ ہوئے اور تھوڑے ہی
عرصہ میں وہاں پہونچ گئے۔ بائون کو کچھ تھوڑا ہی آرام ہوا تھا۔

پیس روز بعد شاہزادہ برنس آف ویلز بہادر نے نواب مختار الملک کی دعوت کی
اس دعوت میں بڑے بڑے جلیل القدر لوگ لندن کے شریک بنے۔

دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب صاحب کو اعزازی خطاب۔ ڈی بی
ایل کا خطاب ہوا۔ بعد ازاں بارہ روز کے بعد نواب صاحب کو لارڈ سالیری بہادر
نے حضور ملکہ مغلیہ قیصر مہند کے حضور میں پیش کیا نواب مختار الملک بہادر نے
حضور ملکہ مغلیہ کو نذر گزارا۔ اور شب کو حضور ملکہ مغلیہ کے دسترخوان پر کھانا
تناول فرمایا اس سے تین روز بعد مارکوئس آف سالیری نے نواب صاحب کی دعوت
اسکے دوسرے روز نواب مختار الملک بہادر نے شاہزادہ برنس آف ویلز بہادر
کی دعوت کی۔

بعد ازاں یہاں سے اسکاٹ لینڈ کو گئے اور چند روز بعد واپس آکر لارڈ آرتھر
بروک صاحب کے یہاں دعوت کھائی۔ شہر لندن کا آزادانہ بھی ان کو عطا ہوا
اور اس جلسہ میں نواب صاحب کے عمدہ کارروائیوں کی بے انتہا تعریف امر
لندن نے کی۔ نیچر والون نے بھی آپ کو ایڈرسن دیا۔

خلاصہ یہ کہ تمام سردارانِ ممالک و اراکینِ سلطنت در عیاں برابا بنجار و بنجار

کے طرف سے نواب مرحوم کی ایسی عزت لندن میں ہوئی۔ جیسی آج تک کسی ہندوستانی
رئیس کے نہیں ہوئی تھی۔ دو مہینہ تک نواب مرحوم لندن میں رہے بعد ازاں پیر
کو تشریف لائے بہانہ دوز تک قیام کیا اور تمام چیزوں کی سرکار کے جہاز پر
سوار ہوئے۔ چند روز بعد برٹنزی میں پہنچے اور اس سے سولہ روز بعد بمبئی
میں جہاز پر اترے۔ دوسرے روز حیدر آباد میں رونق افروز ہوئے تمام بڑے
چوٹے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری پر نہایت دھوم دھام سے بے انتہائی
منائی۔

حضور پر نور نواب الملک میر محبوب علی خان دجا کے سفر دہلی

۱۹ ذیقعدہ ۱۲۹۳ء کو صاحبِ اشتہار نواب دوسرے گورنر جنرل بہادر کشور ہند
حضور پر نور جنگان عالی مظللہ العالی نفقت فرمائے دہلی ہوئے۔
حضور پر نور کے ہمراہ اودن کے دیوان مختار الملک بہادر کے علاوہ بہت سے امرا
اور علیل القدر کا زبردان سلطنت تھے ۴ ذالحجہ ۱۲۹۳ء کو حضور پر نور اعلیٰ
دہلی پہنچے۔ اور شاہی سلامی سر ہوئی۔

۶ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند تشریف لائے حضور پر نور
نے مع صاحبِ ریڈیٹ بہادر و مدار المہام ریاست اسٹیشن پر استقبال کیا دس ہزار
سبائے کے قریب حضور و السرائے کے ساتھ تھے۔

۹ ذالحجہ سنہ مذکور کو حضور پر نور جنگان اعلیٰ حضرت مع نواب مختار الملک بہادر
مدار المہام و امرا علیل القدر بغرض ملاقات و السرائے بہادر تشریف لگے۔ ۱۱ ذالحجہ
نواب شاہی سلامی سر ہوئی حضور نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا۔

۱۳ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل و مدار المہام بہادر بغرض ملاقات بازوید

خجام حضور پر نور پرنس شریف لائے۔ شاہی سلامی سر کی گئی اور نذرین دی گئیں۔
۱۴۔ ذالحجہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے لئے۔ راجہ بنارس۔ راجہ بٹن
راجہ جیپور آئے اور راجہ بکھردالی اندر آ کر وہیں چلے گئے۔

۱۵۔ ذالحجہ سہ پر نور دربار قیصری میں شریف لے گئے۔ تمام نواب راجے جہان
دہان دربار میں فردکش تھے حضور پر نور کی کرسی لاٹ صاحب کی کرسی کی محاذی
تھی اور حضور کے دائیں بائیں امرا حیدر آباد تھے بعد ازاں کے تمام نواب راجے
اسیچ بڑھی گئی جہیں بیان تھا کہ حضور ملکہ مظہر نے قیصر ہند خطاب قبول فرمایا۔
بعد ازاں کے سلامی سر ہوئی۔ اس جلسہ میں تھمنا تین لاکھ آدمی تھے۔

۱۹۔ ذالحجہ کو بگم صاحبہ دالی ملک بہوپال سے حضور پر نور نے ملاقات فرمائی۔
بعد برخواست اس جلسہ کے حضور پر نور بندگان اعلیٰ حضرت ۲۲ ذالحجہ کو مراجعت فرمائے
بلوہ حیدر آباد ہوئے۔ اور ۲۴ ذالحجہ ۱۲۹۳ھ کو بلوہ دین ہو چکے۔ تاہی رعایا
ملک نے دشمنان سناہیں۔ مخلوق کثیر استون پر جمع تھی تمام شہر میں خوشی کی
گئی اور ہر دے خوشی ہوئی۔

ملک برار کی واپسی کا ذکر کرنے سے لارڈ لٹن کی ناراضی

کیونکہ لارڈ لٹن سائنس ایسی بات پر کیون ناراض ہوتا۔ فی الحقیقت لارڈ لٹن
تو فرشتہ سیرت و اسرارے تھے اور نہایت رحمدلی دربار اور مطلقہ ذی اخلاق تھے
مگر نہین معلوم ان کو ہند کے ہوانے کیسا اثر ہو چکا کہ کوئی کام ان سے اہل ہند
کی بہتری کا ذہن پٹا۔ جنگ افغانستان اسکی شاہد ہے۔

نواب غلام الملک بیاد لندن میں صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان سے
اجازت لے آئے تھے کہ ہندوستان پہنچنے پر ملک برار کی واپسی کی نسبت گفتگو

شروع کیا جسے - چنانچہ قبل از دربار دہلی ایک تحریر بذریعہ صاحب رزیدنٹ بہادر
 نواب گورنر جنرل بہادر کی دفتر کو ارسال کی گئی تھی - اسی بنا پر دربار دہلی میں نواب
 گورنر جنرل بہادر نے نواب مختار الملک بہادر سے اپنی رنجیدگی ظاہر کی - نواب
 مختار الملک بہادر کو سخت ناگوار گذرا - سنے کہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل رہے
 نواب صاحب اور رزیدنٹ بہادر کے درمیان تعلقات بہت خراب رہے اور یہ
 زمانہ نواب صاحب کی زندگی کا بہت سختی سے گذرا - لیکن خداوند کریم نے بہت
 جلد انہما کو کم کیا کہ ۱۲۹۸ء کے شروع میں سر اسٹوارٹ ہیلی صاحب رزیدنٹ بہادر
 حیدر آباد مقرر ہوئے اور ہمارے کوئیس آف رین و اسرے ڈیوٹر جنرل کشپور
 ہند مقرر ہو کر آئے - فوراً وہ بدترین پالیسی دور ہو گئے اور نواب مختار الملک
 بہادر پر گورنمنٹ ہند کی پورے مہربانی و اعتماد ہو گیا یہ مبارک زمانہ لارڈ رین
 کا ہندوستان کے بچے بچے کو یاد رہے گا ہر چھوٹے بڑے پر اس نیک مزاج
 و اسرے کی نظر شفقت مبذول رہتی تھی - ہند کا ہر شخص اس پیارے گورنر
 جنرل کو دل و جان سے چاہتا تھا - اسی زمانہ میں گورنمنٹ ہند کے طرف سے نواب
 مختار الملک بہادر کو ایک مراسلہ پہنچا - جس میں گورنمنٹ موصوف نے اپنی بے انتہا
 غایت اور اعتبار نواب صاحب کی وفاداری اور دیانت پر ظاہر کیا تھا - نواب
 سر اسٹوارٹ جنک کو اس مراسلہ کے پہنچنے سے بے انتہا خوشی ہوئی

تھامس سالی ملک دکن

اسی سال ۱۲۹۸ء میں بڑا بھاری تھل بڑا جنوبی اضلاع پر بڑی مصیبت آئی تھی مگر
 بڑی تیزی سے اس کا انتظام کر دیا گیا -

نواب مختار الملک بہادر بلا شرکت غیر منتظم
 سلطنت مقرر ہوئے

جب حضور پر نور دہلی سے مراجعت فرمائی تب وہ ہوسے تھے تو جہان پہنچے پر نواب
شمس الامرا بہادر نے انتقال کیا تھا اور نکاح عہدہ کو ریختی نواب وقار الامرا بہادر
کو تفویض ہوا تھا اس سال نواب وقار الامرا بہادر نے بھی وفات پائی اور نواب
مختار الملک بہادر جبکہ دہنہا بلا شرکت غیرتی منتظم مملکت قرار پاسے۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر شملہ

۱۲۹۹ء میں نواب مختار الملک بہادر شملہ کو تشریف لے گئے اور نواب گورنر جنرل
بہادر سے ملاقات کی اس ملاقات سے غرض یہ تھی کہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت کے لندن
تشریف لیجانے کے لئے انتظامات کئے جاویں۔

ہندوگان اعلیٰ حضرت کا دورہ

اسی سال ۱۲۹۹ء میں حضور پر نور نے اورنگ آباد گلبرگہ۔ راجپور کا دورہ فرمایا
ایک مہینہ تک یہہ سیر و سیاحت رہی بعد ازاں ہندوگان عالی مظلہ العالی حضرت
فرمائی تب وہ ہوسے۔

جنگ

وفات نواب میر تراب علیخان بہادر سرسالا
مختار الملک مدار المہام و دیوان سرکار عالی

اب حضور پر نور ہندوگان عالی اعلیٰ حضرت کے اسفر لندن کی تیاریاں ہونے لگیں۔
مختار بہادر نے ملکہ مظہر فیض ہند کی سالگرہ کے روز حضور پر نور شریک دربار ہو دیں
لیکن بیان قدرت نے اور کچھ اجنا تماشا دکھلایا۔

انہیں ایام میں ڈیوک آف ویلنگٹن تشریف فرمائے ریڈیٹنسی ہوئے۔ نواب
مختار الملک بہادر نے ان کی دعوت بڑی دہم و دہم سے کی اور بڑے تکلف و تہنیک
کیا۔ ایک روز میر عالم بہادر کے نالاب بران صاحبان عالیشان کو دعوت دیے
کامران مختار نواب سرسالا جنگ کی طبیعت خفشاں کی بعد بڑی لگنی۔ حکیموں نے

سبقتہ بنایا دوسرے روز دن بہرہ چند علاج و سالیم کیا گیا مگر کچھ آرام نہوا آخر کار بہرہ
نامی گرامی دزد بر دکن اپنی بے انتہا نیکیاں اور نیکیاں اور احسان خلق اللہ پر
چہرہ ذکر دوسرے روز دنیا سے سدا رہ گیا۔ آپ کی وفات بیچ الا دل سنہ ۱۱۰۷ میں
واقع ہوئی۔

حضور پر نور کو اپنے وفادار وزیر کی موت کا سخت رنج ہوا اور انک حسرت لپکا گئے۔
انکزار حضرت میر مومن صاحب کے دائرہ میں بنایا گیا۔ لوگ انکی تربت پر عزتیاں
لکھ کر لٹکاتے ہیں۔ متعین مانتے ہیں۔ عجب آدمی تھے۔ سلطنت دکن کی واقعی
پریش سمارک تھے۔

ہندوستان بہرہ کے قاضی اہل اسلام اور خصوصاً گورنمنٹ آف انڈیا کو نواب سر سالار جنگ
کے انتقال سے کمال ملال ہوا۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ کے فرزند ان دلہند

نواب مرحوم نے اپنی شہرت و نیکیاں کے وارث دو فرزند ان رشید چوہاے۔ بڑے
نواب میر لایق علیخان بہادر جو بعد تخت نشینی حضور پر نور کے وزیر دکن ہوئے
دوسرے نواب میر سعادت علیخان بہادر میر الملک۔

راجہ نریندر بہادر کی منفرم مدار المہامی پور

بعد وفات نواب مختار الملک بہادر کے عہدہ دیرانی خالی ہو گیا مجبوراً سب سے زیادہ
عمر رسیدہ دیکھ کر راجہ نریندر بہادر وغیرہ راجہ چند لال کو منفرم مدار المہامی مقرر
کیا گیا۔

حضور پر نور اعلیٰ حضرت نواب نظام الملک میر محبوب علیخان
بہادر آصف جاہ سادس کی باضابطہ تخت نشینی
سنہ ۱۱۰۷ میں نواب مارکوئیں لارڈ پرن گورنر جنرل و دیر سے کشور ہند سے

حیدرآباد میں شریف لاکر حضور پر نور جبرگن عالی متعالی نواب میر محمد علی خان بہادر
منظر الملک نظام الملک آصفیہ سادس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو باضابطہ مسند نشین
ریاست کیا اور خان نظام سلطنت دست مبارک میں دے۔ بڑی دھرم دھام سے
جشن ہوئے اور بے انتہا خوشی رعایا برابائی منائے۔

نواب میر لائق علی خان بہادر سرسالا رجنک عماد السلطنتہ کی وزارت و مدار المہامی

جب حضور پر نور نے باضابطہ مجلس فرمائے و سلطنت آراستہ دکن پہنچے تو دوسرے
روز نواب میر لائق علی خان بہادر سرسالا رجنک دوم کو مدار المہامی کا عہدہ اور
خلعت عنایت ہوا اور یہہ دیوانی جس گہر کی تھی اسی میں پہنچی پہنچے عن محمد علی
جابر سال سے زیادہ اس عہدہ کو سرسالا رجنک ثانی نے سرانجام دیا مگر آخر کو کہ
ایسی ہیچد گیان آڑین کہ نواب میر لائق علی خان بہادر کو استغفا ہی دینا پڑا۔
امیر کبیر نواب سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر
کی وزارت

مسندۃ الامین نواب میر لائق علی خان بہادر عماد السلطنت نے وزارت سے استغفا
دیدیا لہذا بعد کان اطلعت نے نواب امیر کبیر سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر کو
وزارت سے مشرف فرمایا آپ کی وزارت کے رکن اعظم ایک رکن مولوی
شاق حسین صاحب اقتصاد جنگ رہے لیکن مسئلہ امر میں یہہ صاحب خارج البلد
گئے اور ان کے جانشین کے بعد مولوی محمد علی خان بہادر محمد الدولہ محمد الملک بہادر
ریاست سے چلے گئے۔ اس زمانہ سے اس وقت تک امیر کبیر ہی عہدہ وزارت پر
سرفراز رہے۔

مسندۃ الامین نواب لارڈ ڈفرن دیکھو اگر وزیر ہندوستان میر آہاد شریف

لاستے تھے اور کئی خاطر تواضع میں بھی کوئی دقیقہ اڑھانہ نہ کہا گیا تھا۔ بڑی خوشی منائی گئی تھی۔ کرنل مارشل ادنیٰ کی تشریف آوری کا نتیجہ تھے۔ سہمی نواب لارڈ لینڈاؤن و سیرسے ہند کی تشریف آوری ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۵ء میں نواب لارڈ لینڈاؤن و سیرسے گورنر جنرل گورنر ہند حیدر آباد میں تشریف لائے اور ان کے خیر مقدم کی بھی بڑی خوشی منائی گئی۔ پڑھن سٹا رزیدنٹ جن اس زمانہ میں انتظام سلطنت میں بہت کچھ عزل و نصب ہو رہا ہے عجب ہنگامہ ہے۔ مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ ہوم سکریٹری سرکار عالی کے مقدمے نے ساری ریاست کے انتظام میں گڑبڑ ڈال دی تھی لیکن الحمد للہ کہ حضور اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مبارک سے ملازمان سرکار کو کار برداران سلطنت کو یہ کچھ اطمینان ہوتا جاتا ہے۔

کیونکہ فتح نواز جنگ مطلق کئے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد نواب انتصار جنگ بکھر لینے مولوی مشتاق حسین صاحب ذلیفہ باب ہو کر ریاست کے حدود سے باہر تشریف لے گئے اور ان کے خدام بعد مولوی مہدی علی خان بہادر محسن الملک بھی نیشن لیکر ریاست سے علیحدہ ہو گئے اقبال علی خان صاحب بھی بار ملازمت سے سبکدوش کئے گئے اب نئے انتظام کا نہ دو شور ہے۔ نئی پارٹی کا اقبال جبکا ہو اسے ریاست کی نئی کلین نئی سولین باتوں میں ہین پرانی برکت چھا جہم برس رہی ہے آخر کار وزارت میں بھی انقلاب ہوا جو درحقیقت کوئی انقلاب نہیں ہے کیونکہ نواب اعظم الامرا سر اسما نجاہ بشیر الدولہ بہادر وزیر اعظم جہم ماہ تک آرام کریں گے اور بجائے ان کے نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر منفرم کار رہیں گے۔

خامکر مرشد زادگان کو عطا ہونے سے تجھے صنوبر میر نور کی بارگاہ سے سرفراز و مقناز ہوئے۔

حضور پروردگار نے بار بار فرمایا کہ عہدہ دیوانی اینٹ پائنتہ میں لو اور اس طلب القدر کام کو انجام دے لیکن اس
جو اس قدر اس کام کو منظور کرے کہ اعظم الامرا اس پر جوابہ کی طرف اشارہ کیا یا نہ کیا چاہے الایامہ اور مرصحت
اعظم الامرا ایہا در قلندار سے طلب کیے گئے اور جب نواب مبارز الملک صف الدول انتقال کیا تو اس کے
نواب اعظم الامرا ایہا در دیوان و مدار المہام مقرر ہوئے۔

ابن زبائن امیر از ملک کے مرنے پر یاد کے لہجے سے فرما اظہار الدولہ علیہ نزل پر معصیت نہ دیا اور
تسلسل الامر تیغ جنگ بہادر کی جمعیت باگاہ بکر کی سردار الملک گہانسی میان اورنگی
نادیک لہجے سے فرمایا گہانسی میان بڑ بہادر جرمی سپاہی تیرے ذیل کندی براس بیگن
ایجوہر شجاعت خوب خوب دکھا تو آخر کار صحت مانہ یمن نواب غفر نہاب علیہ صلوات اللہ علیہ
مصرف اور تمام انگل پر حیرت نواب شمس الامر تیغ جنگی ہارنے سے بیچ اٹھائی شہداء کو اس
جہا فانی سے عالم جاوردانی کی راہ لی حضرت غفر نہاب کے نہایت ملال خاطر ہوا بہت ہوا بہت تہمت روئے
اور تین روز تک پیش قدمی نہ کیا اور انھیں قتل کر کے ان کے رنگ بھی نہ بکھانے سیرنگ کا کپڑا نہ پہن
تہمت نواب معجم کی لاش دیکھا مسیحین برہنہ نہایت خون کی گئی اور پھر مقبرہ دوسو علی دیان دہ
بنایا گیا کہ ابک موجود ہر سال عرس بھی دہرم دہرم ہوا اور خلق خدا کو برائی کہلائی جاتی ہے
نواب شمس الامر تیغ جنگ بہادر غفر کے خلف ارشد نواب شمس الامر امیر کبیر فتح الدین
بہا اس وقت صرف گیارہ سال عمر وارید آباد میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس کسب الحکیم سلطان علی علیہ
حیدر باداوسی لشکر کے شمار دارانہ قلمداد سے مومن و پر نور حکم و پاکہ مرث زادہ جہا نوار بادشاہ
انتقال کے لہجہ جادین و مہاجر مہارسی میں آدھار بارہا کر شکرین دخل کریں اور سپرد و نون مکرر
دیجے کے لہجہ دہ جادین و مہاجر مہارسی میں آدھار بارہا کر شکرین دخل کریں اور سپرد و نون مکرر
جب اٹھنا غفر اہل طیف جانا تھا تو امیر کبیر بہادر پیشہ اعظم الامر ابداہ و بیہو و بیہو مہارسی
بنی ہوا اور ہونے لگے۔ بعد عالم جنگ کچھ لڑ نواب شمس الامر بہادر کی شادی انوار بادشاہ

میں ہوئی بعد حضرت غفرانہ بظہور سستی و انتظام عہدات دولت مرشد زادی عالمگیرہ اوس میں ان بخت کی شادی کے سر عزت انعام تر تہ بلند پر پہنچا یا اس دی کی ہوم دہم کمال لکنا اٹھا تحریر ہو باہر اس طرح نواب شمس الامراء امیر کبیر بیاد خاصا قریب سلطانی میں داخل ہو۔ نواب مغرت منزل کھنڈ جا گیا کئی مرتبہ فرزان کی اسیم اللہ خوانی کی شادی میں ان مکان پر آ۔ نواب مرالدو مہا غفران منزل نے منصب ہزاری - مفت ہزار سوار و علم و فقاہ و دانشائیل معاری و بالکی جبار و دماہی مراتب رسالہ سلوران یا کنگا قدیم و بلا شمس لیرین تو جانتا رشتہ بادشہر نالان برق کو اس مرکز کے بھلا امیر کبیر عزت تو قریب بخشی اور جاگیر حاصل بادن لاکہ و دیہ کی بھی عطا فرمائی جس حالات زبان و خاص عام ہیں۔

ان کے فرزندوں میں ہر روز ایک صاحب ات غایہ حسن و سیرت شکر جبار حاضر کرتے تھے اور جو دم و ہر خط و خطی نام کو کہتے تو بے بندوبست طیار دہیا رہتا تھا۔ یہ صبح ہر وقت اپنی ولایت بوجہ تیار ری کیلئے مستعد و سرگرم رہتی تھی۔ اسی عزت و حرمت کلی میر کو نصیب ہوئی جو نواب امیر کبیر بیاد کو خدا کے دربار عطا ہوئی۔ آخر ہر مسئلہ میں دنیا فانی کو نصبت کر کے جنت کا راستہ لیا۔

اخلاق و عادات

صاحب شان شوکت و شکوہ و انبوه و جاد و خدشت قدر ان اہل کمال رفیق پرورد و جیشناس حقائق صانف ملک و علی الخصوص علم یا مینی میں ادشا کامل فن۔ سبقت و ہیئت و جیشیل کے اوتسا و چانچہ کی تصنیف شہیرہ جو ہے۔ بہت مدینہ شہر حید آباد میں جاری کے اوتسا و علم نوکر کہی اور عام لوگوں کو رہنمائی کی جائز بی رگوں کو جو انکے مدارس میں پڑھتے تھے و درود و پیدہ مہینہ و لطیفہ بھی ملتا تھا سخاوت و حسنات کا خیر میں بھی کجا رہا تھے۔ ایک لاکہ روپیہ سال خیرات کرتے تھے اور ہر شہر خاص ماہ رمضان المبارک میں صرف ہوتی تھی۔ شریفین میں بارہ مہینہ انکے طرف سے سبیل جاری رہتی تھی اور انکے بنا ہوئے عمارات میں دیرا نماہ عالی شان عمارات سکون مقام خود علاوہ برین ہر ہر صاحبزادہ لاکہ ایک بیٹیر محل طیار کرایا تھا۔ بلوغ باری دی۔ و بیرون شہر عمارت جہان نما جو حضور پر نور کی سیرگاہ تھی مع ملائکہ و دیگر۔ سا جہاں شمار جنین موزون و نو کرتے اور موضع شمس آباد کا قلعہ و آبادی۔ تمام انہیں کے مراثت سو ہیں۔ اجرام و فلکی کے علم

موجود و خطاب منسوب جاگیر سے سرفراز ہیں۔

اول نواب سرخوشید جاہ بہا کی جلی خیمہ و باغ خانان و فرزند و بلند موجود ہیں اول نواب علی علی
بہادر جنگی شادی مرشد زادی حضور پور نور نواب افضل الدولہ بہا منظور سے اس سال میں ہمیں جو یہ بی بی بی بی بی
دوسرے نواب قارا لامرا اقبال الدولہ بہادر جنگی خیمہ و باغ خانان نامی بخوشی کامرانی موجود ہیں بعد وفات نواب
امیر کبریہ الدولہ بہادر نواب غدار الملک بہادر کو بیٹے حضرت جو جو جنہوں نے ۹۹ سالہ عمر میں فوت پائی۔

نواب سردار الملک بہادر

برائے بی بی نواب شمس الامراتی جنگ بہادر کے تھے انکا اصل نام گہا نسی بیان تھا۔ بعد نواب غفر نواب بن برسا کہ
بہت ہزار سوار و پیادہ سرفراز و ممتاز تھے اور حضور پر نور کے مقرب تھے انکو بہت ہزار بی علم و لغو
و نشان و نوبت و بالکی جہاں دار بھی عزت ملی تھی اور خطاب ملکی سے بھی مشرف تھے۔ انکا حال شجاعت و
ہم کاری کے ہیں غفر الدولہ اعظم جنگ کی لڑائی میں بڑی جواہر دی گہا نسی تھی اور مدد و ہمدردی کو تو کمال کیا
جو قریب غفر الدولہ میں ملازم تھی اسی بنا پر ہندی لوگ ان کے عدوت رکھتے تھے ایک ہندی بی طرافت کی
عائشہ خانہ میں جو بہادر و شجاعتی ملازم تھی عشرہ محرم میں مرشد غفرانی ہوئی تھی گہا نسی میان بھی ملان موجود
تھے مگر بہا و غفر کی باندہ جو تھے اسے مسرت میں جہاں بعد ہی سلام کے بہانے اندر گھس گئے اور غلاموں
پر کہہ لیا اور ہندو ڈالا کسی کی بددعت کی اور یہ جباروں کی ہمت کو ہمو کر بھاگ گئے بعد ازاں شہادت کی
غلاش کی گئی اور مجرم گرفتار قتل کر گئے اور نہ ہی جی اور اس کے جباروں کی باندہ کی ناک کھٹا کر لبدہ
افش کر دیا گیا۔ مہدی بابیچ جید فتنہ بالکل مغرور و لالہ ہو کر اس طرح سے تعقیب کر کے پیر لایا۔
اس بہا کی لاش میں کہ مسجد میں لائی گئی لاکھوں خلقت کا ہجوم تھا انکا سینچین و بونہ متناہیں خون ہوئی
کہتے ہیں اس قتل ہوئے دور و زبیر سردار الملک گہا نسی بیان سے خواب دیکھتے تھے کہ سواری حضرت
سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی آ رہی ہو تمام سیر پوش فرشتہ چہرہ سوار تھا ساتھ میں جسے شہید
کا گھوڑا ان کے مقابل آیا تو گہا نسی بیان آداب و بجا لائے حضرت امام حسین علیہ السلام حکم کیا کہ ایک کون ہو
گہا نسی کو دوا دینا کہ کل طبع کا حکم دیا پس گہا نسی بیان اس کو گھوڑے پر سوار کر دیا اور ہوا کہ اب جلدی غریب

دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی صبح صادق کا دفت تھا انہوں نے جاکر شاہ جلی علی دین راہنہ کی حالت بیان کیا انہوں نے انکو تلی دکر رخصت کیا اور انکو ملتان اور سوہان کیا کہ شہزادہ ملک کی حیرت نہیں ہو انجام اچھا نظر نہیں آتا چنانچہ دوسرے روز میرا قہ ہوا۔

جہاں کہ وہ سرور و مہر اللہ ہوا۔
 اہل حق کا مژند و لبتہ جو اول شہزادہ دولت پور میاں۔ دوم اعظم جنگ حسینی میاں
 دونوں نوجوان گئے۔ تیسرے کا میاں جنگ قطبی میاں۔ یہاں کی شہادت کی گرفت بالکل حسینی
 جب وہ ان کے تمام کارخانجات پر قبضہ کیا اور چھ حصہ رنجستاب پوری صوبہ بارہ زنجیرہ خود فرید میاں
 جاکر سیر حاصل منانہ ہوئے۔

نواب امیر الملک بہادر

برادر بی حضرت نواب سید امیر علی مراد خان کے تھو جس نے جنگ بہادر فوج پائی اور امیر کبیر بہا صغیر
 قرا محمد الملک ہی اس فوج کے سربراہ رہے اور اسی عالم میں فوج پائی۔ اس کے فرزند سیف جنگ فر
 انجیا کے سر کے بعد خیر روز امیر کبیر کے علاوہ کہ بعد علی ہو گئے اور از حد قصدا ہو گئے نواب امیر الد
 بہادر آخر کار ان کو خطاب امیر الدہلوی سر فرما کر کے رسالہ سواران پیدا عزت بخشی۔

نواب کن الدولہ موسیٰ خان بہا اعتقاد جنگ اراکھام سرکا

انکا اصلی نام میر محمد یار تھا انکے بزرگوتکا اصلی وطن شہر بخارا اور اس کے بعد امیر عالمگیر بادشاہ افغانی کے عہد میں
دور ہوئے ہوا در خواغی الدیخان نے افغانیوں سے جنگ کے پاس اب حضرت تائب صغیر نے اس کی تعلیم پر بزرگوت کو مقرر کیا
ترکی خان کا خطاب ملا اور اس کے نزدیک امیر میر غنی خان میر کند کے قلعے کی کاری پر مامور ہوا اور
نواب مظفر جنگ کی وفات میں صوبہ بکر بجا پور کے سردار سر فرغی بابا جان میر غنی خان کا بھی انتقام
ہو گیا تو ان کو فرزند بھی میر محمد یار اسی کے سرداری پر مامور ہوا در بعد نواب مظفر شتاب کو نواب ملا جنگ
بہادر کے عہد میں بخا بکر ہی میر غنی خان بقدر رسالہ جزائرا نمانان رسالہ سرداران میر کند ہو۔ جب
عہد میں نواب خضر شتاب کو صوبہ بکر بھیجا اور علی تو بواسطہ محمد امین الملک شاہ نواز خان کیل مطلق نواب
امیر الملک ملا بک جنگ تھا۔ رسالہ کی بھٹکری پر سر دراز ہو گیا اس وقت چکر جب حضور پور

وزاب غفراناب کا زاد حکومت و سلطنت آیا تو قاضی خطاب نے میرٹھ دار فاضل طلب میرٹھ دار خان کو منصب جبار
ہزاروی علم و فنکارہ و نشان پاکی جہاں دار و خطاب اقسام جنگ و معرفت بخشی۔
سکھ لہ میں بہت ہفت ہزار شیخ ہزار سوار و عطا ماہی مراتب خطاب کن لادولہ سر فرزند ہوا
و مدار الہامی سرکار پر فرزند ہو۔

سکھ لہ میں جبکہ نواب منتخب ہو رہا تھا تو ملا برادر بابا بی درگاہی بہر سلافتہ و نادر نصیب کے لڑتے
اسمعیل خان بی خیر کے لشکر بار کے ساتھ کئی کرتے چلے جاتے۔ جب قصبہ ہزار افراسیاب و ہزار بن تمام
ستہ کن لادولہ میرٹھ خان اقسام جنگ تیار ۱۷۹۹ حضرت المظفر علی خاں خیمہ حضور پرورد میں فیض گارڈی کے
ہاتھ سے قتل ہوئے۔ انکی نازش انکی رخصت ہو لعلی کے پیار کے چور دفن کی گئی اور ادنیٰ
بتائی گئی کہ اب تک مع مسجد دجا و متبرکہ و مرچر شاہ علی مرین ترک اصفیہ ناری کئی سے خیمہ
نصیب باد۔ ایک تاریخ مقبورہ لکھی ہوئی ہے اور وہ ہے: **دفعہ اول از شہدایان زمین**۔ دونوں بزرگوار
ان کے قتل کی مورخہ کن دو زمین لکھی ہیں۔ **اول** یہ کہ ایت مغرمین جبکہ لشکر نواب خضر نواب کا کوئی
منزلین کر رہا تھا کہ کالی بیگم صاحبہ جو نواب میں نظام علی خان بہادر حقیقی بمشیرہ تھیں کن لادولہ میرٹھ
خان بہادر اپنی دیوار کی پوریسی کی زبان کی کھلا بھجا کہ چونکہ سفر طولانی درمیں ہوا و ہمارے تہہ کے سبب
پیرا سالی مشکل سے چلے ہیں لہذا ایک جوڑی نوجوان سیلوئی ہمارے تہہ کیوڑا حلیہ و حل کرین۔ رکن الدین
بہادر کہہ بہت اچھا بھرا دوں گا۔ گواسر عدہ پرورد گد رگیا اور بل نہ پہن گئے۔ بیگم نے میرٹھ پر دیکھ
بھی اور تکیہ کی۔ اس جاں گوارا پر بیہ ہنسی سے ان کے تہہ شروع کر دیں اور کن لادولہ بہت سے رو برو
بلا دینی پیش آیا۔ انھوں نے اسکو بڑا مہلا لکھ کر کھلوا دیا و جا کر خاموش بیٹھ گیا۔ تیسرے روز بیگم نے پیرا
کو سخت کھڑکے لکھ کر بل لایا۔ حکم دیا۔ پیرا بیگم کہہ بیٹھ گیا۔ کسی دوسرے غلام کو سیر ہو فدی کو دیا
کہ کجا بیگم نے اسکا سر پر کیا اور بیٹھوا دیا کہ گذشتہ کا اظہار کیا۔ بیگم صاحبہ حال سن کر سخت خند
ہو کر بیٹھ دیں۔ نواب غفراناب محل میں تو کہنا کہ اسے وقت بیگم نے نواب حضور کو کہا کہ
بہائی اگر نواب مغفرت اب کی اولاد میں غم بھی ایک لڑکی پیدا ہوئے تو بہت بہتر تھا کیونکہ تہہ کی یاد دلا

میں ہمارا ایسا حال ہو کہ غیرت پر سپہی کی بھی ردا دار نہ ہو لی بس ہماری غیرت کہاں ہی اب مستطاب ہے
 واکہ خباب مجھ کو سیالی لشکر نذر فدا دین ہر زمان آصفیہ کو دینہیں ہوں بلکہ مجھ کو بھی ترغیب فدا دین کی دیکھ کر عشا
 جنگ جمل پر مشورہ وغیرہ احتمال سلطنت لا جائے۔ بلکہ جتنا نے فرمایا کہ میں عالمین تم اسیر لا جاؤ و بے اختیار ہو کر
 ہی کو اجازت ہو کہ جو کچھ ہم ہو کہ علمین لا دین نواب مستطاب فرمایا کہ اب بخارین جو باہین ہر کین کو
 شخص آج کا مان ہے۔ بس بلکہ صاحبہ فیض جو ان کا ردی کو بلا کر کہ فیضو مجاہد ہمارا اک کام جو زمین تری
 جان کا خطرہ ہو تو اسکو کر سکیا یا نہیں اسکو کہنا اگر ہزار مہی تین آکے کام آوین فرق مبارک پر نصیب ہیں۔
 بلکہ جتنا نے کہا کہ اگر تونزدہ سچ آیا تو مجھ پر زیادہ مجھ کوئی عزیز ہوگا۔ ورنہ تیری آواز کوئی نہ ہوگا فیضو
 کہا فدا کر دیا جان منظور ہے۔ تب بلکہ صاحبہ کہا کہ کہن الدواہ دیوان فعل کر ڈال۔ اوسن اس کلام کو سن کر
 ہی عرض کیا کہ اگر حضور پر نوزبان بلکہ کورسا فرما دین تو مجھ کوئی غدر نہ ہوگا۔ بلکہ جتنا نے فرمایا حضور فدا
 زبان تو نذر فدا دین لیکن اوسن کہ رو برو میں مجھ کو حکم دو گی اور وہ خاموش ہو جاؤ گے تب تو قل مجھ فیضو کہا
 و دیکھ کر زرات کی وقت جب اب مستطاب حمل میں نہ تھے فرمایا ہو تب حضور پر نوز کو کہی بلکہ صاحبہ ایک رو
 کے اندر لیکر بیٹھیں اور فیضو جو ان کو بلا کر کہ فیضو تو نے ہماری اور حضور پر نوز کی شبیہ مبارک دیکھی اوس
 عرض کیا مان دیکھی۔ پس کالی بلکہ صاحبہ فرمایا کہ ہماری باکان کہ کوسن حضرت کا حکم ایسا ہو کہ کہن الدواہ
 کو قتل کر ڈال۔ فیضو نے بسر و چشم قبول و منظور کیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اوس زمانہ میں کالی بلکہ صاحبہ نے ساسو رو پکا کر اسکی قتل و جھیلی بنا دی
 آیا تھا خرید تھا اور اسکی رقم کی چھٹی خاص حضور کے لائیکلی لکھی ہوئی تھی جیسا ادا کرنا کہن الدواہ کے نام تھا
 جو نکاو سن نشین لیب غریب ہے جنگ جمل ہوا ترسوا ادا تو رقم خواہ فوج و مہیا کرنے اسلہ و سامان
 جنگ و دیگر مستطاب لازمہ سلطنت اور کسی جگہ رقم صرف نہیں کی جاتی تھی خزانہ میں رقم و اجسی رکنی تھی
 خرچ بندہ زیادہ بڑا ہوا تھا انفعول جراسکی ضرورت لائیکلی تھی ادا کر گور کرا لود کہ کرا تان سوا فکر
 فرما بھی فوج و کوسن سبکے عیش حرام تھا۔ چنانچہ فوج بھی ایسی نہیں رہی تھی ادا مسدود جگہ شمار فرما
 ہر گئی تھی کہ قتل و کھا مقابله بجز لیون مرہون کہ نہیں کرا تھا بلکہ نوز مال سلا کہ چاندیشہ نہ تھا۔

ایسے تین سو خرباری باج چاہا کہ ادا کرنا چاہے چاہے اس سے بچا کر نکل کر گزرتو اور رکن الدولہ ہر روز اس کو سکوٹا
 کر لے میں تا تو کو روز سکوٹا نکالتا سواروں سے لٹا تو سکوٹا کو رکن الدولہ بھی مہی میں بیچے تو وہانی دیا وانی رقم کیلئے نہ کی تو اب تعالیٰ
 کو چاہے انرا اور عمل میں جا رہا ہے کہ جو کہ فقیر کا بیٹ بھی کیا تھا اور کشتی میں کپڑا اور تیس برسہ کر کے نکل کر لگا کر کہ تیرہ چار ادا کر
 تین تیس برسہ فقیر جہاں جا پڑوخت کر لیا تو نکل نفلت کر کے پھر ہر روز فقیر سے اس طرح کا کام کرنا کی دعا و تیری کی دیکھ کر پڑوخت
 اگر دوشنبہ رکن الدولہ اب بستر پر بام کو بیچ کر مصمم الملک کے آدمی نے اگر فقیر سے میں بھی کر کے الدولہ تو یہ کیا کرت
 جو بلا دیا اور جواب کیا کہ معلوم ہوا اور پھر کھانسی نہا دین شرف الدولہ بدلو خود رکن الدولہ فقیر سے کیا یا اور چاہا
 سو باغہ کہ کر کے الدولہ کو سیدار کیا رکن الدولہ نے کہا کہ اس فقیر میں کس کس نام تو می شرف الدولہ کہ کہا کہ لوگ ابھی
 بارہ میں آیا دیا کہ تین دن طرح طرح کی حالت کر رہی تھیں سب بھلا کہ اب چند روز سے ماحلوہ جو دین اور میر کہ کر کے
 لگا رکن الدولہ نے کہا ابرا در تو کیوں ہو میں بچہ کہ فقیر نہیں لگا کہ مجھ کو فی فوج کر ڈالیا یا ڈالیا۔ پس تم
 حاضر جمع رہو اور فقیر میں جا۔ آخر حاجب منزل خبر دین میں بھی تو حضور پرورد دست مبارک میر پر کہ کھڑا مام کو
 رخصت کیا اور رکن الدولہ بھاد کو بھی آہنچہ میں جا گیا کہ کو دیا تو انہوں نے کہا کہ ندی کی کچھ غرض کرنا ہے۔ حضور
 فرمایا کہ مجھ کو منع سے مراد کیا جو جانامر دے جاؤ پھر سونو لگا انہوں نے کر عرض کیا کہ ضروری معاملہ میں جا کر
 کرنا ضروری ہے حضور نے فرمایا اگر ایسے ہی ضروری اس پر تو خواسی میں کیوں نہیں عرض کر کے کہ جب حضور پر نور فقیر
 مبارک کو قریب پہنچے تو جب پھر رکن الدولہ عرض کیا کہ ضروری معروضہ میں شراج مبارک بہرہ ہوا اور فرمایا کہ
 کہو کیا کہتی ہو میرے فرما کر خیمہ کے اندر بیٹھو اور رکن الدولہ پر کہ پاس باہر بیٹھے۔ اب تہ اجل ان میں چاہا کہ
 بیٹھے ہی فرشتہ بل بیٹھے جو ان ابی بندوق خیمہ کے گوشہ میں کہدی اور رکن الدولہ کیا کہیچے کہ اگر کہند ہی رہے
 کہ کہو کہ انواب صاحب استغنی میٹری ہی کہتے ہی ایک ایسا جہر مارا کہ آج نکل گیا فقیر کا کہ مر گیا ان الزار
 نے جب کہ ایک ہی لموار میں اس کا تمام کام کر دیا مطلب یہ تھا کہ شاید بیلہ معروضہ پر نہ کر لیں ہی ہمارے شہید
 انہاں ہو جائے اس ضروری کہ دولوں کی باری مرین۔
 اس واقعہ کے ہوتے ہی حضور پر نور باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ جو زمین جاؤ آج کا اس حال کو
 پہنچو۔ افسوس۔

رکن الدولہ نے عرض کیا کہ جاناری نوکری کا سرانچ ہو لیکن اگر جاوے مناسب ہو تو بہتر تھا خیر کچھ سوچا بہتر ہو
لیکن مبارز الملک بیٹا اوسمیل خان بہا اس کے سنے سے سخت پریشان ہو کر لہذا فدویکو اذکو تسلی نام لکھ کر اطمینان
کے دیئے یہ کہہ کر منشی کو لایا اذو خط لکھ کر لکھ کر اپنے دستخط اور دو تون پاس بھیجا دوسمین لکھا تھا کہ بدینہ سحرنا گزیر
اطلاع حضور پر رونق واقع ہو گیا خالی کو اس قدر کی مطلق تھی تم لوگ ہرگز ہرگز دوسرے خیال نہ کرنا اگر جہنم
ہو لیکن میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر امر میں نیک طبعی فرمان برداری و جان نثاری سے کام لے کر کی لازم ہے عیدانہ میں لکھ
حضور پر نور جان جا اداک دست تیرا اور زخون میں لڑ لگا کر گھر۔ رکن الدولہ کو بالکی میں لکھ کر اذکو خیمہ میں گئے
لیکن صبح صادق کبریت افویک لکھا گئی اور خود دولت و اقبال روانہ عید ربابہ ہو۔

ایک سال و نقل بھی ہو چوسنے کے قابل ہو رہے کہ ایک روز نواب رکن الدولہ اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھا رکن الدولہ اور غصہ
میر علی خان بہادر منشی کو بائیں کر رہے تھے کہ سید صاحب خان بہادر لکھنؤ میں ان بہا شجاعت الدولہ خیمہ کے دروازہ
پر آئے ہر گز اذو دست موجود تھے گارڈ بونٹا اذکو اندر جا کر روکا اذکو کہیں لکھنؤ میں تکتے ہوئے گئی۔
ہر کاروشن اگر گارڈ بونٹا کو لکھا اور اذکو چوڑا ہوا۔ رکن الدولہ بہرہ بہا شجاعت الدولہ خیمہ کے دروازہ
آؤر کا سید صاحب خان بہادر گئے رکن الدولہ کہہ آؤر صاحب۔ سید مصوف خیمہ میں آکر کہا کہ میں جان
سولات کوئی نہیں آیا۔ بلکہ یہ کہہ آیا ہوں کہ خدا بہرہ بہا شجاعت الدولہ دروازہ پر تکتے لکھنؤ میں غصہ کیا
ہو کہ انصاف سید کی بددعا ایسا نہ کیا کہ رکن الدولہ اسی ہفتہ میں قتل ہو گئے کہ ہم کہتے ہیں اہرہ غلط ہے کہ
سے بروفاطم اذو سر لوک جنہوں لکھنؤ میں قتل ہوئے کو قتل قتل کر ڈالا اذکو کہہ بھی اوس کی سزا نہ ملی اور
نہایت معنی کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کی۔

رکن الدولہ کی بیٹی ہوئی عمارتوں میں ہر موسیٰ ہم جو ایک بار ہے
ذکر نواب اعظم الامر لارسطو جاشیر الملک غلام حسین مجاہد
فرزند احمد وکیل مطلق و قضا ر دولت امضیہ

نواب لارسطو جاشیر کا اہلی نام غلام حسین ہے اس نام سے سند ولادت بھی نکلتے ہیں انکو سب کا سلسلہ نو شہر دار
ناب ہو چکا ہے۔ ان باب فرخ نواز خان حضرت حضرت نواب ابی سعید بہادر کے جہد میں خطاب عالی مشرف ہوئے

صوبہ ایک صوبہ بار پر سر فراد ہوئے۔ اور حاجی احمد بن دینار انتقال کر گئے۔

اوپر کے فرزند غلام حسین بن حضور پر نور نواب میر نظام علی خان بہادر بہار کا بھائی تھے۔ اور تھے۔ چنانچہ میر محمد قتل ہو گیا۔
میر نواب حضور کے شریک مال ہوا۔ اور اس کے بعد بونی محالات بار و صوبہ داروں کا باد پر سر فراد ہوا۔ اور غلام حسین الدود سہل جنگ عطا ہوا۔ تصفیہ اور بنڈت پر وہاں اور معاملہ گہوجی بہار کے لکھنؤ اور نواب گہوجی کے
بعد از ان جب بازار الملک یوان کھڑا کر دیا اور وہ قلعہ نزل میں پہنچے۔ تب اب غلام حسین خان کھڑا
سے اوپر کے مسائل کے نتیجے میں لیکن جب نہ آ کر تو نواب بطور ہی قتل کا احداث سلطنت ہوئے۔

اور جب اب بازار الملک گہوجی بن حضور پر نور نواب میر نظام علی خان پہلے نے انہیں خلعت و وزارت عطا فرمایا۔
اور خطاب شہر الملک اور منصب ہفت ہزاری بہت ہزار سوار بھی عزت دی۔ اس کے تھوڑے روز بعد خطاب غلام الامار
بھی مل گیا۔ سرفراز گل بن جہراہ کا بہار شہزادہ کھنڈر ملک کے رہا اور سلطان العظمیٰ سلطان کے ہمہ میں لارڈ کا۔

لوہن اور جنرل ہارس کی آمد اور لشکر انگریزی معیت اور بنڈت پر وہاں الی بونا و ہری بنڈت بہار کے
بہر کر دی اور ان کا قہار و مکر عالی شریک مال ہوا۔ جس میں تنقہ لکھنے میں سلطان پر فتح بائی تو سلیغ ایک
روپیہ نقد اور ایک کر در روپیہ ملک کر دیا۔ دکنی کوڑہ و سدھو دھل قلعہ آصفیہ کرا یا اور خرچہ جنگ کا بھی حصہ

جو کہ انہوں نے ہمدردی ملی کو بلا طاق رکھ کر ایک سلطان ذیل پناہ پر بشارت لشکر فیروز میان بدوش کی قلعہ
ایک اسلامی سلطنت کی جڑ اکھیر نا جا ہی تھی اس کے خدا کو بہت مہربا معلوم ہوا اور اس کی سزا انکو بہت ملی کہ جب
اس کے لوٹ کر حیدر آباد پہنچے تو یکایک انکا اکھوتا اور نوجوان فرزند سیف الملک ملی میا کر گیا جس کے صدر

انکو وزن پیدا ہو گیا۔ میر عالم بہانے نواب علی خان بہادر سفارش کر کے شہزادہ اکھوتا بجاہ بہادر کو
تھے انکی فرزند میمن لوہا۔ لیکن چونکہ حضور انکا بہت بڑا تھا اسی پر بس ہوا اور ایک سخت خوریز لڑائی انکے
سر پر پڑی مجبوراً انکو سیف الملک ملی میان کے سکھ روز ہی لشکر آراستہ کرنا پڑا جسکو باغ کر دینا شروع

حضور پر نور کے ملاحظہ میں گذرنا سب کا اس فوج کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آخر کار یہ بھار لشکر بھی تعداد
ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور دوا لاکھ پیدل کے قریب تھی اعظم الامار بہادر حضور پر نور کے ہمراہ کاب کور دہ
قلعہ سید بہار چند روز میان قلعہ کیا تھا کہ جا ہی سمیند بہار الی کو الیر کے مرنیکی خبر پہنچی۔ یہ بہار بھی

حسب قرار داد جانین حضور پر نور کا دوست تھا اور جس حالت میں کہ لشکر لیکر نواب سطلاب کو لشکر شریک بنونکر
 لڑا تھا فوت ہو گیا اور کسی فرزند دولت اؤ سسیدہ بیگم کو زہان شاہ کو پتہ نہ پڑا کہ لیا اور حضور پر نور کو
 ترک کر کے رائے نہایت پر دہا والی ہو نا ملکینا نا پیر نوین اراکھام ہو نا اسکو جسے بڑا لالچ دے تھے اور بڑے
 بڑے دعد و عید کر کے اپنا یا بنا لیا تھا۔

آخر کا اعظم الامرا بہا حضور پر نور کے ہمراہ اس لشکر جبار کو لیکر روانہ ہوا۔ اور تمام کھڑلہ پر مرہٹوں کے مقابل
 شروع ہوا چونکہ سپاہ حضور پر نور میں اب اعظم الامرا بہا کے بہت مخالف اور دشمن بھی شریک تھا اور ہوش مرہٹوں
 و قلیل لیکر ساز باز کر لیا اور آخر کار فتح ہوئی جب شب کو حضور پر نور قلعہ میں داخل ہوا اور اعظم الامرا بہا نے دبا
 میں جانچا ارادہ کیا تو اکثر دشمنوں نے ارادہ کیا کہ راستہ میں اعظم الامرا بہا کو قتل کر ڈالیں مگر اعظم الامرا بہا کو خبر
 ہو گئی اور بڑی ہوشیاری سے اپنے اطہار میں باکو پہنچ گئے چونکہ عالم مجبوری تھا حضور پر نور کو انہیں شرطوں پر راضی
 ہونا چاہیے کہ پیش کہیں اور اعظم الامرا بہا حال اہل ہونا کہ گئی اگر حضور پر نور اس شرط بالکل ناراض تھے مگر
 اعظم الامرا نے عرض کیا کہ غلام و جبار و زمین سانا معاملہ درست کر کے حاضر حضور ہونا چاہیے دوبارہ مقابلہ کی
 ضرورت نہیں۔ پس حضور نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اعظم الامرا بہا کو روانہ لشکر ہونا کیا۔ یہ سب سازشی
 مخالفین اعظم الامرا بہا کی تھی جنہوں نے نا پیر نوین کو کہلا بھیجا تھا کہ تم حضور پر نور اعظم الامرا بہا کو حضور لے لیا۔
 جب اعظم الامرا بہا روانہ لشکر ہونا چاہے تو نا پیر نوین نے تین کوس گوا کر پانچ سو اوروں کے استقبال کیا اور اپنے
 اور اعظم الامرا بہا کے درمیان شامیہ کھڑا کر کے رو میں آنا اور باہم بغل گیر ہوا اور جانیں نے خیریت دریافت
 کی کہ تیرے کہ اعظم الامرا بہا کا ہاتھی جانا پیر نوین کے ہاتھ کے مقابل سپہنشاہ تو تونے میدان کبید کیا کہ جب تک
 نانا کا ہاتھی نہ پہنچ جائے تب تک تو رہنا ہاتھی بٹھانا۔ یہ بات مرہٹوں کے بیان غرضی عزت کی خیال کیجانی تھی کہ ان
 ہاتھی پہنچ نہ دینے سے بٹھانے تھے۔ پہلی باجر نانا کو زبان سن گئی۔ یہ بھی کہ نوابنا ایک روز روپیہ تہا راکھ کام
 نہ آیا تھا کہ یہاں سات لاکھ روپیہ کام یا یعنی تہا جو ایک کروڑ روپیہ چاہی سسیدہ بیگم کو بھیجا گیا اور
 بنایا تھا وہ تو مر گیا اور تہا ہی رقم بیکار گئی اور چار سات لاکھ روپیہ جو تہا عرصہ دوران فوج کو دیا تھا
 آج ایسا کام آیا کہ ملک کو یہ ملازمت کی سزا نصیب ہوئی یعنی آپ بہانہ شریف لا۔ اعظم الامرا بہا نے بھی

جواب دیا کہ یہ امر اتفاقات روزگار سے ہو گیا۔ نانا پٹر نویس نے کہا کہ خائب حضور پر تو راقرا کیا تھا کہ اس شخص میں
 برہنہ نہ تھا۔ ایک ایک ہونی اور لوٹا دیکھا کسی طرف رہا نہ کو دنگا اتنو معاملہ مگر گون ہو گیا اب کیا ارادہ ہے۔
 نواب نے جواب دیا کہ تم مجھ کو یہاں بیٹا اللہ کرو۔ نانا جواب دیا کہ انشا اللہ تھا آپ غرور ضرورت اللہ کرو
 عاصی کسی کو جا کر نواب رین حاصل کریں لیکن اتو اب چند روز ہماری ہوگا میں ہر تفریح طبع فرماؤں یہ ہم
 بھی حضور ہی کو دلچسپ نہ کر کے نہ فیما بین نسبت جدیدی میری ہے۔ اعظم الامرا بہادری کے فی الواقع ایسا ہی
 ہے اور مجھ کو بہت کچھ سکین بنا رہا تھا انشا اللہ سب کام مل رہا ہو گا۔ بعد اس سوال وجواب کے دونوں روانہ لشکر
 راؤ نینڈت پر وہاں ہو گیا اور کچھ خاص کے قریب پہنچا اور جا ہا کہ دونوں است بدست خیمہ کے اندر جاوین لیکن
 اعظم الامرا بہادری کے دروازہ پر پہنچا دیکھا کہ یہ کسکا خیمہ ہے اور مجھ کہاں لگ جاتے ہو۔ نانا کہا کہ یہ خیمہ خاص
 راؤ صاحب روٹ کا ہے جناب کو جا ہیو کہ ملاقات فرما کر اپنے خیمہ میں تشریف لجاوین۔ اعظم الامرا کہا کہ مجھ کو انکی
 ملاقات کیا سہوار ہے صرف مہربانی ملاقات کافی ہے کیونکہ اگر راؤ صاحب میری خواہش کریں تو شاید میرے
 بھی کوئی حرکت نامناسب نہ ہو میں اس واسطے اس ملاقات مجھ کو متا رکھنا پڑے تو میں نے کہا کہ جناب خدا
 توقف فرماوین۔ میں اب بھی حاضر ہونا ہوں۔ یہ کہہ لیکر اندر گیا اور ماہوراؤ کو سب کچھ سچا کر باہر آیا اور کہا کہ اب
 جناب بلا تکلف تشریف لے لیجیے میں اعظم الامرا بہادری کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اور کچھ کھانا منہ کھائی ہو رہا
 فرش پیچو اور دقتا پہنچ راؤ نینڈت پر وہاں پہنچا اور اسکو سلام کیا ماہوراؤ بھی تازہ نواؤ کی تعظیم کے لئے
 بلند ہوا اعظم الامرا بہادری کے دست راست کی طرف آکر بیٹھ گیا اور باہم ہتھکڑیاں غیرت کر کے نشست
 ہو کر روانہ ہوا اور اپنے خیمہ میں آکر۔ اور پھر وہاں لشکر نواب کے ہمراہ کوچ کر کے پناہ پنی نانا پٹر نویس نے انکو
 کے باہر ایک ٹان میں جو نہایت خراب پڑا ہوا تھا لا کر اتانا اٹھا لیا کہ ہر ارفع لبس اور ایک ہزار طرب لاتی
 انکی حفاظت و حراست برتتے ہیں گئے۔

مہور بہت محبت لوگ شل مانتا یا جنگ۔ سہیل جنگ۔ لعل چھان۔ لعل علیخان۔ درخان اور نینڈت
 وغیرہ کو دوست محض ہیندو اور مسیحی خطاب نہ تھا اور چند سکھاران اور فراموش غیر شاگرد
 کے متعلق کل مجموعی تعداد قریب ایک سو تھی اور کوئی شخص نواب اعظم الامرا بہادری نہیں ملے یا تھا۔ یہی جنگ

اندر جلتے اور باہر کھتے تھے تاہم انکی تلاش ہی بوقت آمد و رفت لیجانی تھی کہ کوئی کاغذ تو نہیں ہے سو اسے کاغذ کے
 اور کسی چیز کی محافظت تھی۔ جب اعظم الامرا بہادر پونا کو روانہ ہوئے تو حضور پر نور حیدر آباد کو چلے گئے اور راجہ شیبامراج را
 ریان اور ممتاز الامرا کو اپنا پیش دست مقرر کر کے اسوقت سلطنت کو انجام دینے لگے۔

اعظم الامرا بہادر کو تین سال اس قید میں محبوس رہتے ہوئے گذر گئے اور انکی موت انکی بائی کی نظر نہ آئی اور نہ کوئی شخص انکی
 فرما کو پہنچا اس علم حسرت مابین میں اعظم الامرا بہادر خدا سو لو لگائی اور دعا سی کی کا درد شروع کیا اور جی بڑے
 کے بعد بائی پر جو ناک کر اس کی بائی کو ایک خشک درخت کو بیٹ کی جڑ میں اس اسید ڈالنا شروع کیا کہ اگر میری اسید
 دعا ستحاب ہو تو میری ہونگی تو اس بہ درخت میں بعد سرسبز ہو جاوے گا اور میری کو پورے جالین میں پڑے ہوئے خرم و گنگا
 گھونٹا صفیاء محروم لکھتا ہے کہ ایسا ہی ہوا اور میں نے بعد وہ سو کہا درخت سرسبز ہے نخل لایا تب اعظم الامرا بہادر
 کو قیدیں کھل ہو گیا کہ ضروری دل برآو گی اور اوسنی کو پورے جالین میں پڑے ہوئے خرم کیا۔ جالین روز بعد ختم یعنی یہ
 مستعد بیٹھے تھے کہ دیکھتے پڑے غیب کیا منور ہوتا ہے ہر دن چوبیس کا وقت تھا کہ دفعتاً ہر کارہ خبر لایا کہ معرفت
 مامور اذیت کر کر گئے۔ اعظم الامرا بہادر کو کمال حیرت و استعجاب ہو کہ نیت اس دعا پڑے ہوئے موت مامور ہوا ہی
 ملو جو خاطر ہی اسواسم کہ انکی رہائی غیر انقلاب حکومت نہ تھی۔

نانا پیر نویس نے پہلے سچی سخت افسوس کیا اور یہ روک لیا کہ مائے افسوس اب یاست پونا جو ایک برس قید میں
 اور ہر روز اسکو مروج تھا اوسنے آج جواب دیا اب طرح اسید مروج نہیں ہے بلکہ روز بروز زوال شروع ہو گیا۔
 یہ کہ کوئی نانا پالکی میں سوار ہو کر آیا اور دیکھا کہ مامور او فوارہ حوض پر بیٹھا ہے اور فوارہ کا گلہ دستاؤں کے جگر پر
 گھس کر بار ہو گیا ہے۔ اسی واقعہ کو اسکا اظہار اندر عمل میں لگے گو۔ شو و غوغا مالہ و فریاد گریہ و زاری مامور اذیت نے
 آگے کہہ لی اور نانا پیر نویس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ جو کچھ تمہاری مرضی وہ بتائی اب بغیر تمام حکمرانی کرو
 کوئی شخص تمہارا راضی نہ ہوگا یہ کہہ کر روح اوسکی پرداز کر گئی۔

جیسا کہ ہوا ذکر کیا تب نانا پیر نویس نے اوسکی سلامتی کا اشتہار دیا اور صحت مزاج کی منادی کرائی۔ اور دو
 رات دن اوسکی پوشیدہ رہی۔ اور جو کچھ ہندو بت مزوری کہنے کے محو وہ سب کر لے۔ تباہی اوسکی خوش کو پوشیدہ
 نہیں معلوم کس جگہ ہو دیا۔ اور وہ سریش کی سبندنی کی فکر میں پڑا۔

اس مادہ کو کی نسبت کہتے ہیں کہ زرگری کا بچہ تھا۔ جب نرین اور زارہ گھناہندہ اور حسین نالودہ قتل ہو گیا تو
 نانیمن اور کی رانی حاملہ تھی اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ دانیوں نے جالاک کی کہ کے زرگری کا لڑکا جو اودیت پید ہوا
 نرین اور کی زر کو پہلو میں لے کر ڈال دیا اور لڑکی بستر گھر بیوی بچہ دی اور پھر کو دیا کہ رانی اور کا جی جو اس کے
 اور لیکر بطور وارث دفرزند پرورش کیا گیا اور پھر سندیا پر چٹا کر ریش شعل بنادیا جو آج اس طرح خودی کر گیا
 مختصر ذکر ریاست پونا

یہاں مسلم ہوتا ہے کہ کم کچھ کر رہا پونا کے حصہ شہر سردار گھناہندہ راگو کا بھی کر دین میں سیمہاری تھا
 کے پڑھے داناہیں بن نہ پڑیں۔

یہ رنگناہندہ اداہی اولاد میں عین عجز جو پڑا تھا۔ اول ناراؤ۔ دوم جینا آپا۔ یہ دونوں ایک ہی تھے
 تیسرا امرت راؤ اس کی مان جد تھی۔ اور یہ چوتھا بچہ تھا۔

مادہ راؤ کے وقت میں نانا پڑنویس نے ان تینوں کو قلعہ پور بندہ میں قید رکھا تھا۔ اور بلونت اور معتمد نے
 نانا کا دہزار سیاحہ ان کی حراست پر نہیں تھا۔

ایک روز اتفاقاً فرنگی آئے۔ راؤ نے اپنی ہاتھ سے رفقہ لکھ کر سر بوت دیا اور کی خدمت میں بھیجا اور کہا میں
 یہ تھا کہ ہم تم دونوں بھائی ہیں ہم کی طرح تمہاری حکومت دولت کے دشمن نہیں ہیں ہماری آواز دے
 کہ تمہارا جہاز ہر دنیا کی سرکریں اور مہتری مجلس میں ہر مہاراجہوں کی شہر کیوں اور مہاری شہر فرنگی

میں ہمراہ رکاب ہیں اور انبیا دل بہلا دین یہ کہ ہر کوئی نہیں کہ دنیا میں کیا ہر ہا کس طرح حلال ہو ہیں اور
 کیونکہ کافر ہیں اگر فی الواقع ہمارا ہر کوئی دشمن دولت نفور فرماتے ہیں نہ سناست کہ ہر قتل کر دالین ورنہ جا

فکر کیا کہ ہم تم بلا اتفاقی زندگی کے ہیں۔ یہیں رقبہ بلونت راؤ معتمد نانا پڑنویس کے ہاتھ کہ ہر از ہو گیا تھا
 مادہ راؤ پاس بھیجا۔ مادہ راؤ اپنی ہاتھ سے جواب لکھا کہ انشاء اللہ تم جیسا کہ تم نے لکھا ہے چھوڑو

اور کہا کیا جا کا اور کو بلایا جا کا خاطر جمع رکھو۔ اس جواب باجو راؤ بہت خوش ہوا۔ اور قلعہ ان کو نکال کر
 رقبہ کو باؤ دیکھتا تھا اور خوشی کرتا تھا۔ فرنگی ان نانا پڑنویس نے دیکھا کہ باجو راؤ ایک غلو کو دیکھ کر

با با خوش ہوتا ہے یہ کہ کیا سنا ہے فوراً یہ خبر نانا جی کو بیوی بچہ کی اور کہا کہ عجب قہ کہیں باجو راؤ کے ہاتھ

اگلبا کہ ہر ہر وقت بار بار کمال شتیاق قلمدان سے نکال کر دیکھتا ہے اور خوش وقت ہوتا ہے۔ نامانے کہا کہ جیٹری
 ممکن ہو وہ رقعہ وہاں اڑا لادیں تو میں بہت خوش ہوں گا اکیلے ایک تنہا رہنے اور میں تھک جا کر نامانے پاس
 پہنچا دیا کہ تو دیکھا کہ تو غصے سے سختی اور ہواؤ سر ہوتے کا ہر جواب راڈ کر دے کہ جواب میں لکھا ہے۔ دو سرور
 ناما پڑھیں حاضریہ ہو کر اول صف مار با عرض گو اور پھر بیان کیا کہ مہاراج باجو راڈ کر کہ لکھ کر بھیجا ہے کہ معاملہ
 میں لکھا ہے فدوی کو بھی خبر ہو۔

مادہ ہواؤ نے جواب دیا کہ ہلو جی راڈ کیا سر کاڈ کر دے باجی بن۔ اور نے پیر لکھا کہ البتہ خائب کھی لکھا ہو
 اگر تو خاص مجھ سے مہاراج ملاحظہ فرمادیں دوست تو فدوی عرفیہ کا یقین ہو گا۔ مادہ ہواؤ نے کہا البتہ۔
 ناما پڑھیں تب اس تھک کو مجھ سے پیش کیا کہ فدوی کو سیران گنا تہہ اڈ پھیرا دت نہیں ہے وہ بھی اس مایوسی
 کے مالک ہیں اور جو کچھ مایوس اس مہاراج واقعہ میں کچھ ضرورت اٹھان نہیں۔ لیکن رگنا تہہ راڈ کی اولیہ
 کوئی شخص بھی مسئلہ کو پر مہیہ گا یا داخل کار سلطنت ہو گا لا محالہ اگر زیر بحج اعلیٰ کرے اسے فدوی پر
 نہیں جاتا ہے کہ اگر نزدیکی مداخلت ہو اور وہ لوگ داخل رجہات ریاست قرار بادین آئندہ اختیار ہے۔
 پھر کچھ مباحثہ دیکھ کر کہا کہ دھنرا سو اجو کی کے جو اس وقت حاضر ہیں اڈ کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس وقت بلونت
 کے سر پر ہونچا اسیر کر کے اڈ کو قلعہ جیٹری میں پہنچا دیں اور حیدر کہیں۔ مادہ ہواؤ نے جواب دیا کہ بہت تھک چکی
 کسی سیر خط میں ملا کر لکھا ہے میں ہرگز ہرگز نہیں لکھا ہے اگر میری تعظیم ثابت ہو تو مٹا۔ کہ مجھ کو قید کر دیا
 بیچارہ کا کیا قصور کہ قید کیا جاتا ہے۔ ناما کہا مصلحت وقت ایسی تھی۔ یہ نہ کہ مادہ ہواؤ خاموش ہو گیا اور ناما
 اڈ ہر گھر کو چلا گیا۔

اسی تاریخ میں ارمی سہو کلی۔ مادہ ہواؤ چاہا کہ اپنے تئیں عاری سے نیچے گرا کر مگر بلونت اڈ نامی سردار جو خاص میں
 بیٹھا ہوا تھا مادہ ہواؤ کا دامن پکڑ لیا۔ اور اس ارادہ روکا۔

جب یہ خبر فوج کی کہ ناما پڑھیں کہ یہ کونسی تو اڈ ہے میں ان خد شکاران خاص مقرر کر کے ہر وقت ادھر لفظ مادہ ہواؤ
 کی نگراں رہیں جس میں کہ بیٹا مادہ ہواؤ چھپے نیچے گر کر مرا اور اس تنگبازی ہوا ہی تھی مادہ ہواؤ مرنے
 دیکھ کر چھپ کر گناہ پر آیا اور اپنے تئیں نیچے گرا دیا۔

عجب تہلکہ شہر نواب کیا کہ تمام مخلوق اپنے ہوش میں تھی اس حالت میں بھی ایک شکاوت نے مادی ہواؤ کی وجہ سے بڑھ کر
تھی لیکن وہ نیچے گر اورد ہوتی کا ٹکڑا اوس کے ہاتھ میں رہ گیا تھا جس کی حکومت پر۔
اعظم الامر انہما دوسرے جوتے اس حادثہ کی خبر سنی اور فیرتہ لکھ کر لعل علی جان جونیون میں جبار کو
سینہ پر لگا کر کہ پونا سترین کو کس فاصلہ پر ہوا تھا لکھا۔ اس قعدہ میں دولت اؤ کو لکھا تھا کہ جبار
مادہ ہوا دوسرے جوتے کو سترین اپنا پھر نوٹیں مقرر دریلہ مادہ ہوگا کہ امرت راؤ کو جو بالکل کچھ پر مسند پر بیٹھا اؤ
خود کی طور حکومت کا متمنا در ہے۔ میں میں ایک اور آدیا ہو گا کہ ہرگز نہ اس تجویز کو منظور کریں اور جس طرح
ممکن ہو جبار اؤ کو مستند بن کرین کہ کو کو فوجان لایق اور قابل حکومت ہر رئیس و خدی خود اچھا ہوتا ہے کہ نہ
غیر میں۔ شاہ نے طرح کی قیدی۔
چونکہ ایک طرح کی طاقت ہے اس پر صلح ہو گئی۔ آئندہ اختیار ہے۔ دولت راؤ سینہ پر لکھا کہ فوجان اس قعدہ
دیکھتے ہی مطلب ہو گیا اور ان پر دل پر نقش کا لکھا کہ بیشک اعظم الامر کی نصیحت بہت درست ہے اور افضل حد
کو رقعہ کا جواب باصواب دیکر نصیحت کیا۔
ادھر نا پھر نوٹیں اپنے تفکرات میں مبتلا تھا اؤ نے بعد اقصا ایام سو گنگا دور اؤ امرت اؤ کو مسند پر بیٹھا لکھا
یارون در پر ہرام بہاؤ اپنے سچے دوست نذر لوائین اور چند روز اپنے زور بازو کا کام چلایا۔ چونکہ وہ نواغلام
بہادر اوت میں تھی لگا چکے تھے۔ دولت اؤ سینہ پر اس بچہ کی مستثنیٰ پر برافمنی ہوا اس کے بہت
زبردست شہر اس کا بہادر کاٹن لت پنا بھی نام کی کامتا بیون رنجیدہ ہو کر دولت راؤ کو لکھا کہ غلام پر بار
تب نا پھر نوٹیں کاؤ کر ناخاسا با پیر اؤ کی مستثنیٰ پر برافمنی ہوا اور اؤ کو قلعہ پور بند کرنا لکھ کر لکھا کہ اؤ کی
باہر خم میں لا کر انا مادہ شہر کیا کہ جب بخوبی نیکان بتلا دین کے تب جبار اؤ کا ہم نقشہ دیول ہوانی پر کر کے
نشین کریں گے۔ لیکن اؤ نہ پر ہرام بہاؤ اپنے دوست کو ملا کر یہ تجویز پٹرائی کہ جسوقت جبار اؤ داخل دیول ہو کر
رستم ملک کر کے لو کر پیر بالکی میں سمار ہو تو فوراً دھڑا رہوئی اور پانچ ہزار عرب تیار و مادہ میں اؤ کی
بالکی اور دشمن دش ہوا کہ انداز تلعبہ جینیون بیونجا دین اور اؤ کو کچھ پانچ ہزار عرب سوار اور بھیجا جو کہ اگر کوئی
مقابلہ برآو تو جواب دین اور کسی شخص کو دست انداز نہ ہونے دین۔ سبب کا بہرہ کہ میں بہر اوت راؤ کو

کشتی من مستثنیٰ کرنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ اوسین بڑی بڑی قباچین ہیں پس اسی اختتام کو فکر میں لینا پس
 کرنا تھا اور اپنی طرف سے یہ سرم بہاؤ کو ہر روز باجیراؤ پاس حاضر کرکھتا تھا۔ طرفہ اتفاق یہ کہ باجیراؤ پر سرم بہاؤ
 کو مدد نہ ملاقات کے سبب ہمارا کر لیا اور اپنا بار بنالیا اور سکوا سید لائی کہ بعدت نشینی میں نیکو سلطنت کو حملہ
 کار و با کھنجر کر دنگا اور اس چند پر ہمتا منشی بھی ہو گئی پس یہ سرم بہاؤ اور ہر باجیراؤ سے بھی ملا ہوا تھا
 اور ناما کا بھی یا غار بننا ہوا تھا۔ اگرچہ ناما انلاطون نشان تھا لیکن اس مسئلہ سے مطلق خبردار نہ ہوا اور ان پر ادبی
 فریب کمزور کارروائی کی فکر میں لگا رہا۔ یہ سرم بہاؤ باجیراؤ اس شری جیلاز کی حال بیان کر کے سمجھا دیا
 کہ ناما پھر فریس جیکہ کمر و اسطو سوری بھیجو اور ہم قشقہ مار کر ناچا چر تاج سوار ہوں دین اور کل پر سو گ وعدہ
 کر دین اس ناما کا مطلب ظاہر ہو گیا پھر جو کچھ ہو گا دیکھ لیں گے۔

ناما پھر فریس اگر دغا می کر کا نالت کو کم دیا کہ آج ہمارا باجیراؤ گدی پر بیٹھیں گے۔ تمامی سوار اسے اپنی
 اینی ہاؤ جمعیت طے دیا وہاں کہ فریدین ایجا رہن گی اور ایک انہر بڑے مستند سوار کو سب است با جوس عاری کی کر
 باجیراؤ کو پاس دے انکیا کہ اسکو باکی میں سوار کر کے دیول پر لاداد جیلازی کا نام سنانا بھی نفعی عربا در
 ہوئی یعنی کیا راہ دہ و طیار کر کر کہ جب ناما کا مستند سوار باجیراؤ کو پاس آیا اور اس کی عرض کیا کہ ساری جوس
 حاضر ہے سوار ہو کر تشریف لیجئے۔ تب باجیراؤ اس کہید کہ آج میرا سراج دست نہیں ہے کہ سوار ہو سکوں ناما
 پھر فریس سے کہو کہ دوسرا روز مقرر کریں جیلاوس مستند نے باجیراؤ کی تقریر سنانا کو مطلع کیا تو ناما فوراً نوادیا
 کہ یہ سرم بہاؤ ساری حضور باجیراؤ کو مطلع کر دیا۔ اور یہ بتانایا کہ سبیل کا لڑیا با افسوس اب کچھ نہیں ہو
 اب اپنی فکر کرنا چاہی ہو نہیں اس فکر و فکر میں پڑا۔

ابا و دہرا عظمیٰ لا مرا بہادر کا حال سنو۔ نوابی تاج محل آتش کے کچھ کاغذ۔ ہر وقت توڑ جوڑ میں رہتے۔ انہوں نے
 دولت راؤ سیندھ کے ہشتیوں کو ہزار ہا روپیہ اپنی ہم جہتوں کے ذریعہ سے چھپا کر اپنا بار بنالیا تھا اور پڑہ کاردار
 جاری تھی اور تو کچھ نہ سوکا اور صاحبوں ہیندہ نہیں دے سکوا ایک عجیب حکم آیا اور کہ کہ ہمارا نواب عظمیٰ
 بہادر جو بیان قید میں آؤں گے پاس کو فرزند سیف الملک ثانی مہمان ایک گھوڑا جو چکا نظر آج ذیل بہرین
 نہیں ہو اگر ہمارا نواب اس طلب کے کئی توفی الغور نہ کر دیں گے۔ اور یہ کہ کہ دولت راؤ سے حیدر با کر گیا۔ دولت راؤ

سینہ کی دھڑکیاں سن کر جو زبان درشتہ دولت میں مست ہو رہا تھا اور کٹھنی کی سوارسی کا از حد مشتاق محمد
 ادیس گہوڑے کے خیالی میں پڑ گیا۔ ایک روز نظر فرما جا رہا تھا کہ دولت اور شیر کا کرکھلا تھا کبھی
 کبوت اس ناخ کو قریب جھپٹیں غلام الامرا بہاد و قید محمد گنڈا مٹھنا جوں بہرہ دہانی کی طور پر عرض کیا کہ ہمارا جی
 باغیں غلام الامرا بہاد قید میں اور دگر دیکھ رہی ہیں اگر سٹوٹا لہر ہو تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں بلکہ اس غلام الامرا کیلئے
 دولت راؤ کہ نشہ نخوت میں مجبور ہو رہا تھا اور کسی نہ نہیں تھا بلکہ نال یاغین جلا گیا۔ جو ان میں فرج ہو کر
 فراموشی اور غلام الامرا بہاد استقبال کر کے مندر پٹھیا یا اور دگر گنڈا مٹھنا ساز و سامان خد کر کے روانہ کیا۔
 مجبور دہانگی ظنی و کثر اور سینہ کی غلام الامرا بہاد کو باغیں پڑیں دوڑا ہوا آبا۔ بعض عرصہ میں اس سے
 کبھی نوکریاں نہیں آتھا۔ علی الجاہد و لقاؤ کو آئینی خبر کو شوش ہوا اور غلام الامرا بہاد کو دیا
 کہ وہ لگا کہ نواقتبا ہمارا چ و لقاؤ سینہ کیس کا آؤ تو غلام الامرا بہاد نے جواب دیا کہ خبر دینا ہمارا موجود میں
 کچھ ہوا وہ اب ان دریافت کر لیں۔ شاید گہوڑے کا ذکر نہ تھا اور سکور کہنہ آؤ اور لیکر چلے گئے اس کو کوئی پتا نہیں
 مانا کہ کیا کرنا چاہتا اصل حقیقت تو گاہ کی چیز آگے سکین خاطر ہو۔ غلام الامرا بہاد اور شیر خندا کھلے کہ بجز اس
 اور کوئی بات غمی کرنا کیا نہ تھا ہمارا بکوارا اور خراہ لگو کیا۔ جب غلام الامرا بہاد دیکھا کہ یہ شخص شوش ہو رہا
 لاؤ لگا تو ہون کوئی ڈانٹوں کہیلو اور آجکے دو۔ اس ادیس کہا کہ ہمارا چیر تو ہمارا نہشتہ علیا دولت راؤ
 سینہ کیس کو ایسا کو ان شخص پر جو ظاہر کرے اور خون حق اپنا اپنی ہون کرے جن اپنی زندگی سویر نہیں ہو گیا
 ہون کو انتشار راز کردن۔ نا نا پڑیں سیتہ ہی قیاب ہو گیا اور بڑی بڑی زمین کہا کہ راجہ جی الحاح ہو مستفسر ہوا
 غلام الامرا بہاد کو کہا کہ چرند آپ سبھا مغلفہ دریا عین لائیں مجرنا میں یکایت تمام تا تو نہیں کہ کمال اصل
 سو بیان کرتا ہوں ادسی پر سب تا تو کو نفور کر لیا۔ نا نا خوشنود ہو کر چہا وہ کوئی تا ہوا غلام الامرا بہاد کہا کہ
 وہ بہ بات کہ تمہاری فکر ہو رہی ہے تم اپنی فکر کہہ کر مانے کہا کہ نواقتبا آپ حقیقت میری جو دست ہوا
 اب جو کچھ صلاح وقت ہوا اس مجھے مطلع کیجئے۔ میں کیا کر دوں اس ہنگام میرا شرب بن سخت پریشان ہوں۔
 دولت راؤ نے اپنا زور دیکھا کہ راہیاد کو بلوایا ہی اور تمام سرداران مرہٹہ کو اپنا رفیق و لقاؤ بنا لیا ہوا
 جو خوف مال کار کو ہرگز نہیں سمجھ کر اس یاست کو دشمن یعنی انگریزوں کے پاس جبراً و کرہا پکھنا ہوا لگی

دشاد نیز موجود و طیار و آمادہ ہیں کہ سوت او کی اولاد میں کوئی شخص نہ نشین ہو تو فوراً وہی کار سلطنت
 ہو دین میں ایسا اس مخفی کو کیونکر سنہال سکتا ہوا اب جو یہ مصلحت وقت ہوا۔ مشورہ دیجئے تاکہ میری بہتری
 اور وقت کا سب ہو اور میرا تہہ کو نیچے حکومت رہی۔ اعظم الامرا بہادری کہا کہ ہمارا ج میری رائے میں صلاح وقت ہی
 ہو کہ آپ قلعہ کو کن میں جا بیٹھیں اور ہاں اس گروہ مخالف سے سوال جواب شروع کریں۔ اگر بہد لوگ تمہارا
 صلاح یہ جو عمل کریں اور کہنا مانیں تو فہم لرا دہیت بہتر ہو ورنہ تم اگر زیادہ صبر و تحمل کر کے اور کونسا بہد لوگ
 بناؤ یہ کہ جو کہ ہو گا دیکھ لینا۔ نامانے کہا بہت بہتر ہو لیکن جناب بھی میرے ہمراہ چلین اعظم الامرا کہا بہت
 ہو میں ہر وقت موجود اور تمہارا تاجدار و خیر خواہ ہوں۔

یہ ناما پڑھ کر اس نے وہی تکیہ وقت اپنے بارہ ہزار عرب سواروں کو لیکر روانہ قلعہ کو کن ہوا اور ایک سالدار مرہٹہ کو دوسرے
 اعظم الامرا بہادری کے پاس بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ نواب اعظم الامرا کو بہت جلد ہمراہ لیکر ہمارے چچاؤ دار ہرگز نہ گزرتا
 جب ناما پڑھا اور وہ سردار مرہٹہ ان کے لیے نواہا۔ اعظم الامرا بہادری فرمایا علی جان کہ تہہ دولت از مسکن
 کو رخصت کیا کہ ناما پڑھ کر فرار ہو گیا اور میرے لیے کو دوسرے سوار بھیج گیا ہیں صبح تک جس طرح ممکن ہو گیا
 اس سردار کو نواہا۔ آپ و جیل میں چلے چکے جو چھوڑا اس سردار کے چہین لین در نہ اگر میں اور ناما پڑھ کر فرار ہون
 متفق ہو جائیں تو بہرہاری تدبیروں سامنے ہماری لاکھ تہہ جو زمین کام نہ آوین گی اور ہر با جیل اور
 پر سرام بہادری کو بھی اطلاع کی۔ اور ہونے کہلا بھیجا آپ جگہ پر بیٹھے ہیں یا کچا کوئی دشمن نہیں ہے
 رسالدار نے ہر خدشہ دیکھا کہ اعظم الامرا بہادری نے حیلہ حوالہ میں ٹاکر صبح صادق کر دی۔

یہاں تک کہ دوسرا دوسرے بیٹے سوار کی نشان دہی دار ہوا رسالدار نے کو خرد و خجہ و او کی سوار کی نشان دہی فرار ہو گیا
 وہ لوگ عرب ہیں و جن میں سال اعظم الامرا بہادری کے رخصت پر تین چوڑا کی فراری کی خبر نہ کر اسی سالدار کے
 ساہاگ لکری ہے۔ اعظم الامرا بہادری نے جو چھوڑا دراختیار خود بہا۔ دوسرا دوسرے بیٹے پویمان میں پہنچا کہ اسے صلاح
 اور ہونے کہا کہ آپ بہت جلد اپنے لشکر کو ناما کا تعاقب کریں اور اس کو دیکھ لیں اور ہرگز نہ قلعہ کو کن میں
 نہ رہیں۔ اور خود دوسرے بیٹے با جیل اور ہر ہر ہوا اور اجا دیکر شہر بہا کو باہر سے اچھے طرح لکری
 کو تو اس کے لیے چاہیے اور میں اس سوار پر پردہ نوکر کہی اور ایک کو لڑ پڑ پڑ گیا کاران پوٹا نرض لکری سے منظر وقت

جہیز بہ لشکر یونان میں داخل ہوئے اور انھیں اوس صبح سے عظیم الامراسیاد کے کہنا نہ کہایا اور جسے بہن کا بیٹا
کہہ دیا پہنچ گئے کچھ بیٹھے ہی۔ جس وقت میدان گزرنے لگا اور یہ دونوں سردار سے فریج قریب پہنچے۔ اعظم الامراسیاد
بلندی سے دیکھ رہے تھے۔ جہان سردار کے ملاقات ہوئی۔ دونوں میں فریج پر گر پڑے اور دیکھ کر عظیم الامراسیاد
نے خبر حضرت حضور پر نور دریافت کی اور بعد ازاں شہر خاں بجا کیا حکم دیا اور کہا کہ بہت مدد خداوندگار سے
ایسا مبارک دن نصیب کیا ہے کہ ہم ملکر کہنا کہنا میں برابر یہی لوگ تھے کہ حضور پر نور کی سلامتی ہو بہت یقین
درست ہو جاوے گی۔ بعد از فراغت طعام فرمایا کہ میرے خیمے کے دائیں بائیں دونوں سردار فریج کو آتاریں اور بعد
روکے سو ہیرو فرانسس بھی آٹھ ہزار پیدل فوج تہہ سے آہو پنا اور جمیت مسکا رعالی کو پورا زور ہو گیا
جب بہرہ رار لشکر اعظم الامراسیاد کے پاس جمع ہو گیا تب جہاز اور دولت راڈ اعظم الامراسیاد نے کہا کہ حسب
الاجاز تمہارا بیہوش آگئی ہے اب جبارشاد ہو جاؤ ان تمہارے حکم کا منتظر ہوں۔ دونوں نے کھل جھپکا کہ نصف
کے وقت آپ سپاہ کو برسرِ سرنگ کے مکان پر بھیج کر اوسکو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

نوا اعظم الامراسیاد نے میلان یا رینٹ اور محمد سبحان خاں بہادر کو حکم دیا کہ تم دونوں اپنے سردار کو لکھا دے کہ ابی تان
ہر کار کے کچھ شہر یونان کے اندر دینی سے آئے جاکر برسرِ سرنگ کو لکھ کر اوسکو بلاؤ اور اسکو برسرِ سرنگ پہنچاؤ
پیدل فوج تہہ سے جہاز پنا میں خاں یمنون سردار دونوں برسرِ سرنگ کو لکھ کر حضور کو لکھا دے کہ ابی تان
امرتداد کو اپنے چچا سپاہیان پر چھایا اور میں معلوم کس مخفی راستہ سے ہاگ نکلا اور لشکر کا رخ کیا جو شہر یونان
کے ماہر شہر تھا جب بہرہ خبر اوسکی چھٹی لگی ہر کار نے محمد سبحان خاں بہادر کو پہنچائی وہ فوراً اپنا گڑھا مار کر
بلند روکے اوس کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اوسکو غافل لشکر پر پہنچا کہ ایک قتل کرنا شروع کیا لکھرا اوسکا
چہرہ نہ ہو کہ ہاگ نکلا۔ برسرِ سرنگ دیکھا کہ اس نے میری رائیں کوئی کسی نہیں بچایا جانے صرف مار دھاڑ ہو رہی
اوسکی طرح لشکر کے اندر داخل ہوا مکل نہیں تب مجبوراً قلعہ خیر کا۔ آستہ لیا۔ محمد سبحان خاں بہادر کو لکھا
نے فریج کے برسرِ سرنگ بھی ہاگ نکلا اور ایک اسے جو محمد سبحان خاں بہادر میں تھا اور دوسرا آستہ
آتا تھا دیکھا کہ دفعہ ایک گھوڑے سے مار قلعہ کی طرف جا رہا میں اوس نے بھی محمد سبحان خاں بہادر کو اطلاع دینی
ای قیاس پر بہرہ جی رحمہ اللہ آتش مزاج تھا محمد سبحان خاں بہادر کو بھیجے ہوا اور اسی شب مار میں ہی گھوڑے کو

بے تحاشا پہنکنا ہوا چلا گیا حتی کہ پہنچ دقت نمودار ہوئی۔ پسرلرم بہاؤ قلعہ منیکہ پاس پہنچا اطمینان کیا نہ تھا
 کہ میٹھ گیا تھا اور اسے ماذ بچہ دارہ قلعہ میں لپٹا تھا کہ بہہ جری سردار محمد سنج خان بہا بلانا گہانی کی طرح آگ
 سر پر جاپہنچا اور فوراً اوس کے پسرلرم بہاؤ کو اسیر کر لیا اسے مدینہ منات سو سوار محمد سنج خان سپاہ کے محمد بن
 کو کہیں بھی بھیج کر لے آئے تھے جو پہنچ گئے۔ جابر ت اوس نے دیکھا کہ پسرلرم بہا اسیر ہو گیا۔ دروازہ قلعہ
 باہر کر محمد سنج خان بہا کو کہا کہ اس حکم کو خوب مضبوط باندھو۔ اس شخص چھوٹا حق حیران کیا جو اوجھل کر پونا پہنچا
 محمد سنج خان بہا در حیرت قبول کیا اور ڈرامت ساؤ کو باقی پسرلرم بہا کے خود اس کی خواہی میں رہا اور اپنے لشکر
 کو لیکر پونا ہوا۔ پسرلرم بہا کو مضبوط باندھ کر سنا میں ار کر کے اپنے ہمراہ لپٹا اور دھن توں خصلت اسے رات اور پسرلرم
 بہاؤ کو اعظم الامرا بہاؤ کے سپرد کر دیا اور اوس دھن توں دل لڑا اور باجیراؤ کو پاس بھیج دیا۔ باجیراؤ اس کا نمایاں
 بہت خوشنود ہوا اور محمد سنج خان بہا کو اپنے در بدر بلا کر تمام حقیقت اس کے گرفتاری کی بالمشافہی اور
 ہو کر بہت معقول انعام دیکر رخصت کیا۔ اوس روز باجیراؤ اور دل لڑاؤ کو جس کی گرفتاری کی ضرورت ہوتی تو
 اعظم الامرا بہاؤ کہتے اور یہ حضرت اون لوگوں کو گرفتار کر کے اپنے چاہیے ہری بندت بہر کئی
 عجیب عالمی گرفتار ہوا البتہ زمینہ نامی گرائی زبردست سردار تیس ہزار بہمنون کو شہر پونا کو بہر کئی ہمارا ہوا
 اسی جی سپاہ کو حکم دیدیا تھا کہ آج چلو بہمنون کہلانیکا کام ہو لہذا کوئی شخص جاری سلام نہ کرے اور نہ سلوکانی ہو
 ایسی کہ جہانک تو اعظم الامرا بہاؤ کو لگی ہی رہتی تھی فوراً متوجہ وقت ہو باجیراؤ اور دل لڑاؤ کو مطلع کر کے شاہ
 کیا کہ اس وقت خوب گرفتار ہو سکتا ہے۔ اونہون اوسکی گرفتاری کی اجازت دیدی۔ فوراً لشکر اعظم الامرا بہاؤ
 نے بندت جی کو جاگہ اور بندت جی ہمارا ہر سیم موت بہر ہوا تار کا باندہ ان آن تابا جانی ہاتھوں بہمنون
 کہنا ڈال کر اور غلط ابان ہوتی بہن ہو تھو اس حال سے کہ وہ کئے اور حال دل لڑاؤ سینہ کھینچے گئے پابست
 دگر دست بدست دیگر۔ کامضمون پیش باب میدان خالی پا کر نواب اعظم الامرا بہاؤ کے پیہری لی اور
 کے میدان ہر دزد و دوش چھپنا شروع کیا اسی اشارہ میں مظفر الملک بہادر اور سردار الملک ہاسی میں
 بہادر و دیگر سرداران امیران سے کد کا جمع جمعیت لیا۔ دوشی ناسا زاعظم الامرا بہاؤ کے لشکر و آملہ اور
 تیس ہزار فوج جو در پردہ شہر پونا میں ہو کر کہہ تھے ظاہر طور پر اس کر میں کر اکل گئے اب طوی بہاؤ

اعظم الامراء بهادر که کلاه بجهاد آید کما تعلق بندگانشالی می کرد و جبرئیل شخص شریف و محض حضور بر نورسایو بک بیان گماشت
و ده ابی سزا اعمال بیونجاب بگوئی طبع حضور پر نور کی ناخوشنودی ظهور زمین می کرد که ده سهار جدا جدا می بود و چون
حضور پر نور چند سال بک مطلب می گشتا لکن آید آبا شریف گشتا هم بگوئی خاطر آید چایکی اجازت می بین -
اعظم الامراء با اس جادیت نهایت خوشوقت بود و با جیرا و جاکر ملاقاتی کرد و آنکو جواب هر عهده او خلعت عطا کرد
رضعت می - پیوسته و سید و سید و گهر می پیوسته و او دیگر شاران هر سه ملو و در دست خلعت عطا کرد که در زمان حضور
بهر چند کوچ و مقام عظیم الامراء بهادر و دیار سید و پیر و چکر تمام کیا و نیشا ناپیر و نیش کا دیل مع او حضور مهر کی بیجی
ناتانے کند طبعی الحاح گشتا که جناب مجسمه بی خلع مرام کو با قلعه کونین سفید کرد و با او با بی مرادی
کو پیو چکر شاه حیدر آباد سوا اس گئی کی مبارکبا من بھی دیتا ہوں لیکن ہرگز نہ منسوب نہیں ہر ملکہ شہر سردی
و شیرازی و وزیر کی بیہ کہ مذکور کا تعصیب بھی ایدان فارکان ملت پناہ سوا کر اکر اور با جیرا و کوسند نشین کی گماشتی
کو ادکی مدار الہامی بر مقرر کر اکر فیروزی دنام و در یکشا حیدر آبادین ملاک جناب کی نام در می قیام و دو زبان
خام و خام سہ اگر چه اس مخلص کی خرابی جناب ہی کی بدو ہوئی ہوا ہم بہتہ قاصان کا ہر اور وقت تعامل
چشم پوشی یاد آوری ناما کا نہیں ہر اگر یک نام آپ پورا کر دینگے تو اس غایت کو عوض میں ایک کر ڈر و پیر
واسطے فرج زاد راہ اوستاد و وزیرین کرد و در پیر کی جوابت خسارہ جنگ کھڑا حضور بر نور لکھدی اور جمالت
و قلعہ دولت آباد کبار سرکار میں داخل ہو گیا ہر مع سند سانی چو تہہ موبہ بیدر جناب حوا کرد و گنگا حسن
حضور پر نور بندگانشا کی خوشنودی ہوئی و در زحالی تہا ہر خداوند نعمت کرد و بر وجانا کوئی نام آوری کا نہیں ہے
اعظم الامراء کی خاصا و خواجہ ہی ہی ہی - یہ بخیر و بکشتی ہی نہایت مخلوق ہوا اور با جیرا و دیگر کو خط
لکھ کر پیر پونا کو بطبع جس العین اس کہ کہن باران دیدہ کوان ہو توف مر جہوین اختلاف ڈال دینا کہ جس نے
اب و کو ہوا کر لکھنا کون بڑی باجی - پونا پیونچے ہی سکو ہوا کر لکھنا ناپیر و نیش کا دیل سوا الہامی بھی سوا کر لکھنا
چونکہ دل اول ناپیر و نیش کا جیرا کی سند نشینی پر ضامن تھا اور اب آخر کار اس امر بد معنی ہو گیا تھا
چونکہ در میان میں تھادہ اب جانا با پس سب لوگ اب نانی مدار الہامی پر رہی سوا لکھنا اعظم الامراء
نے اپنا خط اور با جیرا کا عنایت نامہ مہر جہین متما قس می بھی ناپیر و نیش کا پس سمجھا اور اس کو کھڑا

چ

اگر کسی طلب کرے اعظم الامرا بہادری سے اپنے خیمہ میں آنا اور بہادری سے اسکو شکریہ باجیلہ کر دے بایں کہ اور اوست
نذرہ لڑا کر باجیلہ کر دے اسکی طرف سے صلہ کر دے اور بہادری سے ہزاران ہتھیار کر کے باجیلہ کر دے مسند نشین کر دے۔
پہلے سے ملکہ حنفیہ پر نور کی طرف سے خود اعظم الامرا بہادری سے لڑا کر دے۔ اور بہادری سے نایب رئیس حسب قرار محالہ قطعہ
دولت آباد اور کسٹناؤز سے ملکہ تین کر دے روپیہ سے مسند معانی سے جو تہہ صوبہ بیکر اور ایک کر دے روپیہ نقد لیلیا اور
ساہیگڑاں ہونا کا جواب ایک کر دے روپیہ اعظم الامرا بہادری سے قرض تھا وہ بھی نایب رئیس کے ذمہ تبادلا دیا بعدہ وہاں سے نصرت
جو کاشی انہی کو سن کا کوچ کر کے میلان قطعہ محمد نگر کو لکھنؤ میں داخل ہو۔

حضرت نور اوسوقت تہمت نہ کر عرف لالہ کو مین سر و شکا میں مصروف تھے اعظم الامراء کی مخلصی و در عہد کباری
میں جو کچھ کی خبر نہ کر نہایت مظلوظ ہوا اور وہاں جیکر قلعہ کو لگندہ میں داخل ہوا اعظم الامراء اس پر انہی سب اشیاء
سوار و پیادہ پیشمار کو ملاحظہ اقدس میں گذارنا اور بقید قیاس جو حضرت نور کو عاری حیرت دار میں سوار کر کے کھنڈ
کر دینا چاہتے تھے داخل قلعہ ہو کر کہا اور بعد اوس کے رونق افزا بلکہ حیدر آباد کو پہچان پہونچ کر نفاس جو اہر و غیر
مظاہر لکھ کر جب تادیز غری میں داخل گشت محالہ قلعہ دولت آباد و سندھ معافی جو تہہ صوبہ بیدر ملاحظہ
اقدس میں آئی تو حضور پر نور نے انہیں راہ میں خوشنود ہو کر اور خد سے عوض میں اعظم الامراء کو خطاب مطلق
فرمایا کہ مجھ کو دلیل مطلق و مختار دولت آصفیہ بمقتضیٰ ہزار سوار و باہی مرا تہہ موعال
طالعہ سر ملندہ فرمایا اور جب تک شمشیر جنگ الی حویلی جو جگہ بلند میں واقع ہے ان کی سکونت لکھ نہ فرمائی ہوئی
تک ملک قلعہ مبارک میں ان کے رہنے کے لئے حکید عطا فرمائی۔

۱۲۱۲ء عین الامراء سلطو پونا سولٹ کر آئے تھے اور بنانیہ میں جنھوں پر نور کا مزاج ایک حالت پرستہ لگا تھا
۱۲۱۳ء کے شروع شادی مرشد زادہ سکندرجا پنا دشاہی مہار الملک بہا اور شہجہ خوانی مرشد زادہ کسریہ
بہادر کی خوشی میں نواب غفران باعل میں فی بعد ملت حضرت غفران باک اعظم الامراء باصرف دو
زندہ ہوا اور محمد الحرم کو بھانضہ بخار انتقال کر گئے پچیس سال تک سرکار اصفہان کی دیوانی و
کے اور تہتر سال کی عمر ہوئی۔

یہ عجیب اسطو غلط اسطو من سیرت شخص جو انکا دشمن اگر کوئی انصواں دکھایم بل جتا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکا پھر نویں ہی
کر انکی سیانی فکر دینری وہ حق جہد ملج کو اور اسچہ جو توڑ کو کہتے ہیں نہیں پہنچتا تھا اگر بل غلط اسطو کہ تودہ اسطو
اصدا کہ یہ دنیا غور نہ تودہ جالینوس اسکے توڑ جو نامور دایہ اسے غلط طعانت بندہ سچ کہ کبھی دین حق قریبا جو فکر
کی خوب ہی کی اور جو عبادہ ہو کر ہی رہا جہاد آباد یونین اگر کوئی انکی سیانی عقل اور اسطو غلطی کو سمجھتا تھا تودہ عالم اسکا
بھی جو انکے مجبور ہی نہا کہ زمانہ میں جہاد آباد یونین کہا کرتے تھے کہ اعظم الامراء فرور جو کہ اور دینکے امین کوئی شبہ نہیں
ہے کہہ کر تنگ ارد کا فرور جو کس طرح قیامت کا آنا یقینی اور اسی طرح اعظم الامراء کا پونا سر آنا لازمی ہے۔

اعلام الامراء سطر جہانیت زندہ دل خوش مزاج لطیفہ پسندینہ فدا امیر ہندستان استگی فرج اور ملک گیری کا خیال نہ
دیکھ لگا رہا ان کے ذہن میں فرج ایسی بڑا اور بی نظیر جمع ہو گئی تھی کہ وہ جو زمین پر اسکا نظیر تھا ایران مان
انسانان عجیب میں کہ لوگ سپاہیں بکثرت موجود خود بھی جہی سپاہیوں کی سی شان شوکت صلاحات و جہات
و عظائم امارت آجک کسی امیر میں نظر نہیں آتی۔ کہوڑکی سوار کی امداد شوق تمام ہر گھوڑکی تلاش ہی اور
کیمیوں کی خریدار سے غافل نہ ہو شہر چاک سوار نعمت اللہ خان مجددار و ضعیف خان محمود شاہ و منہو شاہ سہاڑہیشہ
ہر وقت حاضر رہتے اور گھوڑوں کو کوسیدایا کرتے تھے۔

مخلی اسرائیل اور پال ملین جو کہ تھے ہیں سب انھیں موجودہ دنیا پر شکرگوئی اور تسبیح و ثناء میں مشغول تھے۔
 بازی بھی بارہ ہینو جاری تھی اور تینک بناؤ والوں کو جائزین کی کہیں نہیں کھڑا بازی بھی حد بڑی ہر سی
 مشکل کے روز مرغازی و طبریزی بھی ہوا کرتی تھی۔ غلطی کیلئے میں بھی کسی سرگرم تھوڑے تھانوں میں
 تھوڑے تھوڑے تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں
 و فضلہ اشرا علیما کی محبت بھی ہینو گروہ تھوڑے تھوڑے تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں
 بر نور کھنچی مت پرانہ نہیں کہ تھوڑے تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں تھانوں میں
 محاورہ میں کو بھی کہتے تھے۔ عسرو محمد میں عاشقانہ حیدر آباد میں مہم و امام محمد منایا جاتا تھا۔

نواب شیرالوقاصم علیکم بہادردار الہام سرکار عالی آصفیہ
 اک و الدبیر گورکانام میریدنی موسوی شوشری تھا۔ یہ سید زنی نواب خضر قاب سنجہ بہادر عہد ولایت

ایران دارودکن ہو کر مشرف ملازمت ہو حضرت معتمد ابی اکو محمد دارالانشاء پر اسے کراچا یا عسکر آباد ہونے
 نامنظر کیا بعدہ انکو حکم ہوا کہ مفتی میں لکھا جائے دیا ہوا کرن انہوں نے بہت شرم کی کہ ہر ملازمت میں ایک شخص
 سفارش کیا کر دنگا نواب حضرت نواب انظر کتاب نامنظر کیا اس انکو دروازہ پر مفتی میں ملاقات کا درہام ہوا کرتا
 لیکن جو شخص انکو سب سے پہلے ملاقات تھا اسی کی سفارش کیا کرتے تھے۔ چونکہ بہت سے بیعتی شیعوں میں بلکہ شیعوں کے
 پر مشہد العصر تھے اس لئے اس سے ہر لوگ اوس سے بہت پر ہوسہ پا کرتے تھے جس کے یہ پہلے تھے مگر بہت سے بیعتی شیعوں نے
 تھے چونکہ سلطنت سے نفرت تھی اور انہیں کا زور شور بھی تھا اس لئے انکی محض میں کبھی شیعہ بیعتی کے نفرت کا ذکر نہ
 نہ تھا اور بیعتی کے باعث شیعہ اور بیعتی امرا سے ملاقات کو آتا کرتے تھے۔ ایرانی ملی جو عبد ابی میں مشہور
 انہیں کی سکونت باعث مشہور ہوئی جو چین اب انکے اور فرزند میر علی بہادر محلہ عالی شان موجود ہیں۔ نواب علی خان
 بہادر انکو دس ہزار روپے کی جاگیر دیدی تھی۔

میر ابوالقاسم ان کے فرزند اکبر تھے جو بہت عرصہ علمی باقی رکھے تھے شیعوں میں شہر گئی تو گویا بیعتی اور اہل بیت میں ہوا
 اور میں باران حبیب سے کیلچ کہ انہیں بیعتی تھی بلکہ سب سے فرق اور بیعتی کیلچ معصوم اللہ اللہ بہادر درہم میں
 کس قدر علم ریاضی بھی سیکھ لیا تھا۔

اکبر درہم لوان کو سنے کچھ شہر اعظم الہ آباد کی تشریف تو بیعت میں لکھ کر کسی کسب سے اس کے پاس بیعتی اسطوفا کو
 اسیر لوگوں کی تلاش میں تھے جو فرار ہوا کرانی محض میں داخل کر لیا اس کے بعد سیدنی کے اسطوفا نے فاتحہ سوم
 بعد اسی روز خود انکا مکان پر آکر محالی جاگیر کی خوشخبری سنائی میر ابوالقاسم نے ایک پیش قبض میں کیا کا
 ایک کام مجید دلائی نذر کرنا جس نے میں میں شہر بانٹن میں وکیل انگریزی حضور پروردگار میں حاضر ہوا تو
 سے سوال وجواب کر کے لکھ اسطوفا بہانے میر ابوالقاسم کو بجز کیا۔

اور پھر آگے میں حضور پروردگار کی طرف میر ابوالقاسم کو باخیز ار و بیہمانہ نخواستہ مقرر کر کے اور دلاکیرہ بنید
 سفر خرچ دیو بطور سفیر مقرر کر دیا گیا اور انہیں کی سرفرازی اتحاد و یکجہتی کے ساتھ صاحبان اگر زیبا سکون ہو گیا
 میر ابوالقاسم باقی لاکھ روپے کی حالت حضور پروردگار کی لاکھ حضور پروردگار کی مصلحت میں بخلاب میر عالم
 معزز فرمایا یہ سلطان اور بہادر کو کچھ روائی انہوں کی وہ پیشتر لکھی گئی اس حالہ تصدیق کے بعد میر عالم بہا تصدیق

میرزا علی کو کہ بیمار اس واقعہ کو سن کر متحیر ہوا اور اس غم خاصہ میں کچھ زیادہ بیمار ہو گیا۔

سیرت میں کہ وہ بیجا ماس احمد وقت محمد ہوا اور اس کا حصہ میں محدود رہا وہ بیجا ہو۔
 کہو کہ جو کہ عیسائی عالم تھا کو قتلہ اور دوسرے نکاح کو موضع ناگل بی میں جو خطہ جٹو کے گورنمنٹ کے متصل آباد اور انہیں جاگیر کی
 ملازمت کیا اور دوسرے بہت بیدل اور بد پر حواست میں تھے۔ اسی اثنا میں ایک روز ان کو عیسائی عالم کا نکاح علیگیا اور اس کے
 تمام سامان مال متاع و دستاویزات جو کہ اس کے پاس تھے وہاں لے کر گیا فقط عیسائی عالم اور دستور ساز نے دیکھ کر جو کہ خود ہی روز بعد ان کا بڑا لڑکا
 مسیحہ دوران اٹھارہ سال کی عمر میں سر گیا اس مسیحہ عیسائی عالم بیجا پر غم و غصہ اور سخت بیجا ہوا عیسائی عالم فرمودہ روز بد شدت کی
 تب متیقم الدولہ کے وزیرینٹ کو ملا کر اسطرحا بہاوت نہایت منت عاجزی اور گریہ ناری کر کے عیسائی عالم بیجا کو ہرین لائی جا باز حاصل
 کر لی اور متیقم الدولہ بالکل بہترین آدمی حکم ہوا کہ خاموشی ہرین کے بڑے ہرین اور کسی سے ملاقات کرین اور اگر مراد فرقی خاندان میں نہیں
 پہنچتی تو کو کہ جب اسطرحا دیکھا کہ متیقم الدولہ وزیرینٹ کے ملاہوا اور اس کی سبب اور کتا بہا شہر میں گہرا گیا اور
 پہلے چوبیس کے لکھ ملکتے کے انگریزوں کے برابر کوشش کر رہا تھا وہاں چاہا کہ کہ کسی کیسے باب بیٹوں میں اتفاق کر کر ان کے
 دل جدا کر دی جاوین تاکہ ہمیں کو خوشی باب کے لکھ کر آج کرے۔ اسی عرض ایک روز اسطرحا متیقم الدولہ علیہ میں لکھا کہ
 متیقم الدولہ آج کل حکم ایک حال میں سخت تشویش نظر و پریشانی میں اور وہ حال کہ کی طرح حل نہیں ہوا ان اللہ تمہاری
 کوشش سے کہ کیا برآری ہوگئی ہے متیقم الدولہ لکھا میں نے جی عالم میں اگر جان تک کلام آدمی دین نہیں۔ اسطرحا کہہنا کہ لکھا اور
 بختہ وعدہ کر کے کہی اور کاد کر دیا میں نے لکھا کہ متیقم الدولہ قسم لکھا کہ اور وعدہ انھار راز پر مستعد ہو گیا۔
 تب اس کے کہیں اسطرحا کہ لکھا کہ آج کل کے ہمارا دربارہ راجد کر دیا میں جانی دشمنی ہوگئی ہے اور اب کسی طرح ممکن نہیں کہ
 مدعا میں ہو کر۔ اس میں ارادہ کہ اس جہد پر کسی آجے شخص معیر کو ہمارا کون جو حقیقت میں جانی فریق ہو وہ میں
 خدمت کے لکھ جب کہ ہمارا ہوا انھار شخص متہین کو لائق و برتر بایا ہوا لیکن انھار کے کہ تم بالکل اپنے عیسائی عالم ہوا ہر طرف
 انہیں بہتر کی خیال میں سرگردان پریشان ہو تم کیونکر سیرت اندازہ ہم ہو۔ ان البتہ اگر تم قرآن شریف دیکھا
 سیرت انہیں میں دواور تم کہاؤ کہ آج کل میں اپنے عیسائی عالم تھا لیکن آج آدمی ظفر اس کی گرو ہو کر پہرہ کا تو میں
 نکو اس جلیل القدر جہد پر مامور کر اگر محتار کا دہا یا کا کہو دینا ہوں بعد میں کہ جماع محرم ہو متہین کی عظمت و شان کا
 متیقم الدولہ کے بچہ و خواس کلام کے قرآن شریف دیکھا اور اسطرحا کی طرح تنہا تنہا آدمی اور خوش خوش
 لکھ کر آیا۔ اور تمام انہار سوای قرآن شریف کی ناسی مرگ ہوا اور ہر روز اسطرحا کہ اس میں بیکار می کی امید میں آیا جا یا کر تھا

دامن میں من کی گئی۔ چند روز بعد حضرت نواب غفرناک انتقال ہو گیا اسی وقت صرف دو ماہ بعد اسطوفا جی
 ہنسے اور سبیل میں اب کو دنیا سدا بہت باغیچہ بیچاں فی اللہ کہ نواب علیہ السلام حضرت نواب حضرت تشریف کے
 عہد حکومت میں گہرے قید کا لگو اور غفلت و زاریت شرف ہوتا یہ کہ بیٹے والو اور اخور کر و علیہ السلام کا کہہ
 سخت مصیبتیں کہیں پیش آئیں انکا ظاہری قصور تو کچھ تھا اسطوفا کی دعا بازی و شفا سے ہوتا ہم نے انتہا آفات کیوں
 ان کے سر پر پڑیں فوجان و درون فرزند جو ہم درج غافلانہ اسطوفا کیا و دنیا مٹ گئی جس کی نسل کا کوئی
 فرزند نہ باقی رہا۔ علیہ السلام کہا کہ ہمارا دل تسامع جگہ خاستہ ہو گیا اسی تہذیب میں تکت مذکی مسعودی عارف
 جمہانی خصوصاً بدتر از بدترین عذاب ہے بحد ستایا اور غم پر غم دے۔ یہ سب کہچہ کیوں ہوا لیکن ہم کہہ کہہ سکتے ہیں کہ
 کہہ اس درمکافات میں سن کا غافل و جگہ کر گیا وہ کل پاؤں کیا کہ اسہوکی سلطان میں پناہ لے لیا سلطان کی
 سلطنت کا تختہ راج کیا تھا اسی وقت ادا دین پناہ کو نہیں دے کر اگر اسکا گہرا اسکا مال دولت سلطنت و حکومت
 جڑیں اکٹیر کر بیٹلندی تھی اس کے تان میں علیہ السلام کہا کہ یہ آفات ادا ہونا پڑیں۔ فاعقبہ دیا اعلیٰ الایضا جبکہ غفلت
 وزارت عطا ہوا تو یہ صرف ساڑھے چار سال اس جلیل القدر عہد پر مامور رہے اور اس عرصہ قلیل میں تباری کہتے ہیں
 و تعمیر سر ادا و مساجد شہر حیدرآباد میں حیدرآباد و دنگ آباد و نواب جی تک عمل میں لا اور تالاب جلوفنا و اسی
 مکان میں مسجد باز اسلندہ گنج و نقارخانہ وغیرہ تعمیر کرایا اور آخر کار یہ فخر بخشی۔ فیاض امیر علیہ السلام ۱۲۳۱
 ۱۲۳۱ کو جنت کو سد ہار اور اپنا نام نیک صفیہ روزگار پر جو پڑا۔ ۱۲۳۱ سال کی عمر ہوئی۔ فرزند زینت علیہ
 اسطوفا جہ کارن کوئی باقی نہ رہا تھا البتہ ادا نواب بنیر الملک تھا لہذا فرزند چاہتے۔ جو سب ان کے سلطنت پر

اخلاق عادات و اہمیت اہل انعام علیہ السلام بہت

نہایت نیک سیرت بلکہ فرشتہ خصلت ذی فہم تہذیب عاقل فرزند روزگار اسطوفا بعد کی زندگی کوئی نہیں
 پہنچتا تھا حیرت اور حشاکہ کا دل جان کہ اس کے قتل کے زائیں جبکہ حیدرآباد میں روپیہ کو دوسرے غلہ فروخت
 ہوا تھا تو علیہ السلام بہترین لاکہ روپیہ بیچاں رو کو بطور ادا دیکر پہلی جاری منگوا کر فی روپیہ بندہ کے حساب
 فروخت کرائے۔

لاکھوں روپیہ حجاج اور زواران کے بلاغی کمر و ہند کو دیا کرتے تھے اور ان کا کچھ ہندو اور بد مذہب بھی ہوتا تھا کہ

علی و سرحد کچھ اور ان پر ایک حضرت مغفرت آباد صبی بہادر نے نواب میر جنگ شہید اور نواب ظفر علی خان
نواب امیر الملوک سلاطین جنگ بہادر کے ایک ابتدا جلد میں اب میر نظام علی خان نے بہا بہادر کے جگہ پر
حاصل سرحد اور سرحد پر اور ان کا رخصتہ دیکھ کر صوبہ دار نے ایک ماموں کی حالت میں ہر دواہ فاش ہو گئے۔

اوپر کے فرزند نواب میر جنگ نے بہا بہادر کے بعد حاکم پر وزیر کو اور دار و بصرہ ہوا۔ ملازمت میں میر جنگ نے
سید ہزار سوار و خطاب سرحد پر اور اعظم الامراء نے اس کو جاکر فرزند سید الملک علی خان اپنی دختر کو
کر کے اس کو طوطا بہا بہادر کے وقت کی بیوی کی اور پھر علی حقیق دنیا منہ پر کر عالم قبا کو سدا کر کر اور اپنے گاہ کا

فرزانی نامی بیوی۔
اول۔ اکرام الملک بہا بہادر کے بعد خاندانی حضرت غفرانی میر فرزند سید بن انخال کے۔

دوم اشجع الملک بہا بہادر نے ظلم و عدل اور ایک باغی۔ یہ بھی اسی زمانہ میں مر گئے۔

سوم امیر الامراء امیر الملک و رہبرین ان کو حضرت نواب میر نظام علی خان بہادر کے بعد میں خطاب علی
منصب چھڑا رہی۔ سید ہزار سوار و علم و قارہ و نشان و توب و عمارت بالی جہا اور خدمت و شہسبازی عطا
ہوئی۔ میر حضرت نواب سکندر بہا بہادر نے ان میں جناب میر علی بہا بہادر ان در الامہام میر کا رہنے عالم بہا بہادر
نواب امیر الملک کی شادی اپنی دختر کے کر دیا کر لیا چنانچہ بعد ان خال اب میر عالم بہا بہادر نواب علی
بہا بہا ہی خلعت برائی سرحد پر ہو۔ بعد خلعت نواب سکندر بہا بہادر حضرت میر علی بہا بہادر و لد و لد بہا بہادر
سرمدانی دولت ہو تو انہوں نے بھی اب میر الملک کو کو عبد و دیوانی برجال کیا۔ اور خطاب میر الامراء
بھی عزت بخشی۔ آخر کا نواب میر الامراء امیر الملک و رہبرین ان کے توب و عمارت بالی جہا اور خدمت و شہسبازی عطا
افلاقی عاتق نواب میر الامراء امیر الملک بہا بہادر کے۔

چوتھی۔ رحمدل۔ بہرنگ۔ بہادر شخص تھے۔ آمدنی خرچ۔ بہا بہادر کے اس کے بچوں اور بچوں کے
عشرہ محرم میں بھی ہم وہاں کیا کرتے اور لاکھوں روپیہ خرچ کر دینے اور علم و فضل و علم و فضل
بڑی ترقی میں خزانہ جاتی تھیں اس کا عمدہ دوانی برجال نام تھا دراصل جہا بہادر لال بہا بہادر کے بچے تھے۔
ان کو علم و الم نام امام حسین علیہ السلام کے فرصت ملی تھی۔ و لد و لدش بھی انہا کے بڑے بڑے تھے۔

شہید سے چار فرزند نامی بنو بادگار چھوڑے۔

اسلامی شیعہ الدولہ کہ نامانی کے گہری پرورش پاکر بعد وفات پدر بزرگوار انتقال کر گئے۔

دینی شیعہ الدولہ کہ پدرنا بقدر کے رد و رد ہی دنیا کو کر گئے۔

نواب سراج الدولہ سراج الملک نادر المہم کاسر

پتہ سیر فرزند نواب میر الملک بہادر تھے کہ بعد کڈھنے استغفار راجہ چند لالہ مراد الہام کٹر سی عہدہ دولتی سرور ازہو۔ ان نواب سراج الملک بہادر کا امی نام غیر ملکی تھا تھا بعد ولایت بہار انقد جس کا نام نجات پر قابض ہو کر عہدہ ارست میں ملک برائے گزینوں کو دیا گیا جیسا کہ سابق میں تحریر ہو چکا ہے یہو سن ۱۱۹۹ ش کہ اسے انتقال کیا اور عہدہ دولتی اس پر بنیاد پر جس کے قبضہ میں آیا جسے کوکن کی پابلی دی اور وہ ملک کو زندہ کر کے ایسی جان وادی کی جسے شہنشاہ اور عروج کو آج ہم دیکھتے ہیں۔

چوتھے فرزند نواب میر الملک بہادر نواب آرام الدولہ آرام الملک در بہیجی بر جیجی سے شکیا شخص تھے۔ دنیا کو الوداع کر کے عاقبت کار استہ لیا۔

نواب غوث شاہ بہادر چوتھے فرزند یعنی میر الملک میر الملک بہادر بجائی نواب امین الملک بہادر انکو لوگ ناما تھا کہ کرتے تھے اول بیہوشی حضور سی اظہار بربر اور جیاب سکندر جہا نہا کا زمانہ آیا تو یہ منصب بنجاری بہ ہزار سوار و علم و فنارہ خطاب ملی دنیا گیر عہدہ سیر حاصل ہو فرزند ہوا آخر کا ست آئین جانی بیٹے کی شہو کو غم میں حالت جنون پیدا ہوئی اور اسے ملین بناد فانی کو پدر در کیا۔

ان کے تین فرزند تھے۔ اولاً خانصاحب کہ ایک ساہی شہنشاہ میں فدا کر گئے۔

دوسرے درگاہی صاحب المناطبت دیکھا قلینان بہا بہ حضرت بعد ولایت پدر بزرگوار مکہ معظمہ کے سفر کو اور پس لاکہ دبیہ کا مال ساع لیکر جو طریقہ کاؤ میں نوابانہ نواب بنجیجی شہنشاہ میں انتقال کر گئے اور درجہ اور سامان قیمتی میں لاکہ دبیہ کاؤ میں عمارتی لکری میں کہا جیسا کہ فرزند امین الدولہ بہا جوان ہو کر بہ سامان اول کو ملکا۔

تیسرے فرزند کا نام دراد نکا حال کہیں نہیں معلوم ہوا۔

نواب مختار الملک سرسلاار جنگ اول میر تراب علی خان بہادر
مدار المہام سرکار عالی

آن حال لکنے کے لکھا اور قریباً سہارے قلعہ کو کیا تھا ہر کوئی کہہ ادا انوں ان کیوں کی شاکہ لکھ لکھ کن کو گویا زندہ
ہا کر دیوہ وہ کام کہ جو قیام قیامت حیدر آباد بلکہ ہندوستان بلکہ تمام کو یاد رہے جس وقت سلطنت اس عروج اور
شعبہ پر پہنچ گئی جسکو ہم دیکھتے ہیں وہ ملک کنین یوسف جہنم اس سلطنت دکن کی بوڑھی لکھا کو دبا
زندگی عطا کی یہ نواب سراج الملک کہ بتیجا اور نواب میر محمد علی شجاع الدولہ کیا فرزند محمد نوات نواب
سراج الملک اور مدار المہام کو دیوانیاست عروج اور جو کچھ نظامات کہ وہ پیشتر لکھتے ہیں میں برس اس سلطنت
کی وزارت کے عین اوس وقت وفات پائی جبکہ حضور پرنور باضا بطاعت نہیں ہر نواب اتھے اور اس تخت نشینی
چندی روز باقی ۴۵ برس کی عمر ہوئی انہوں نے اپنا یادگار دین فرزند نامی جہوڑ۔

اول نواب میر لایق علی خان بہا عا السلطنہ سرسلاار جنگ دوم جو حضور نزدیک
سرکاری باضا بطاعت کے دو سرور خلعت وزارت مشرف بہرین سال کہ ہمیں جلیل القدر عہدہ کو انجام
دیکر استغفار دیا اور بت جہوڑ لکھے سال کی عمر میں فضا کر کو یو پ بھی لکھ لکھ جان و اس کے شہنشاہ
میں وفات پا دی اور بی اولاد میں صرف اس عظیم الشان خاندان کا ایک ہی فرزند دہندہ چہوڑ بن جہاں
باچا سال کے ہون گئے۔

دوسرے نواب میر سدا علی خان بہا الملک بہن المہام سرکار عالی بہا سدا ابیدیہ بھی شہنشاہ لکھ بڑھ
ایک خیر انبی ارث جہوڑ۔

راجا یان اجارا جہلاال بہادر دیکھا کہ سر آصفیہ دراد خان کا حال
آن بزرگوار کا سلسلہ بہا راہبیکہ قبول راہبہ نوڈیل دیوان الکشاہی تک پہنچا ہے۔ ان مجاہدہ نامہ لکرا
نواب خزانہ ک محمدین خدمت نقلی کرد گیری ملہویر سر فراز فتح بولہ تھا لکھا کہ اس کے اوکو فرزند کا گویا
برہم ہو گیا تب بعد از نواب اعتقاد الدولہ شیشہ جنگ بہا ناظم ملہویر سدا راہبہ جہلاال کو حضور سرکار شہ
سور دئی کرد گیری با جو فرمایا ایک تاسی طرح گدڑی۔ بعد وہ ملک فتح صدر لکھتے ہیں لکھی کو لکھی لکھی

سوم عالم میں مغزول کہہ کر تبار سلطان جانے انہیں باجہ جید لال کو شاکر جواد کو ملک نہ کر کے اسطعام پر بھیجا
اور خدمت کر دے گی یہاں کو بندہ بخش بہا کو نیابتاً مقرر کیا۔ اس ملک کا اسطعام کر نہیں باجہ جید لال
نے نیک نامی حاصل کی۔ اس کے بعد جب میر عالم بہادر کی ہمدانہا کی کل زمانہ آیا تو راجہ جید لال کو بیکار مقرر ہو۔
جب میر عالم بہادر اس میں نیا سر کر گیا اور ادنیٰ جگہ نواب میر الملک بہادر دیوان بابت مقرر ہوئے۔ جب تو راجہ جید
کی بنائی میر الملک کو اجازت تھی کہ وزارت دکن کا سر انجام کرتے۔ شل شہر جو پور پور دکن اس کے نام
مقرر ہوئے۔ حقیقت کل راجہ کو مختار راجہ بننا تھی حتیٰ کہ ہر کا فدیہ پہلے انکی مہر ہوتی تھی اور اس کے بعد نواب میر
بہادر دیوان کی مہر لگائی جاتی تھی۔ نواب حضرت نزل سکند قاسم بہادر نے ان راجہ جید لال کی مہر کی جلائی دیکھ کر
مختاری امور شدہ و کالت مہاراجا انگریز بہا انہیں کے حق آزمی تھی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار
دنوبت و گہرا مال جاگیر حاصل لکھا روپیہ خطاب مہاراجہ بہادر سرفراز کر دیا۔

کیا خدا کی قدرت جو مانتہ قلم کو پر نیکی لکھ پیدا ہوئے جو عقل و حساب و ادبی تو مجوز اور عبادت الہی کی تہذیب
ہوتی تھی اہل انہیں تمام ملک و دکن کے اسطعامی کہو کی باک آگئی اور وہ قتل محبت سلطنت کو انجام دے
لگے۔ اس کے علاوہ خدا کی درگاہ میں اس کو سکھ دے انش مناد اور بیوقوف کی بردہ انہیں جس طرف و سکا دریا
عنایت جوشن ان ہوا کہ دم میں سلطان ہفت آندیم بنادیا اور جب جایا آنا فائزین ہیات کر کے بنادیا
سبحان اللہ و تعز من شاء و فعل من شاء۔

بعد وفات نواب میر الملک بہادر میر بہادر نام جو بیکار لگا تھا وہ بھی دور ہو گیا اور راجہ جید لال کو خلیفہ عظیم
ریاست مقرر ہوئے۔ اور راجہ جید لال کے خطاب بھی سرفرازی پایا۔ اب کیا غما اہل کابل پہلے جو جایا وہ کیا ساہی
مستحق الی کالہ الین سخی تو ابتدا و عمر تھی تھو چہ ایک مولف گوارا منہ لکھتا ہے کہ راجہ جید لال کو کچھ راجہ
نانا نام ایام طفلی میں لکھا اور اس کے بہائی کو بندہ بخش بہادر کو راجہ فرزند راجہ ملکیت را کو ایک روپیہ
دے جزیرہ نیکو دیار سے تھو وہ دونوں تو اس کو سبھی صرف کر ڈالے تھو مگر راجہ جید لال اس روپیہ کو غلام
کیا کرتے تھے جب کہ میں بن ایک روپیہ روز پران کی نیت خطا حیل پر مبنی تھی تو اب اس میں برائی و دور
کہ عالم میں کیا بہا تھا خوب ہی خوب لایا اپنی قومی سپاہیوں کے شہید سلوک کہہ کر جو راجہ بنگلیا جس کے

دیالامال کردیا ہزاروں لاکھوں روپوں کے روزینہ اور سالیانے بندہ گنہگار مہربان کی مسرت ہو گئی۔ لاکھوں
 فقر دولت مند کو ہزاروں نفیس امیر ہو گئے حتیٰ کہ تمام ہندوستان کی خاؤ کا ایسا چرچا پہلا کہ بہ جلد آباد کن
 چند دلال کا مشہور ہو گیا۔ چونکہ مالی انتظام کی خاؤ اس زمانہ میں بہت بدترین تھی اور دودھش کی بہت سی
 آخر کار اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خزانہ میں ہونا بادام نرٹا ملک کا غلیظ حصہ جن کی تختا ہوا اور مسند بادشاہی قابو
 میں تقسیم ہو گیا اس آبدنی حد درجہ گھٹ گئی۔ سلطنت انتظام میں سخت بھری نمودار ہوئی۔ اخراجات
 بڑھ گئے۔ پھر زمانہ ذرا صلہ دلہن کا تھا ہمیشہ ہزار ہا گلیہ دار بنا جاتے حالانکہ اس زمانہ میں کوئی گاندنی
 کی مزدورت نہ رہی تھی غرض کہ کچھ بھی حاجت تھی ہندوستان میں انگریزی عہداری استقلال استحکام کا
 قائم ہو رہی تھی۔ تاہم ہر طرح کے فقیر فقر ابا گیرین کے ہر طرح سے جتن و کوشش کی یہ بدتر حالت بنا کر
 انتظامی حالت خوفناک ہو گئی ملک میں ہر روز فتنہ و فساد برپا ہو گئے خاص حیدر آباد میں بیکار فوجوں کے
 جہل شروع کی افوجی لوگ قابو نہ رکھ سکے توب سخت مجبور ہو کر ہزاروں چند دلال عہد دیوانی استغفار دیا اور خیر
 میں جہیز پر۔ نیا دیوان کیا کر سکتا تھا اور مالی حالت بگڑتی تھی حتیٰ کہ وزیر صوبہ برار انگریزوں کے قبضہ میں
 گیا اور بعد استغفار کے بھی دس دن بارہ برس یا کی ہی خراب حالت ہی۔ آخر کار یہ نامی گرامی خیرین
 راجہ شہنشاہ میں انتقال کر گئے اور ان کا نام نیک صفی روزگار پر چھوڑا۔

اوں کے بنائے ہوئے عمارات کی بھی کچھ نہ تھیں، چنانچہ راج باغ بارہ دوری کے پیش کہہ دہم کی لاگت سے تعمیر
 سوائے اس کے دو خانہ۔ قایم محل۔ محل سرا۔ جہت محل۔ آئینہ خانہ چینی نا۔ تصویر خانہ بازوری خانہ باغ۔
 مع آئینہ خانہ چینی خانہ و شمار کوہ سولاعلی و نقار خانہ درگاہ محلہ جو قریب پچاس لاکھ روپیہ میں تعمیر ہوئے ہیں
 بہادر خدات ہی ہیں۔ سوسنی کے ہیں کی مسرت بھی انہوں کو رائی تھی۔

اخلاق عادات

ہنایت تیز فکر و دشمن را۔ جوڑ توڑ لگائے من بخت کا کہیو نکو اسطو جا کا در بادیکے ہو تو۔ بینا لکھی سنیل
 داد و دہش کر سوا۔ بنظیر کشادہ دہ تو۔ فارسی میں بہت چھی گیا کہ تو شاعر بھی تھی۔ چنانچہ دود دیوان
 بھی ہیں ایک اردو دوسرا فارسی میں مشہور و معروف ہیں کلام بھی اچھا ہر ملک بہت اچھا۔ شاعروں کے

تو بہاؤنگین بہادور و درویشی اور لکھنؤ کو شعر اہلکار جمع کرو۔ فرجی لیاقت کا حال کہیں معلوم نہوا کہ کسی سختی
تاہم ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر درویشی بات چیت کرتے ہیں خوب بہادور۔

دو فرزند ان بی بی ہمارا بہادر اولاد میں اولاً راجہ بالارشا اور راجہ دھراج بہا جگنو نواب سکندرجا
بہا مغفرت منزل کو حضور راجہ کا خطاب مل گیا تھا اور عہد مجاشی پر ہامور نواب مرالدولہ بہا خضران
منزل عہد میں راجہ ہمارا بہا کا خطاب اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ نوبت نشان عسکری
فیل بالکی جہاز اور و جاگیر لکھارویہ سہ ہزار سوار ہوا آخر کار ۱۲۶۶ھ میں دنیا سے کوچ کر گئے۔

دوسرے فرزند راجہ بہا جگنا اصلی نام ناک بخش تھا نواب مرالدولہ بہا عہد میں انکو راجہ بہا کا خطاب اور
منصب چار ہزار دو ہزار سوار و علم و نقارہ نوبت نشان بالکی جہاز راجہ بھی مشرق سے تھوڑے عرصے میں انتقال کیا
راجہ دھراج بہادر فرزند راجہ نرندر بہا تھوڑے عرصے میں وفات پائی نواب مختار الملک بہا سہ سالہ جنگ اول کے

کچھ روزوں میں تاجر نواب عماد السلطنہ عہدہ وزارت کو انجام دیا انھوں نے ۱۲۷۰ھ میں وفات پائی سر
راجہ گویند بخش بہا ہمارا راجہ چند لال کے چچے بہا تھے۔ بعد درویشی راجہ چند لال کے جو ملک مفتوحہ
تعلقہ داری پر بھیجے گئے تھے بی بی راجہ گویند بخش بہا اولی بی بی تیا خدمت کر دے گئیں بلکہ پر سرفراز ہو کر
ان انکو اس طرح عہدہ اعظم الامر بہادر راجہ بہت رام کو دو صدیوں برابر دیا بیان گھاٹ دیا لال گھاٹ
موجودہ بی بی اورنگ آباد کو بنیاد رکھا تھنہ و فساد فر دکر نیلے کو بچھڑی اسوار و پیدل توپخانہ و تھانہ بنوایا
حضور پر پور راجہ گویند بخش بہادور کو منصب شہر چار ہزار سوار و نوبت علم و نقارہ و نشان فیل بالکی
جہاز اور و جاگیر حاصل لکھارویہ سہ ہزار سوار بنایا۔ ۱۲۷۵ھ میں انتقال کر گئے انکو اولی میں فرزند
تھے راجہ ام بخش بہا۔ راجہ گویند بخش بہا عہدہ انتقال لے والد بزرگوار نواب مرالدولہ بہادر
حضور میں باریا ہو کر اور دونوں بہائیوں کو ٹھامب پنجہزاری سہ ہزار سوار و نوبت نقارہ و علم و
نشان فیل بالکی جہاز اور سرفرازی بخشی گئی اور جاگیر سیر حاصل لکھو لکھارویہ شیل انبر و غیرہ خاص
الخاص محالات بہا باد بھی عطا ہوئی۔

جب راجہ بہا راجہ چند لال نے دیوانی استغفا دیا تو نوبت الامر بہا گہرہ میں آئندہ درویشی بنی

بعد اعظم علی بن ابی طالب ہی روزِ دیوان سے لیکن ہاں بھی نہ ظہر نہ کویت بادشاہ کا پیش کیا کو غفلت و دراز
 سوزن علی اور کچھ مدت ایسا لگ کر ویش اس کام کو راجہ رام بخش بہاؤ جلا یا لیکن ان بھی قابلِ ضمانت
 حضور پر نور سر انجام دینا نہایت اسیراج الملک بہا کو بیہ یوانی عطا ہوئی جنہوں دن یا سہل اسکو بہتا
 بہا راجہ چند لال بہا نسبتی بہائی راجہ سکندر لال بہا اور تھی ہمیشہ بہا راجہ بہتا کے پاس سے۔ ل
 شہزادہ نیک ماو کی خلافت کا کام ان کے ذریعہ بہت کچھ چکی وہ لوگ انکو دعا خیر و یاد کرتے رہیں۔ راجہ چند
 کے بہا راجہ رام بخش بہا رفاقت میں سے اور اسکی اپنی میں دنیا بل بے۔
 راجہ بالکشن بہا راجہ چند لال حجاز ادبائی اولاد انواب بخش الامرا اسیر کیر بہا کے قلم باگاہ
 ملازم بعد منتظمی کردہ گری ملکہ پر سرفراز ہو اور حضور حضرت منزل کی باگہ سے خطاب اعلیٰ منصب
 چہا ہزاری و دہزار سوار و نقارہ و علم و نشان بالی جہا لدار سرفراز پائی۔
 بہا راجہ بالکشن بہا سیر و تماشائیت محو اس پر سرفراز شیلے میں جایا کرتے تھے ایک روز چار دہلیوں
 ان کا لایق تھے۔ اور انکو زخمی کر دیا و دروہیلہ مار گئی اور وہ فرار ہو کر راجہ بالکشن خوش قسمتی سے
 اچھی ہوا آخر کا جانچ غزو صفرا مظفر شاہ رہو راہ تھا ہوا۔ یہ بالکل ہم شہر بہا راجہ بہا راجہ
 چند لال تھے اس لوگ دوسرا راجہ چند لال ہی سمجھتے تھے ان کے دو فرزند تھے۔
 راجہ تلپی پر شاہ و بہا۔ راجہ کالکا پر شاہ و بہا و دون بہائی بعد فایزہ بالقد منصب
 چہا ہزاری و دہزار سوار خطاب اعلیٰ سرفراز ہو اور خدمت کردہ گری بھی مل گئی۔ و دون
 پر گوارشان شوکت آراستگی فوج پر جان دل و فدا خواں کی سواری بڑی نیک و نشان کلمتی تھی۔
 بڑی بیماری جاگیر رکھتے تھے۔
 راجہ ناگراہ خلف الرشید راجن لال بھی بہا راجہ چند لال قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جب
 سین لال انتقال کر گئے تب چنانکہ کام تعلقداری میدک پر سرفراز ہو بہت رفتہ رفتہ یہ خدمت ادا کی
 آخر سولہ لاکھ ایوانوں دولت سبب ملازمت کنارہ کش ہو اور اسی خاتین سے اس میں بیابا کر کیا
 اور ان کے دو فرزند تھے اول راجہ بالا پر شاہ و جہدت تک کسی خدمت پر سرفراز نہ ہوئے۔

دوسرے راجہ گیا چند بہنا کی شادی راجہ بالگن پٹیا جی کی دختر بیوی بھی عیداس شادی کا خطاب لکھا
 و منصب نائب خواہر سرفرازی با۔ بہر بھی ایک بڑی مت پر امور ہو کر کوکون چین لینہ واکٹر کا ایک کپڑا
 کوکندر کش ہو کر معاشقات ریتاعت کی اور اپنی جاگیر سبھی پر خوش خندان کرتے رہا اور دنیا چلے ہے۔
 راجہ بالگن دہکا بھی اقربا قریبہ جہا راجہ چند لال کچھ اولاد نہ مرشد زاد کی نواب مرالدولہ بہنا میں
 چند لال کی طرف نواب حضور کے درمیان کلیل کچھ۔ جب بعد حلت نواب حضرت منزل کو نواب مرالدولہ بہنا
 سریرا سلطنت ہوئی انکو خدمت پیشگی ویکری فرج عطا ہوئی اور خطاب منصب نائب بھی سرفرازی با
 تمام کار با محلا اندرونی و بیرونی انہیں کے ذریعہ سر مل ہوتے تھے۔
 راجہ بہن لال ابتداً حال میں قراول خان عرف راجہ خان کے ہمراہی سوا لکھن میں قلعہ شیکارامی امور پر
 میں باگیا کہ سرکاری گھوڑوں غور و برداشت حاضر کی ان کو فیض ہوئی پیر راجہ چند لال نے انکو غلام
 حاضر قراول حضرت حضرت منزل کی بہرسانی پر آمون کیا اور بعد کے حضور پر نر اور راجہ چند لال کو درمیان
 وکیل مقرر ہوا۔ اور نواب مرالدولہ بہنا کو عہد میں بھی ممت بحال ہی بلکہ خطاب لکھی و منصب سب بھی
 سرفراز ہوا اور بعد چند دنیا فانی سے رہائی عدم ہو۔
 راجہ بہن لال راجہ بہنا کو کہ چھوٹے حقیقی بہائی اولاد راجہ بہت ام کی فاقہ میں سے بعد برکاتی راجہ
 مذکور کے راجہ گویند بخش بہا کے ساتھ نہ فوج کے ہمراہ اورنگ آباد اور پیر پان واپس آئے بعد انتقال راجہ گویند
 بخش بہا کے حضور میں سرفرازی ہوئی اور تعلقہ مانڈو عطا ہوا اور عزت سائزنگی نام کی۔ تھے
 راجہ سکھ لال بھی برادر علاقائی راجہ نائک مکے کے محکمہ سرکاری ملازم راجا لکھن سرکار انتظام پر مقرر ہو
 ان بہائی راجہ سکھارام بھی برادر علاقائی اور فرزانہ روزگار کچھ۔
 راجہ گویند اس۔ کار بردازی ڈیوٹی مبارک پر مقرر تھے کہ میں تب محض انتقال کر گئے اور ان
 فرزند خیمت سرورونی بر سر سزا تھے۔
 راجہ راوڑ بہنا جو نیت بہنا بنا لکھ اور پان کے خاندان کا حال
 راجہ راوڑ بہنا کے بزرگ ہیشہ سر منصب داران سلطانی میں سرفراز۔ جب حضرت حضرت تاج نواب سچا جی بہنا بار

نسخہ ملک کنہی سہو کن گوروانہ ہو۔ تب اجہ راؤ رہیا کہ والدہ سلطانہ بی بی بنالک کو جنک باس میں سہو
 جہاں سپاہی تین لاکھ روپیہ کی جاگیر اور منصب ہزاری پر سر فرزند کے ساتھ لاکھ راضی بیٹا ان سلطانہ
 بنالک کی استغاثہ کرتے تھے کہ جب دربار میں آئے تو نواب نے فرمایا کہ سر قندلہر جو جاتھ اور جلد شہینہ پر کلمہ دیکھو
 ان انتقال کے بعد ان کے فرزند اجہ راؤ رہیا کو حضرت نواب غفر نامہ میر نظام علی خان بہادر جویت بہادر
 خطاب فرمایا اور منصب ہفت ہزاری جہاں ہزار سوار و جاگیر سوردی پر سر فرزند کیا حضرت مسرت منزل نواب
 سکنہ جا بہادر عہد میں جب میرٹھ بہادر اہلہا تم بت بد الفضا لہا جاگیر کیلئے چند محال کو وغیرہ کو جاگیر
 حیدر آباد میں ۳۰ لکھ روپیہ اجہ راؤ رہیا جویت بہادر حضور پر نور کے محل قدیم میں آ کر رہنے لگے اور درستی
 امور آخر تک کے طے ہوئے حضور پر نور نواب غیر الملک بہادر اور راجہ چند لال کو تخت تانید کی کہ ان کے
 مشاغل کا جلد تفسیر دین اور حضور پر نور ایک سو پندرہ زفا میں انکی بیوی کی لڑکی بھیجا کرتے تھے نواب مرالدیہا
 کے عہد میں انکی جاگیر کے چند رہتا کر ملا وغیرہ گزیر نہ لکھو دیکھ لکھتے حضور پر نور راؤ کو بالعیوض محال ہوم عطا فرمایا
 ایک سو برس کی عمر میں لغوہ و فلاح عارض حال ہوا تاہم کئی سال اندر نہ رہے اور عیدہ وفات کیا۔
 راجہ کھنڈی ارجن بہا ان کے فرزند تھے بعد وفات ارجن باپ جاگیر سوردی پر سر فرزند ہوئے صاحب منصب
 جانشین سرکار تھے۔ ان کے فرزند تھے: عزت افراہی ہوئی اور جاگیرات قدیم غلخان میں اب تک موجود ہیں۔
راجہ ساگر مل بہا اور ارون کے خاندان کا حال
 جب شاہ نادر شاہی حضور پر نور نواب صفی بہا کی روادکن ہوئے اب ساگر مل کو دار الخلافہ شاہجہان آباد
 سے چھ ہزار لاکھ روپیہ اور فرائض کی دیوانی اور کنگ سپرد کی تھی۔ چنانچہ نواب صفی بہا کو دارتحال کے بعد نواب
 جنگ شہید اور نواب جنگ بہادر عہد میں اب ساگر مل مسیح آئے دو فرزند نواب جہاں بہادر میں بہرہ
 بہا اور راجہ درگا داس یافت بہادر یا مورکار و بار و فرائض رہے۔ بعد ان نوابان کے زمانوں میں جب حضور
 پر نور نواب میر نظام علی خان بہا سربراہ دولت بہت بھی راجہ ساگر مل راجہ ہوانیداس و سرمد
 بہا و راجہ درگا داس یافت بہا اور پور راجہ کیول کش بہا جو فرزند ہوانیداس
 و ہرم دت تھے اسی عہد میں پرتند بہو۔ نواب مسرت منزل سکندر راجہ بہا کے عہد دولت میں راجہ

کیوں لکھنے بسبب ارض سماوی اپنی چاندی راہ جو شمال چند فرزند راہیادوت مہا کو حلقہ پر نور عرض
کر لکھنی جگہ مانو کرادیا اور خود کراہی اختیار کی۔ بلکہ فقال اجد کیوں لکھنے بھی اجد جو شمال چند اس خدمت پر
مانو کرادیا علی النین دنیا سفر کر گئے۔ تباؤ کو فرزند راہ اجد اجد چاندی مہا نواب غفران منزل حضور
ناصر الدہ بیکر عہد مبارک میں موروثی خدمت پر مامور ہوئے۔

انہوں نے اپنی بیٹیوں اور فرزندوں کی بیہشادی میں بہت اہتمام کیا اور دنیا میں نام بیکار کیا یہ جب بتا
صاحب بہت ہزاری بہت ہزار سوار و علم و فنکار و نوبت نشان حلقہ و جاگیر حاصل ہوئے تھے تباؤ کو
راجا اجد اجد چند کے بہادر تین بھائی تھے۔ ایک راہیادوت برشا دلالہ مہا دوسرا راہیادوت برشا د
کیرت مہا تیسرا راہیادوت برشا د تینوں صاحب تھے ہی لیاقت مند اور اچھے بہادر تھے
ہمیشہ اپنی تباؤ کے کا محلہ میں مہم و معادن ہی راہیادوت اجد اجد کے فرزند ان نامی بھی لیاقت نشان
میں تباؤ آفاق تھے جو چنانچہ راہیادوت کرنا اور راہیادوت کرنا اور راہیادوت کرنا اور راہیادوت کرنا اور
حیدر آباد کی خلعت خوب جانی تھی راہیادوت برشا دلالہ مہا کے فرزندوں میں راہیادوت برشا د
اور راہیادوت برشا د مہا بھی کچھ تھے روزگار تھے اور کھانا مہا نیک بھی صفی تھے پیدا کار رہا۔

راہیادوت برشا د مہا اور ان کے خاندان کا حال
راہیادوت برشا د مہا کو والد بزرگوار شاہ عالم بادشاہ غازی کو عہد میں مات سلطانی پر مامور تھے جب ان کا انتقال
ہو گیا تو ان کے فرزند ان نامی چھوڑا دلالہ مہا مہا اور تھے وہ دار الخلافہ شہا جہاں آباد میں
لیکن راہیادوت برشا د مہا کو دکن ہوا اور اعظم الامرا مہا کی عہد دیوانی میں بنارس میں راہیادوت برشا د مہا
سویچ دور راہیادوت برشا د مہا کو دکن ہوا اور اعظم الامرا مہا کی عہد دیوانی میں بنارس میں راہیادوت برشا د مہا
ہو بعد اس وقت کے ساتھ وفات پائی۔ ان کے مرثیہ بعد کے فرزند راہیادوت برشا د مہا مہا مہا مہا مہا مہا
پر ہر فرزند کو بھی کہ نواب میر علی مہا اور نواب میر علی مہا اور راہیادوت برشا د مہا مہا مہا مہا مہا مہا
میں بھی اسی خدمت پر سر فرمایا اور خطاب منصب چہا ہزاری سہ ہزار سو و علم و فنکار و نشان بھی سر ملدی
نواب سفر منزل سکندر رجا بہادر عہد دولت میں لکھنؤ مالک غازی کی طرف تباؤ والی لڑائی میں کشتی اور فتنہ

وفشا و فرور کینکلیے بھی گیا وہاں کارہا نمایاں اور وہ ہنگامہ روزی باجیوں کی سرکردگی خروکار انتقال کر گواہ کی فرزند راجندر راجہ شنبو پرشاد پھانچے بعد وفات اپنے باپ کے عہدہ موروثی پر سر فرار ہو کر انڈیا ناصر الدولہ بہادر کے دربار میں خطاب اعلیٰ و منصب عزت پا اور خدمت معتمدی خزانہ عامہ سرکار غلام خدمت موروثی کی عطا ہوئی اور بہت بڑی جاگیر بھی ملی جو اب تک ادوں کے خاندان میں چلا آتی ہے۔

راجہ منوں لال بھادراو اور ادوں کے خاندان کا حال

راجہ منوں لال دراصل فرزند جانشین راجہ بہوانی پرشاد کے تھے۔ راجہ بہوانی پرشاد کو بزرگ حضرت غفرانما کے عہد میں خدمت میں بھاری غلامانی حضور پر سر فرار تھے۔

ان راجہ بہوانی پرشاد کے واسطے جو بڑے کامائے نمایاں اور بیڈٹ پر وہاں دہلوی والی پونا سکری علی محل ہوا ان کی تحریر کے لکھ ایک علیہ دفتر تھا۔ نواب غفرانما کی ان راجہ منوں لال راجہ منوں لال کے تمام معاملات انہیں کے واسطے تصدیق پاتھے۔ راجہ بہوانی پرشاد علی بھی اور فقرا بہت محبت کرتے تھے۔ جب نواب منور منزل مرض استغایں مبتلا ہوا اور بیرون بروم آگیا تب راجہ بہوانی پرشاد علی کے روبرو حضور پر شاد کو امین بیرون چڑھایا حضور پر نور کو صحت ہو گئی اور سر فرار نواب منور نے انکو بلا کر ان کے بیرون کا دم ملاحظہ فرمایا اور انکی عالمی سمیت راضی خوشنود ہوئے۔

بعد ازاں راجہ بہوانی پرشاد کے راجہ منوں لال کو بھی عہدہ پر سر فرار ہوا اور نواب منور علی وولین جہنم کو جاگیر بھی مل گئی۔ انکی بیانی راجہ منوں لال بھی بڑے نیک کردار اور برگزیدہ آفاق شخص تھے۔

راجہ منوں لال بھادراو اور ادوں کے خاندان کا حال

راجہ منوں لال بھادراو کا اصل نام بھراجی نامک تھا۔ بیسیک بیسیک خانگی غلام اور سلطان بھائی کو فرزند راجہ منوں لال بن گیا۔ ان کا انتقال بھراجی کے حضرت نواب سکندر جانی کو عہد میں منصب موروثی و خطا راضی و جاگیر حاصل ہوئے۔ ان کے فرزند راجہ منوں لال بھی سر فرار بنے یا انکو فرزند ان کی بھی یا انکا زمانہ ہے۔

راجہ منوں لال بھادراو اور ادوں کے خاندان کا حال

راجہ منوں لال بھادراو کا اصل نام بھراجی نامک تھا۔ بیسیک بیسیک خانگی غلام اور سلطان بھائی کو فرزند راجہ منوں لال بن گیا۔ ان کا انتقال بھراجی کے حضرت نواب سکندر جانی کو عہد میں منصب موروثی و خطا راضی و جاگیر حاصل ہوئے۔ ان کے فرزند راجہ منوں لال بھی سر فرار بنے یا انکو فرزند ان کی بھی یا انکا زمانہ ہے۔

ولسکرام اور راجہ گہنا تھے رام کو ان پر عہد سرشتہ داری تھیکاری منصب داران برہم کو اور
اور خود کو غنیمتی اختیار کی۔ راجا دھنکھہ رام کو مسکین شافیر سہڑی اسخ عقیدت تھی چنانچہ ان کے لئے
مسجد دیان بنوایا اور جہان ہمناکا وصال ہوا تو اسی باغین مدفن کیا۔

راجہ گہنا تھے ام بھی گہری ملازمت حاصل کی اور عورت زندگی تمام کر کے اما لبتا کاراستہ لیا۔

راجہ حیر بہو جی داس اور اون کے خاندان کا حال

راجہ حیر بہو جی داس مرشدزادہ عالم جہان کے دنیا دنیا کا دھار۔ جب مرشدزادہ مذکور نے فرج کر کے فدا
اختیار کی تب یہ مال کر دیکھ کر تہنہ ہوا اور اذکار کا ساتھ تہنہ یا اسی باعث مودالطاف نواب خضر انام بہو
اور بعد چکا انتقال کر گئے۔

اون کے فرزند راجہ جی شنکر داس شمس الامرا بنایا خدمت دیوانی پر مامور ہوئے عہد کر و گری پر سہڑی
ہو لیکن ہونو مرامی بل بہار۔ انکو خدمت دیوانی علاقہ باگاہ پر جانا پڑا لیکن ہر خیر روز بعد کر و گری
انکو ملکی مرشدزادہ مبارز الدولہ بنایا اور راجہ خیر لال کے جھک کر درمیان شکوہ جنگ قتل کا اور
فخا نصیب انکو ذمہ لگایا جس راجہ جی شنکر داس کو مرشدزادہ مذکور نے قتل کر ڈالا۔ حضرت منہر منزل
سکند جہان بہو کو سخت رنج ہوا اور ان کے فرزند راجا ملک رام کو کہ ابھی صغیر تھے خدمت موروثی کر دے
گیری پر فرما دیا جب یہ جوان گئے ہو تب کر و گری راجہ بالکشن کو دیکھی اور ملک رام کو بالکشن
اسیر کر لیا کہ یہاں عہد دیوانی پر سر فرما رہے۔

راجہ شنکر داس نے غنیمتی بہائی راجہ بنی دیو پھر اور اون کے فرزند راجہ مرلی دہر بھی شیکاری

منصب داران کس پر سر فرما رہے۔

راجہ جی رام اور راجہ راجا بنایا اور اون کے خاندان کا حال
راجہ راجہ ایان بنایا نواب سلطان میر نظام علی خان بہادر عہدین فرزند بہو جی داس کا راجہ
اون کے فرزند راجہ شیا م راج بنایا نواب کی خدمت موروثی کے علاوہ عہد شیکاری دیوانی
پر بھی سر فرما رہے اور جب نواب اعظم امر بنایا پونا جہاں کے تو یہی راجہ شیا م راج بنایا۔

حضور پر نور کار و دیوانی کو سرانجام کرتے ہو لیکن انجمن الامراء نے اپنا آئینہ تبت لہ شامیہ راہ بنیہ جاکر میں
جا رہا اور میں انتقال کیا اس کے بعد اجینا راہ بنیہ دیانت و نیت سچی تدبیر کے ترک بندت این بنیہ راہ بنیہ دیوانی
پر سر فراز ہو لیکن میں جوفانی میں انتقال کر گئے۔ رات ترک بندت پیر میں غلطان کی تک ملالی کے کہ راہ جہرام
بنیہ راہ کو حضور پر نور خلعت و جواہر خدمت موردی پر سر فراز کر آیا آخر کا یہ ترک بندت ترک کیا اور اپنی فرزند
راہ سوناچی بندت کو وصیت کر گیا کہ اس غلطان کی خیر خواہی تک ملالی میں کی ذیقہ فرزند داشت کو بنا راہ
جہرام راہ بنیہ تھا منصب عسکرم و نقارہ و نوبت و نشان و نعل و عاری و بال کی جہاں دار ہو۔

نواب ظفر الدولہ مبارز الملک بنیہ

نواب قطاب میر نظام علی خان بنیہ راہ کو خطاب مبارز الملک بنیہ سر فراز کر کے حراست قلعہ نزل جلگتیل
سپر دی تھی ظفر الدولہ چند بار گشت راہ مرہہ سر کوئی کیم بھیجے تھے آخر کا قلعہ نزل میں پہنچا اور امیر
سلطنت قطب چوڑیا نہیں معلوم کیا سبب تھا اور وہ میں ملکہ اللہ میں وفات پاؤں فرزند ظفر الدولہ
احتشام جنگ از قلعہ کو مضبوط کر کے حضور پر نور سرکشی شروع کی مگر اسکا اختتام کیا گیا اور وہ
خضوع ہوا اور نظامت صوبہ بار بر منتقل کیا گیا۔ بعد اس کے قتل کے اسکا فرزند یوسف مرزا ظفر الدولہ
اہل عیال قلعہ کلبر گریں مقیم کیا گیا لیکن میر عالم بہادر خاندان الہامی میں آئی پا کر حاضر بار ہوا اور
پہنچری سے ہزار سوار علم و نقارہ و سالہ چہار صد جوانان شیر کجہ الدولہ ضرب ہاتھ جاگیر خیر و فوات
دور راہ قدیم موردی پر سر بلند ہوا اس نے بنیہ بھی خطاب منصب سر فراز ہو۔

ایک بھٹا احتشام جنگ سر فراز ہوا لویا ظفر الدولہ کلان کا نام بہ زندہ ہوا۔ دور ظفر یا جنگ
زمرہ حاضر باشند یوانی میں راہ چند لال کچھ دست میں حاضر رہتا تھا۔ تیسرا ثابت جنگ۔
آخر کا یوسف مرزا ظفر الدولہ قید سر کلکراس تدبیر پیونجا مگر اسکا مزہ۔ اوٹھا پایا کہ یکایک عین عالم جو
میں مر گیا اور اس کے چند ہی روز بعد اسکا بھائی احتشام جنگ بھی رہ گئے عدم ہوا۔

اباکی اولاد میں ایک شخص باقی جو جالید پور یہ مہینہ یا آہستہ آہستہ ہزاران سوس
نواب نورالامرا بہادر اور اولاد کے خاندان کا حال

انکا اصلی نام نورخان تھا قوم مرہل سے تھا اور نواب زیر صف الدولہ بہادر والی اودھ کے سرکار میں سر
کردگی پانچ سو اسی سواران رسالہ خاص ملازم تھے۔ چونکہ نواب اعظم الامرا بہا اسطو جا بہا سے قربت تھی
رہے تھے تو یہی اسی عزم سے اسطو جانے دو لاکھ پچیس سو پچاس راہ بھی لکھتے ہوئے بلایا۔ اور حضور نواب غفر نامہ کی
روپیک جاکر دلو کر خطاب الامرا بہا متناظر کیا اور سات ہزار فوج سکنے کے لیے اجازت ہوئی نواب سکند
بہادر نے ان میں زندہ راویہ وفات پانچ سو جری اور بہا سپاہی قوی ہیکل جو ان کے ایک فرزند علی بہادر

بھی جمعیت ان مسند خطاب سے سر فرار ہو اب اس خاندان کو بحال معلوم نہیں
سید قلی خان بہا لب جاک اور اقران کے خاندان کا حال
یہ سید اسوجہ کمال مشہور ہو کہ یہ سادات بارہ قحودان سید کا اسمول ہے کہ جیاد کو غصہ آتا
تو انہا ہونٹ کاٹتے تھے چونکہ سید قلی خان بھی اسی خاندان سے تھے لہذا مقبل حضرت کاٹا کرتے تھے
سوا کا ہونٹ ہمیشہ زخمی رہتا تھا اس سوجہ لب جاک مشہور ہوئے سید قلی خان بہا فرخ سیرا دشاہند
کے ملازم تھے جیسا کہ آخروقت پہونچتا ہے سید عاقل خان بہا سرافت نواب غفر نامہ مصلحت بہا
ان کے ہمراہ دہلی وارو دکن ہوا اور سا سو سواروں کی سرکاری میں عسکری اور فرکا دنیا سے انتقال کر گئے
ان انتقال کے بعد ان کے فرزند میل نام علی کو حضرت نواب غفر نامہ نے برطانوی لکڑی بہرام جاک خط و نسب
پنچہار سے ہزار سوار و جاگیر سیر حاصل کر کے گاؤں برابر اور صوبیدارا لیمپور سے سرکاری فوجی روہدت نامہ اس
وجہ پر ہے۔ جن نامہ میں بعد وفات نواب مبارز الملک ان کے فرزند فرخ میرزا اقسام جاک نے بیاد قلی
کی جو انہیں برطانوی الدولہ بہرام جنگ کا نذرانہ اور پیراوسکو صوبیدارا لیمپور عطا ہوئی تب جیاد الدولہ بہرام
کو قلعہ نرمل تفویض ہوئی مدت کچھ کام بھی چلایا لیکن حضور پرورد سفر بیا نکلی میں اس خدمت سے معذور
کر کے داروغائی بہر کارگان پر مامور فرمایا اسی خاندان سے تھے کہ

ان وفات کے بعد ان کے فرزند میرزین العابدین کو منصف ہزاری سے ہزار سوار و بالکی جیاد
وعلوم نقارہ و نویت و جاگیر و خطاب ملی بہرام الملک ملائی بہرام الدولہ جنگی اسطو جاک
سرکاری ملی اور نواب منصف نرمل سکند تھا بہادر نے اپنی مصاحبت میں رکھا میر عالم بہا کی دیوانی

کذا نمین اور ایک لاکھ دہائی جاگیر ملی شہزادہ ملک ہمیشہ شریک شہزادان جنوری ہوا کہ ستم آخر کار
۳۲۲ھ میں تاج محل جمادی الثانی میں فوت ہو گیا۔ پانچ فرزند ہوئے بدایوں کا گرجا ہوئے سر
سب بڑے میرزا حسن خان بہرام جب تک کہ نہایت شہنشاہ سابق ان کو اٹھ ہزار روپیہ کی
جاگیر اور دس ہزار روپیہ کی کل دس ہزار کی آمدنی تھی اس میں کسی بہائی کا حصہ تھا نہ وفات کے بعد باقی پانچواں حصہ
جاگیر میں ہزار روپیہ کا اور ملائکہ میں وفات پائی لاولد تھا اس کے باوجود کہ ہر ایک گران کی بی بی
کے نام جاری ہے۔

نام جاری رہا۔
دوسرے سید عاقل خان بہا جہا پ وقت میں ظلم جاگیر تھو انہوں نے بہت غصہ کر قتل قید کیا اور علاقہ میں
انظام مہلایا اور شہناریدی ڈاکو کو اسیر کر کے قتل کیا۔ مدت تک زندہ رہے بعد میں مع اہل عیال حج بیت اللہ
کو گئے اور آخر وہاں مراجعت کی وقت قبضہ انبا جگہ کی میں وفات پائی یہ بہت شہسار کن اہل اولیاء عالمہ کو جو بہا
مستقیم اللہ رکھ داتا گنجی لاش چار ہفتہ بعد انبا جگہ کی سر امیر نواز جنگ لاکر زیر کر وہ مولا علی دین کی بہر
امیر نواز الملک عسید قتل خان کے داتا گنجی داتا گنجی تھے یہی ان کے فرزند سطر جنگ میر نواز الدین
خان تھے جو منصب خطاب جاگیر سے سرفراز ہو۔

نہ سید قمر خان بہا بہرام الدولہ بہ نصیب بہار دئی نہار سواد جاگیر تیس نہار روپہ و خطا
بہرام الدولہ سرفراز ہو بہیمہ کھڑا کاڑی کو کرٹ پر پتھر اور اس مکتبہ انکی کرٹ لٹ گئی تھی اس حالت
جنون پیدا ہو گئی اور اسی حالت میں گھر جا کر بیٹھ کر لکھ رہی تھی شاہو اور دتین گاؤں اور نزدیکی نام پر بحال
تھے سید قمر علی خان بھارتی دربار نگین مزاج لطیفہ گو نفیر دوست فتح ۱۲۳۲ھ میں وفات پا۔

پانچویں سید محمد علی خان شہما یہ بھی جہان گئے۔
ہائے افسوس کیسا بہر اگر تھا جو آغا تائین زیاد ہو گیا ملتے ہیں بہرام الملک عید وغیرہ میں جب کسی
سے ملنے جاتے تو راکہ یونانی زاد کی اولاد بہر جاتا تھا۔ لہذا باقی رہ گیا اور سب کا انجام فاجہ۔

حضرت یار جنگ و کورلہ اور اسد نو از جنگ ہا و کورلہ و راؤ کو خاندان کی حالات
جن زمانہ میں کن الدرد خدا المہتمم تو اُن کے باوجود چنانچہ سندھ ایک شخص میر محمدی مشہدی

انکی زوجہ بیوی بیگم اکثر محلا حضور عین حضرت نجفی بیگم صفا اور حضرت بیوی بیگم یاس مہمان ہا کرتی تھیں انکی
 میں بہوری بیگم کی لڑکی پیدا ہوئی بعد ازاں علیہ بیہ بہوری بیگم صفا بغرض نذر محل مبارک میں تشریف لیگیں
 اوسے عرصہ میں مرشد زادہ سکندر جاہنشاہ نوکد ہوئے اور صرت آٹھ روز تھو چکر بہوری بیگم نجیبہ الطرفین
 شریف زادہ تھیں اسلئے انہیں کو شیر زادہ موصوفو کو دودھ پلکا رہا تو کیا ان بہوی بیگم کے تین فرزند اور
 اولاد ان تین مرشد زادہ سکندر جاہنشاہ کی دودھ شریک کی تھیں ہی میں شریک لیکن دوسری لڑکی آؤ شریک

کے والدہ ہوئیں۔ تین لڑکوں میں سب سے بڑی **مفضل علی جو ان** تھیں
 دوسری **جعفر علی جعفر** یا **جنگب** اور کوکہ انہوں نے ایک سرکاری کن کو قتل کر ڈالا اور اس
 فرار کر کے پونا چلے گئے اور وہاں بالواسیان سردار یاس نوکر رہے آخر کار سکندر جاہنشاہ کے سفارش پر حضور
 پر نور نے قصہ پیش کر دیا اور پیر خدایا میں بلالیا۔ اور گہانسی سیان پہلے ہی میں چار سو روپیہ مانے پر نوکر
 بعد ازاں حضرت نواب سکندر جاہنشاہ کے عہد سلطنت میں بھٹائی دہادری جنگی و منصب سب سالہ سواران
 مہر خلی علم و فہارہ سر بلند ہوا اور پیر علاقہ سید اباقویض ہوا راجہ چند لال نے بھی ڈیڑھ سو اران
 پانچا اور دوسو جوانان ملیش در در میلہ و عرب وغیرہ حملہ ساکسات سو نو علی سرداری عطالی۔
 اور جاگیر بھی مل گئی اب کیا کہنا تھا و طوائفین فرحت بخش اور وزیر بخش نامی بدر ماہیان پانچ سو
 نوکر کہلین وزیر بخش و تین لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک منیر حسن مرگیا دوباتی کے نام حضور پر نور نے بھی
 پچاس روپیہ مانے مقرر کر دیا آخر کار بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۱۲۳۲ھ انتقال کیا اور درگاہ حسیہ
 برہنہ میں مدفون ہوئی اولاد میں آٹھ فرزند جگر بند چھوڑے۔

سب سے بڑا **میر علی خان** کہ دروغ و غیبت نہ مقرر ہوا در تیس ہزار روپیہ کی جاگیر ملی افسوس کہ اس
 کی عمر میں وقتاً عارضہ و باسے ربیع الاول ۱۲۳۹ھ میں انتقال کر گئے۔

دوسرے **میر باقر علی خان** جو صرف دوسو روپیہ ماہوار پر حضور پر نور رہے اور انتقال کر گئے
 بانی فرزندان نامی بھی ایسے ہی تھے جن میں پر سرکاری ملازم رہے اور دنیا کو جوڑ کر عالم تکا راستہ لیا۔
 میر محمدی مشہد کی دوسرے فرزند اسد نو از جنگب کو کہ تھے انکا اصلی نام میر حسن علی تھا بعد ازاں

نواب غفر نایک کو نواب کندر جاجہا کے عہد میں دوسری بار مائتہ ذات آبادن سوار مرغا من و سوار جوانان
 بلٹن کل قریب تین آدمیوں کے سرداری اور جاگیردار اور پیہ سرفراز ہوئے۔ یہ حضرت فریح نکالار کے قہر اور شہر
 محرم میں بہانہ ہوا۔ موم دام کیا کہ تم حضرت آقا مین بروز عید الفطر موت ہوا کہ فرزند میر جو علی خان
 بہا اسد نواز جنگ موم بعد موت پدر فریح کو موقوف کر کے کچھ روشنی وغیرہ کیا کرتے ہیں کچھ حضرت سے
 بخلا برمی جاگیر شرف ہو۔

محمد مظاہر خان بہا شہامت کو کلا اور اون کے خاندان کا حال

یہ صاحب حضرت خیراٹ بابا میر نظام علی خان بہا کو ایک بھائی کا ذکر فرشتہ آفاق ہوئے اور فرزند امیر الدولہ
 جواہر خان کے داروغہ بدلتقال اعظم الامراء محمد علی خان خاندان حضور پر نور حضرت جلیل القدر خاندانی پرست
 ہوئے کہ تین خدا واک بعد حضرت شاہ غلام علی خا
 کے مرید ہو کر اس مرید پر ہو کہ فیض ہوا در ترک لباس کر گئے نشینی اختیار کی اور سی حالت میں گئے فرزند
 امیر الدولہ خاندانی حضرت مغرت منزل عہد میں ایک وقت میں خدمت جواہر خانہ خاندانی پرست
 ہوئے کہ بہر نواب امیر الدولہ بہادر در حقیقت بہ کجا خدمات و عبادت قدیم و منصب پنجہزاری سہزار سوار و علم
 و تقارہ و نوبت بالی جہاں دار شرف و ممتاز ہوا نکال اصل نام محمد بدالدین خان بہادر تھا۔

محمد بریان علی خان بہا سبقت یا جنگ کھٹالہ
 کہتا تو فریح کا دیا بہ نام ہو مگر اصل میں اس سلسلہ لقب بادشاہی و مذہب یہو نیچا ہوا نواب غفر نایک عہد میں
 بیادگار و تعلقات کہہا اور پیہ سرفراز ہوئے مگر حضرت نواب امیر الدولہ بہا خطاب سبقت یا جنگ و جاگیر دار امی
 موقوف جنگ

اصلی نام اس کا تراب بیگیاں انکو والد کا نام احمد بیگ خان تھا اور دادا لطیف بیگیاں لطیف الدولہ و غنیمت خان
 حضور پر نور تھے۔ آخر زمانہ ناصر الدولہ بہا میں تراب بیگ خان کو خطاب اور موروثی خدمت بھی عطا ہوئی
 متعدد بار خطاب بہا و
 اسکا اصلی نام میر علی خان احمدان کا بیگانہ نام میر عثمان تھا اعظم الامراء نے پیر عثمان خان اداں کے قصور واقع نیچا

طلب که اینست و او را که برادر مقرر کرده اند ملک و زمین تعیین کیا جب پریشان خان و بان امتثال کر گزید پس برادر خان
وینچ جی صالح و خان کسکه صاحب آباد و بنیامین خان خلعت انکو منصب نهاری یکم سوار علم و تقاضا کی قبول عطا
جاگیر بھی ملی اور سالہ سواران سرفراز ہوا کہ دو فرزند میر عمر خان پر خداداد خان

منشی میر حید خان بہا اعصام الملک و رافضی خاندان کا حال
منشی میر حید خان بہا اعصام الملک فرزندان بین آبادان تیمور کر دقت ملاحظہ فرمائی دو باوجود تہمتا اول ملک
کی جلی آتی تھی منشی میر حید خان اور ملک باد حید آمین کر گزید نواب شیر جنگ کر اللہ و بہادر المہار بادشاہ
حضرت نور نواب بہا علی خان بہا جو حضور پر نور انکو خدمت منشی گیری برادر سرفراز یا اور بنیامین
بنالیا اور تقسیم کیا تھانکہ عزت ہوئی کہ ہزار حضور پر نور اور خطاب منصب تہمیری سہار سوار علم
نقارہ بالی جہا کراد و جاگیر عید حاصل بھی مشرف ہوا اور منشی گیری حضور پر نور کو ہی برس کی عمر
خود انجام یاد و جب چھ سالہ محو ہو تو بنیامین خان خاندان خاندان اولہ بہا کو خدمت ارالاشانی پر حضور
پر نور مامور کرادیا اور خود بارام نام زندگی بسر کرنے لگا اور خدا کی عبادت کرنے رہی آخر کا سال ۱۰۳۰ میں فوت کیا
ان کے دو فرزند و حیدر اولہ بہا تھے نواب غفر نام بہا کو بھی دولانی منصب سے ارکا نامہ اللہ و بہا
آخر تیسرے میں فوت کیا انکو فرزند مکر م جناب بہا بھی منصب خطاب سرفراز ہوا و عزت نامہ زندگی بسر کی
منشی صاحب کرم میر میر علی خان بہا و اعصام الملک انکو ۱۰۳۵ میں فوت کیا اب اس کا بیٹا
دار علی دیوان خانہ عرض مکر یعنی عہدہ عرض میں گیا برادر سرفراز یا اور نواب ام اللہ بہا تھیں قدیم سرجاں بہا
منصب خطاب جنگی ممتاز جنگ دولانی اعصام اللہ و علی اعصام الملک نوبت علم و تقارہ نشان و عمارت و
جہا دار و عطا جہا را جاگیر حاصل کیا و سالہ سواران عزیز و ممتاز فرمایا ارالاشانی بہا جری شخص اللہ و بہا
کرے ان فرزند امیر میر علی خان بہا محرم اللہ محرم جنگ انکو حضور پر نور منصب
دو ہزار سوار خطاب جنگی و دولانی عطا ہوا تھانکہ ہیت جناب و راجہ اعصام الملک من بکلی گزید

لہ رشید اللہ بہا کو فرزند رشید الملک بہا و حیدر نامہ خدمت دولہ بہا کو خدمت سرفراز ہوا سو تھانکہ عمر جس سال کی بھی نواب
نامہ اللہ بہا کو خطاب جنگی و دولانی و منصب عید نقارہ و نوبت و عمارت قدیم سرجاں و بکالی خدمت نمودی و بالی جہا
دار و عمارت و دولہ و نوبت آباد میر سرفراز فرمایا اور اس کے ساتھ دینا سے تختہ تھو

منظور نظر تھی ایک روز حضور پر نور اس سچے کو اعظام الملک عرض ہوئی کہ ساتھ دیکھا ہے اختیار زبان بہانہ کیا اور
فرمایا کہ یہ بہت جنگ ہے فوراً اعظام الملک اس عرض ہوئی نے آداب کا پرہیز کیا یا اور نہ خطاب دیکھو اور نہ بیجا طعن
اعظام الملک بہا حضور پر نور قاعدہ موافق حکم سرفرازی خطاب منصب صادر فرمایا۔

سچے فرزند نشی میر حید خان بہا مرحوم میر لاؤ علی خان بہا تھو جو عین جوانی میں کرگو اور اپنی اولاد میں
صرف ایک نے قیاد کار جو کرگو اور جو مجد مرحوم پرورش کیا اور حضور پر نور کی بیگیا سے خطاب منصب کا جو عطا ہوئی
قلعہ تیار لائی مرنے عطا ہوئی اعظام الملک اس عرض ہوئی نے اپنی دختر سوانکی شادی کر دی انکو عزیز الدین
صام جنگ خطاب تھا باجون فرزند نشی صام مرحوم مسہر براسہ علی خان اعضا والد اول شہید
جنگ بہا تھو انکو حضور پر نور کی بیگیا سے خطاب منصب قندار علی امیر کارگان و جاگیر مودنی قدیم و جدید
و حاکم قلعہ بہا تھو عطا ہوئی تھی بڑی عزت زندگی بسر کر کے عالم بقا کا راستہ لیا۔

نشی میر حید خان بہا اعظام الملک ایک چوہہائی سچی جنگجو بیگیا خلافت خطاب شہا جنگ عطا تھا
اوک فرزند میر کاظم علی خان بہا فخر الدین والد اول انکی شادی میر حید خان بہا کی دختر
ہوئی تھی جب حقیقہ ایک فرزند جو کرگو فضا کر گئیں حسب تجویز عیال بہا انکی شادی بہرام الملک بہا
کی دختر ہوئی بعدہ نواب میر الملک بہا نے فخر کا فاخت خود مقرر کیا بعد ازاں اب الملک بہا کو
بیگیا خلافت منصب پہنچا کہ سہار سوار خطاب جاگیر میں ہزار روپیہ کی عطا ہوئی ہو بہا دیر شخص تھے
بتایج ہم محرم الحرام ۱۰۸۵ء وفات پانے کے فرزند میر محمد سوار جنگ بہا در جنگ بقتل رسید ہوئی
کہ اور علی امیر کارگان سوار عطا ہوئی اور خطاب منصب ہزاری کو سوار اور جاگیر میں ہزار روپیہ ان

سرفرازی ملی تھی۔
نواب الدین بہا جان کو تو والد حیدر آباد اور ان خاندان کا حل تھے

طالب الدین بہا منلی کے جدی مجاہد جنگ احمد حضرت امیر الممالک مملات جنگ میں عہد دیوانی پر سرفراز ہوئے
اور حضرت نضر خان کو زمانہ اس خاندان کے شوخ علی عہد ان پر شہرہ کی کیونکہ نواب خاندان کے عہد میں طالب الدین
بہا منلیان جو کہ کو تو والد حیدر آباد کے سیرگی طویل لاشیا خاص ہجائیر عہد منصب سب امور سوار اور عہد

حضرت سفیر منزل اس بل القدر عند کو سر انجام کرتے رہے اور اسی یقین نیا سوچ کر گوہر پنج فرزندان نامی
ابن اولاد میں یادگار چھوڑا۔

سب سے پہلے والد اور حنیف علیا بہاؤ اللہ قادیان قید خانہ موافق قلعہ دار قلعہ مکتبہ الی جاگیر قادیان
سرفراز ہوا اور پھر زبیر علیا لہذا بہادر ایام سلطنت میں باخدا منصب سالہ خلیفہ ایران صدر ایران بحالی قادیان
و جاگیر موروثی سرفراز ہوا آخر عمر میں کوتوالی ملحقہ بھی لگی بڑ بڑوہن پھر اور سجدہ شریف تھے۔
دوسرے فرزند نواب باقر علی خان ہوا از جنگ بہاؤ اللہ قادیان ہوا اور بعد میں شہنشاہ غلام
شاہا منصب جاگیر سرفراز ہوا۔

تیسرے فرزند کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ کب پیدا ہوا کہ کیا نام تھا اور کب مرے۔
چوتھے فرزند نواب فیاض علی خان فیض الدار علیا جنگ بہاؤ اللہ قادیان سفیر منزل نواب علیا
بہادر کبھی نہ معلوم ہوا کہ سواران عروب جاگیر دار و قلعہ دار و غلے با و چٹائی متا و شریف ہو چکا ہے منصب
بھی سرفراز ہی آیا۔

پانچویں فرزند نواب الفیاض علیا والد بہاؤ اللہ قادیان جو بیٹا خلیفہ ایران ہوا کی جاگیر موروثی
ذات و قلعہ دار و قلعہ سیدک خطاب منصب سرفرازی ہوئی تھی سرفراز جہان جنگ بہاؤ اللہ قادیان
محمد انور سیدک خان مرزا علی سلطنت کے فرزند اور طالب اللہ علیا کو قادیان مالک خود سرکار کا داماد
مرزا علی سیدک خان متہم قریب علیا بہاؤ اللہ قادیان جو بیٹا خلیفہ ایران ہوا درو سرکار عالم ہذا اہلین کے اجتماع میں
ہوئیں علیا بہاؤ اللہ قادیان و صدر و داران جاگیر و خطاب جنگ سفیر منزل سرفراز کرایا تھا۔ طالب اللہ علیا
نے اپنے داماد کو خطاب لکھ کر علیا بہاؤ اللہ قادیان کے بیٹا خلیفہ ایران کے خطاب جنگی و دار الفرب کو اور خدمت مرزا
علیہ کے بہنو خدمت منزل ہو چکرے و بعد مرزا لہذا بہاؤ اللہ قادیان موروثی خدمت دار الفرب بحال دیا اور سب
سواران پوری بھی علیا بہاؤ اللہ قادیان کے موروثی و خدمت ملا بہاؤ اللہ قادیان کے موروثی و دار الفرب کو اور دنیا جلد
مرزا محمد شمس الدین خان بہاؤ اللہ قادیان صاحب انکا باپ کا نام مرزا ابوالفضل خان بہاؤ اللہ قادیان
خانقا بہاؤ اللہ قادیان بہاؤ اللہ قادیان کو قادیان تھو بیٹا بھارت کرتے تھے پھر نواب غیر الملک بہاؤ اللہ قادیان کے

سب سے بڑی تہ پر پہنچ کر لاکھوں کرمدن کا مقدور ہو گیا اگر نیری ستا ولایت کو اسٹیا سب سے پہلی بھی حیدر آباد میں
لاکھوں پر ڈر خطاب منصب فیروز بھی سرسراڑ ہو کر انتہا عمار کو لاو علی غیورین کے کٹر لکھن دیوانوں کی اور باغ وغیرہ
بڑا اور اپنا نام نیک منور روزگار پر چھوڑ۔

نصف یار جنگ

انکا اصلی نام فتح اللہ بیگ خان کے بانی بیگ خان حضرت غزنیہ کے عہد میں سنا مابلہ حیدر آباد قلعہ کے سربراہ
۳۳۰ سال میں انتقال کیا تو فتح اللہ بیگ خان مات مئی پر سرسراڑ ہوا اور نانا طرہ و بہا عہد میں خطاب منصب بھی عزت
مذہب ہا در خان بہادر۔

خلف کلان خان بیگ خان اور غور شاہ سکر۔ بعد انتقال پر حضرت طلعتی باگل و محمد آباد جاگیر و سرسراڑ
اور پھر منصب خیر ناری خطاب جاگیر سرسراڑ و بہا عہد میں بھی سرسراڑی پاشاہ میں انتقال کیا انکی بی بی
بادشاہ بیگم نے بعد ان انتظام جاگیرات بلور و غور و کبھاکا ایک نند منیر میں جوڑ کر مقرر۔

ہمت یار جنگ بہادر

ہمت یار جنگ کلان مسید مابلہ حیدر آباد کے پوتہ بعد وفات جد بزرگوار طلعتی باگل و محمد آباد جاگیر و سرسراڑ ہو۔

قطب یار جنگ بہادر

انکا اصلی نام محمد اللہ بیگ خان انکا باپ کا نام محمد شمس الدین خان بہا تھا جو افغان ترین عہد فاطمہ العبدی جاگیرات و رستہ

قادر جنگ بہادر

سواران ممتاز ہو۔ میر نرالا صفیا صاحب فرزند عبادت خاں پدر عالیقدر و بہات جاگیر بقاء یعنی ہو

علی یار جنگ بہادر

خلف علی یار جنگ علی بیگ تھا والد عظیم الملک محمد عظیم خان بہا۔ انکا اصلی نام محمد علی بیگ تھا اور ان کا دادا عظیم الملک
پاکستان کے گورنر بنی خرید پر نوکر تھا اور عظیم جاگیرات پاکستان بھی تھے یہ حضرت منصف منزل کو عہد میں عہد فاطمہ
حصہ پر باہر ہو اور مران کے فرزند بنی علی خان بنی لکھی کی لڑائی میں جوب لڑتے تھے اور مرشد زادہ عالی جاگیر تھا
میں قلعہ بید پر بھی خوب ہی اونچا جت مردانگی دی اس کیچکا خلافت خطاب جاگیر سرسراڑی ہوئی حضرت

منزل کو عہدین فاتحہ پانچویں دن وفات پا کر فرزند دار علی خان بختیار پوری سرفراز بنی بجالی جاگیر دہوتی منصب ہزاری سنا
سما مٹا دیا۔

شاہیارالدولہ بہادر

خلف شاہیارالدولہ مظفر الملک سعد علی خان بختیار کا اہلی نام دہوتی علی خان بختیار تھا۔ ان کے چچا کو کشتی میں غرق
حضور خلیفہ کا مالک بادشاہ غازی کے حضور قلعہ بگن علی شہر اور معاش لانا تھا۔ نواب غفران شاہ بختیار نے مظفر الملک
جنگ کھڑی نہ کی بلکہ ہزار سوار کے نواب مظفر شہر کی فتح اور درہنوں خوب لایا۔ ان کے بیٹے شاہیار الملک بختیار کی
شادی اس طرح ہوئی کہ فرزند سید الملک علی بختیار کی دختر ہوئی تھی شاہیار الملک حضرت خیرت منزل کو عہدین حضور کے
سرفراز بنی تھے انہوں نے جلد میں برادر نواب مراد بختیار وفات پا کر فرزند شاہیارالدولہ دہوتی فاتحہ پانچویں دن
شاہیارالدولہ جاگیر منصب سرفراز ہوا اور حضرت خیرت منزل کی بکری کے انتقال کر گئے۔

دلاور نواز جنگ بہادر

ان کا اہلی نام محمد خان قاسمی تھا۔ ان کے فرزند راجا بایان نام دلاور بختیار بنے۔ محمد خان بختیار کو کے ملازم محمد افغان
آوردان حیدر آباد کے مشورہ نظر ہوا اور حیدر آباد لال ہوا اور رفتہ رفتہ بختیار دلاور نواز جنگ بہادر بنی اور بجا کی رات و شب
سواران نوبت دلاور بختیار معلم فقارہ سر ملند ہوا اور حضرت خیرت منزل کی بکری کے انتقال کر گئے۔

حسین یاور جنگ

ان کا اہلی نام منعلی بیگ تھا۔ ان کے والد کا نام مراد شاہ علی بیگ تھا جو راجا بختیار کے عہد لوانی میں جہانان ملین سردار دہوتی
میں انتقال کر گئے۔ فرزند چوڑا ایک منعلی بیگ اور سرخی بیگ علی بیگ۔ یہ دو سردار ملین عالم بیگ کے بیٹے تھے۔
فریبہ تھے۔ ہندو ایشین سے لیکن منعلی بیگ کو بعد راجا چوڑا لال بختیار بنی اور دہوتی فاتحہ پانچویں دن وفات پا کر فرزند
بہادر حسین یاور جنگ خطاب لایا تھا۔ ۱۸۴۹ء میں گئے۔

حیدرالدولہ بہادر

ان کا اہلی نام علی بیگ تھا۔ فرزند ان سعد اللہ خان بختیار بنے۔ حضرت مفتی بابا صغریٰ بختیار نے
کیا تھا۔ ہندو ایشین سے لیکن حیدر بہادر اس کی ہزار روپیہ تھی۔ ان کے والد خواجہ عبداللہ خان بختیار فوت ہوئے۔
تھوڑے دنوں میں فوت ہوئے۔ تھوڑے دنوں میں فوت ہوئے۔ تھوڑے دنوں میں فوت ہوئے۔ تھوڑے دنوں میں فوت ہوئے۔

رحمت اللہ خان حاضر حضور ہو کر تمام ملک پر قبضہ کر دیا اور ہر قوم کو اپنا بیگ بنائی ہوئی اور فرمایا کہ میرے چہرے میں
ملک کو محل کا معین بنانا طلب حضور کیا اصناف سے محل میں جا کر فرمایا آج خداوند فرشتوں کا مجمع ہے خواجہ عبداللہ خان
و خواجہ جنت اللہ خان کے ادب بانی کو فرشتہ بتلایا اور اس کے بعد خواجہ عبداللہ خان حضور سے جا ہو کر اپنے دربار میں مقیم
خلعت خدا کو حضور پر توڑ مہمانی کو اتار چو کہ کی سجاوٹ چلو کی سجاوٹ میں کئی باتیں کہی مگر وقت ایک دور رہا یہ خبر ہو کر
فرزند گل خان اپنے دست اللہ خان سے ہو گیا اور سجاوٹ سیکھا کول محلی بند و راجہ کے سرسرا ہوا اور اس کے فرزند شکوہ الدولہ
اتحاد الملک مودب و بلوچ بادشاہ کے حیدر اللہ کی شادی سرسرا ہوا فرزند خاں کی دختر ہوئی تھی اور ان کے فرزند سعد اللہ خان کو
شادی مہم الملک بہا کی دختر ہوئی حیدر اللہ صاحب سندھ و خلیفہ غلام گاجر ذات سرسرا ہوا۔

جہانگیر یار جنگ بہادر

مفت سراد الملک لعل مراد کو گھر میں جلوس پر جا کر موروثی برقا لیں ہوئے تھے مگر مدینہ منورہ کے اندر خلاش ہو کر
کیا بہت وقت طے نہیں لگا کہ سلطان معزول ہو لیکن تین سال بعد سرسرا ہوا اور قلعہ پٹنہ پایا اور تھی ہزار پر نقد
عطا ہوا یہ قلعہ اس خان میں شان تیرہ روزہ خصوصاً جہانگیر بادشاہ کی موت کے بعد۔

جہارت الدولہ جہارت جنگ بہا

آج داد اولایت نہیں ملے اور اس کے لاکھوں روپے سرسرا ہوا سرسرا ہوا اتفاقاً ہندوستان میں بیگم جہارت کے آگے لگا
زیادہ ممکن نہیں۔ نواب معزول تاج محل کو ان کے ہمراہ جہارت آباد لادین میں وفات پاؤں فرزند محمد سید الدین خان میرزا
خان جہارت جنگ کو داتا فتح جو خواجہ محمد علی الدین خان دارو و خیر و محلات حضور وفات پائی تو حضور پر نور وفات
تے جہارت الدولہ اور ان کے بہنوئی اور محمد سید الدین خان بہادر فرزند کاس میرزہ جہارت فرمایا یہ جہارت الدولہ صاحب
و خطا یہ جگہ گزرتا سرسرا ہوا کہ وہ فرزند غلط جگہ دعوت یا جنگ تھی۔

اشرف الدولہ بہادر

نبیر اشرف الدولہ بہادر محرم بن جواد الملک بہا تھی اور بہادر الملک شرف الدین بہا تھی اور بہادر شرف الدین بہا
میرزا خان جوان شہید بہا تھی میرزا بن اشرف الدولہ کا حال ہم لکھتے ہیں ان کا بچا نام میرزا خان اور دادا تو وہی
ہیں جسے بہادر کہتے ہیں میرزا خان ایام جانی میں کی جہاد و کماؤں فرزند غلام صاحب و کماؤں فرزند کاس

امیر نواز الدوله امیر نواز الملک امیر نواز جنگ بهادر

انکا املی نام امیر نواز خان قوم افغان بی مہدی تھی لیکن ان باب دولہان الخاطب کار نواز خان مذہبیت
 جمارکتہ تھی وہ دولہان قلعہ دی ملدر کے بر سر دروازہ ہوا دریاچی بنکر مرشد کو جوس ہزار سواروں کے ساتھ کار عالی کو
 تعاقب کر کے شہر میں لگا اوس کے بعد یہ دولہان ملدر کے خیل کو تڑھ میں آئے باغین درون ہوا کہ فرزند امیر نواز خان
 باکیہ مکتوفی جاگیر بر سر دروازہ ہوا در حضور پر نور سرفرازی جہاں خطاب جنگی دولائی و ملکی جہاں ہو سکے اس میں فات
 ان کے فرزند بھی خطاب منصب ہوئی کہ سرفراز دولہ دی قلعہ ملدر کے پر بجائے۔

سعد الدولہ بہادر

انکا املی نام میر محمد سعید جہ فرزند خلیل اللہ خان سعید جنگ کے تھے اور یہ سعید جنگ میر محمد سعید خان سعید الدولہ کا بیٹا تھا
 یہ سعید الدولہ کلاں میر محمد علی خان لایچی ایرانی کے فرزند سعید میر محمد علی خان سعید بہائی میر محمد نادر خان لایچی الدولہ
 لایچی و خلیل اللہ خان کے برائی میں خلیل نایک الی بدو ملدر تھے۔ بعد ان ان بابا جنگ امیر الاسرار کے بیٹا تھے وہ بی
 میں کر ہوا کہ وہ کلاں کے بیٹا دراجا بہادر میر محمد علی کو بعد سفارت حضور نواب میر نظام علی خان بجار اور میر محمد علی
 کو بخشی کر دی ان کے بیٹا دکان پر میر نواز یاد اور دونوں کو حضور کی طرف دولائی کی خطا ملی بعد جب انکا جہاں کر غور ملدر
 اذکا دخل سرکا ہوا تو دونوں بہاؤں کے حضور جا جا سو پیر یا نہ معر ہو میر محمد علی خان کے فرزند سعید الدولہ کلاں
 حضور طرف والا جہاں علی باس اس کا تھے اور جب میر عالم بہاؤں کے تھے تو یہ سعید الدولہ بھی ہمراہ جب ان کو تو
 اعظم الاسرار تبارقت اتحاد پیدا کیا ان کے دو فرزند ایک ایک روپہ تھے اور سالہ سواران میں کر تھے ایک کا نام میر محمد علی
 دوسرے کا نام خلیل اللہ خان ان میں میر محمد سعید خان سعید الدولہ تھے ان کے فرزندوں کے عالم کا کتبہ وضع سنوار طیلر کا
 اور اب عالم بہاؤں کے سوا دلہ نے بنایا تھا جو کہ سعید الدولہ عالم تھا قربت قریب تھے اس کے حضور نوین بھی ساری
 ہوئی اور وہ ساری اس دھیر پر ہو گئی کہ خود عالم ہی میں ملے اور مبارک دروہ بینکد کر کے جو کر کے کر حضور نے
 نہانات مجبور عالم حاضر ہو پھر سعید الدولہ نہایت صوبہ جید آیا پھر ہوا اوس ہزار روپہ کی جاگیر بھی ملتی
 آخر کار ان میں فات باک ایک فرزند میر محمد علی نہایت تھا بلکہ بر سر فرار ہوا و جالہ سال کی عمر میں
 میں یکایک فات پا۔ ان کے پران بہائی خلیل اللہ خان جہاں ملدری سید پرستہ و تھانگی جاگیر نہایت تھا

بلو پر سرفراز ہوا اور خطاب جنگی بھی عطا ہوا یہ بھی فتنہ ۱۲۳۹ء میں دہلی سے مار گئی انکو بعد ازاں فرزند میر محمد سلطان
 الدین نے لہنا نامی بجا باکے کنایت عطا فرمایا سرفراز ہوا اور خطاب جنگی بھی دلائی و نوبت و جاگیر بھی میر علی ہر
 سلطان نواز الملک سلطان محمد از الدین صف افکن جنگ بہادر
 انکا پہلی نام غیر غلام حسن خان تھا و محمد بن زادہ سلطان ملک فرزند میر محمد النعمانی بعد شہادت دالہ بندہ کا راہنہ بن
 رہا ہوا محمد متاسیلا صف شکن جنگ بہادر کہ دہلی میں پرورش پایا اور جب وہ بھی شہید ہو گیا وہ دہلی عطا تھا و فرزند
 راجہ رکن گئی گنگا دتی برہم فوج عرب و ہندو لڑائی غول مسلک و بیادگان کے تابع ہوا و بعد ازاں جھونپڑ
 کی جنگ میں خطاب دلائی و جنگی و ملکی نوبت سرفراز ہوا اور غفلت جہاں پر بھی تبادور رہا وہ دم کر رہا اپنی جنگی
 کیر کیر کے کوچ کر گئے۔

محمد جیون خان بہا

توم افغان نیاز دہی تھو اصلی وطن ہو تھا۔ ان والد کا نام محمد جیون خان تھا جس نے دہلی میں انتقال فرما دیا۔ کوئی فرزند
 اسکو ضرور نہ ہوا۔ اب صفی بہا حضرت بابا جہدین جیسا بابا اور کئی وسیلہ سے حضرت نواب نظام علی بابا جہدین
 میں جو کہ دہلی میں تھے داخل ہوئے جو اب صفی بہا گھری لالی اور نواب نظام علی خان کا دوست یا ہوا کہ گویا
 سلطان کی طراری عطا ہوئی اور خدمت افغان بھی ہو کر رہا اور اس شخص سے اکثر نواب جہدین نے اپنا نام سلک عطا کرنے
 انکو خطاب دیا اور منصب ہزاری اور سوار اور علم و تقاریر و سرکاری بخشی اور جاگیرزاد میں سے بڑے شرف و تعلق
 عظیم ضلع گڑگڑ میں عطا ہوئے بعد ۱۲۵۰ء میں ملکہ ارغون محمد کو گنگا دہ عطا ہوئی انھوں نے سلطان حسین
 بابا درو گاہ میں برہنہ بن کر دفن ہوا انھوں نے اپنی یاد میں بڑے زر و زلفی رسیدہ جہدین بھی دلائی اور انھوں نے
 ستر خیمین یا دھو کی تیرہ ملکہ دہی ملکہ کو گنگا دہ میں سلطان نواب جہدین کے بزرگ و سرمد خانہ دہلی میں آتی ہو لیکن جاگیر
 باقی ماندہ پنج فرزندوں کی لڑائی سے فقرا و حق جاگیر سالیانہ اور سلطنت کو عائد نہ ہوئیں۔

ذکر و درویشان ملکہ جید آباد فرخندہ بنیا دہ

حضرت نواب میر نظام علی خان بہا خاں گاہکے تائیں عرب لک خدایہ علی بن علی خان جید پور گاہکے سرخان لک خاں کو
 دہ بھی بھیجی لیکن جہدین نظام الامار سلطان جہدین کو لکھنؤ کو تو دہشت سید خان جہدین عرب پور کو
 اس لکھنؤ میں انتقال کے بعد وہاں فرزند سید حسنین جہدین عرب پور کو دہشت سید خان جہدین دہلی کے

دو دور کا خا اور بارہ ہزار سکہ ملازم تھا۔ دوست محمد صاحب نے ایسی ایک خدمت کیا کہ ابو الہی محمد بعد
اس کے حبس کیا گیا۔ عبد اللہ بن علی محمد راہ شیخ احمد عباد محمد راہ بن شامش محمد راہ اتفاق کے در
واریہ تازہ ولایت پہنچے۔ جب بحر عربی فتح ہوا اور بدینہ آباد کیا گیا تو کچھ لوگ مارا گدرا اور لوگ چیر چائے
کی عرب بلایا جو ہر تیلے سے انہیں جری اور پکھا ہوئی ہیں سکھو گواہی دی کہ کسکے عبد اللہ گدھا ہزار ہا کاد لکھی
سکھائی بڑی کی ناراض ہو گیا اور یہ کہتی ہو گئی کہ آؤ خیر یاد ہو ملک کو چلو گدھا کی بڑی ہیز کی سزا اور بدینہ اور
لوہی کی کہتی کہ لو عبد اللہ بن علی خانی اور چنگی کا خلاصہ ملا چائے محمد بن عبد اللہ بن علی خانی رجب الاولین
قرار کیا سادل دوسو روپے شہری ملی ہر سال سو روپے اور ہر فریب لکھنا عرب سردار محمد ہر ہزار روپے ملازم خطاب
خانی چنگی کے جاگیزات لکھا دینے علم و فقاہہ بالی عمارتی فن کی سبھی سرفراز ہوئے۔ علاوہ ان لکھنا اور لوہی ملازم ہر سال
عبد اللہ بن علی امر اور دوسا دینے اور ان کے بیان بھی نو کفر شیخ احمد علی خاں عباد ہر سال رجب کے بائیس
کے پانچ سو روپے شہری برنو رجب میں اللہ شہرت پہلے ملازم عرب ہزار روپے لکھنا اور آٹھ سو روپے کی
شہری ملی حضور پرورد خطاب خانی چنگی علم و فقاہہ بالی عمارتی فن حاصل بھی سرفرازی بائیس شامش محمد خطاب
پہلے اقسام اللہ عن علی کی ملازم ہر ہزار سال ایک لکھنا اور ان کی شہری پر پانچ سو روپے عبد اللہ بن علی خاں کی داد ملی
سب عباد راجہ ہر ملازم ہوا اور دوسو روپے شہری اتفاقاً حضور پرورد کی سوا سی لکھنا اور ذکی قسمت جا لکھنا حضور
کو ان کے چاہی معلوم ہوا اور ایک پانچ سو روپے ملازم کی شہری فریانی اور قبا خطاب حضرت خجی اور لکھنا
نقد حضرت فرمایا۔ عمر عن من جاننا محمد ایلہ زنا شیوہ بن رکن مارا گیا ایک سو روپے شہری پرورد لکھنا اور
چند مال بیان ہر سال سو روپے شہری پرورد ہوا اور حضور پرورد خطاب چنگی اور حکومت تعلقات لکھنا اور ہر سال
برجایا تھا حکومت ہر سال کے محمد راہ احمد محمد عرب کے بزرگ رہا ہر بائیس بزرگ تر عبد ہر ہزار ہر سال
حکومت ہوا عبد الواحد عبد کا میں ام اور اب اللہ بن علی خاں کے مال کو تو الہ کی ذات میں کتب فیض کی بہت دولت لکھنا
متمم روپے کی انتہائی سزا اور چنگی بہت چھوٹے محمد راہ شیوہ بن رکن ملازم چنگی تفصیل میں ان کے ہر سال کے مال
لکھی مائی بن شیخ عمر محمد ترین سو روپے شہری بن محمد بن طیران پچاس روپے اور سلطان غالب سو روپے
اور بارہا غزوہ چیریں روپے اور علی بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن مبارک پچیس روپے اور عبد اللہ بن محمد

بجای سروران آن علاء الدینی بخت جمعه رحمت کردی تفصیل لکھنا بخواهد هر کس بخت جمعه رحمت سرکار
بارہ ہزار سالن میں جید رہا میں ان کا بنیاد و روشنگر ملک و ملت کو بخت جمعه رحمت میں بخت جمعه رحمت میں
ہی بہیچہ ہیں اس زمانہ میں سلطان فرخجنگ بن عمر بن جاننا از ملک بخت جمعه رحمت گرامی سردار عرب ہیں۔

فکر سرداران قوم افغان مندوزی

افغان قوم بخت جمعه رحمت کے مسلمان تھے جس کے پہلے اس کے سرور و ملک خان مجاں خان
مندوزی فی غم الامم اس طرح کو کہد یوانی میں مندستان اگر سردار در سالہ اول کمال اثر و عزت پر تھے
جنور پر نور حضرت شہرت مثل شود الملک شہانہ ہو کر بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان
عبدالمجید خان کی شہادت روز دایم خان بخت جمعه رحمت پر دوزی کو مار کر شہید کیا و دوزخان بخت جمعه رحمت
بستانج جو دایم خان بخت جمعه رحمت کی شہادت کے بعد سرداروں کے فرزند محمد قمر الدین خان بخت جمعه رحمت
کی لقا شہانہ بخت جمعه رحمت کے پہلے سردار و سردار بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان
۱۳۱۰ میں اس قوم کے مشہور و معروف سردار و مجاہد و شہیدان میں سے تھے جو علم و شہادت و شہادت

لطف و محنت و شہادت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
محمد قمر الدین خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
بیاد کا وجہ عرب کے سردار و سردار بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
دستور و ملک خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
دانشور و ملک خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
چادانت و ملک خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
خدا و دہی و ملک خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان

محمد قمر الدین خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
عثمان خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان
صالح خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان مجاں خان بخت جمعه رحمت کے سرور و ملک خان

[illegible]

اور نواب خیراٹاب عہد میں مات لقمہ پر سرور ازاد ہو کر مگر شمل الدین کو باقاعدہ عامل خوشامرز حق کفایت مصالحتیں
 مرید بھی کرتے تھے اور ذکی کو شہنشاہی بڑا پسند تھا اور خدمت کر مولا کو بلبلت ہی بزرگ تھی انکو شاگرد کی انہما
 نہیں براہ نور حیدر آباد اور مسجد لشکر کچہ میں مقیم ہو کر کل کر۔ مولا کا الدین کن کنہی انکو بڑا دامن کو عظیم
 شہنشاہ و شاہین ستون کے اکوشتہ مولوی محمد غلام کے فرزند کو مولا کا عظیم اور انکو فرزند مولا حسین تھے اور انکو فرزند مولوی
 محمد الدین کن کنہی جاکر میں بادن دیباہ کاشانی تھے شجاع الدولہ عالم لکھنؤ نے منیب کو توبہ بیگ خانہ میں عالم شہنشاہین جیسا با
 آغوا و سرزندہ اور عیال جاہ نوکر ہو کر جو زمین حاکم ملازم رعبہ بیگ بلوچ رہے۔ بڑا عجب عالم تھے۔ مولا کو مولا کنول کے دیبا
 تھو وہاں ناراض ہو کر حیدر آباد آواں سکندریا عہد میں آجہ ولد لال تن سو بیگہ مانہ پر نور رکھ لیا اور عزت رکھا۔
 مولوی علی الدین آجہ سندنوے حیدر آباد بڑی عالم تھے ان کے انتہا کن بعد ان کے فرزند مولوی عبدالین منصفان
 سکریں میں داخل ہوا اور عزت و زنگ بھر کی شہرت بنا قاضی شہریت و بلوچی قاضی علی جان بجا عہد میں
 شہنشاہان بادشاہ حیدر آباد اور قاضی حسین الاسلام خان وفات کے بعد بی بی منی بلکہ مقرر ہوئے تھے ان وفات کے بعد ان کے فرزند
 قاضی محمد زو الفقار خان حیدر آباد کی جگہ قاضی مقرر ہوا اور نواب عبداللہ بہادر آفریدہ بلکہ قاضی رہا۔
 فتح اللہ خان منشی نواب عبداللہ بہادر عہد میں سب اول بی بی منی بلکہ مقرر ہوئے مولوی خواجہ
 شہاب الدین سرسند رہا اور نواب غفر نواب عہد میں حیدر آباد انرا میر کبیر بیگ کی سرحدی طرف شمل الامرا
 منج جنگ بیگ مقرر ہوئے اور سوارسی جاوید پتہ ملا کر اتھا شہرت و طرفیت معرفت و حقیقت میں مقتدا عصر تھے
 سلسلہ میں ایک سوارسی کی عمیرین وفات ہوا انکو فرزند مولوی خواجہ نعیم الدین باب کے روزیدہ پر سرور ازاد ہو کر
 عالم تھے۔

سلمان بنہ کارون اور عجمی بہت علم و فضلہ اور با علم و تعلیم و بی بی منی بلکہ مقرر ہوا اور نواب غفر نواب عہد میں سرسند رہا۔
 میں شہر علم میں سے زیادہ عاجز ہو کر مولوی سید حسین صاحب بی بی امی الملامی الخاف سہ نواب عماد الملک عماد الدولہ
 مومن جنگ الباقان عہد میں جو کل ملک سرکار عالی کے صمدینہ تعلیم کے ڈاکٹر میں۔

سایح نظام اردو

حصہ ہارم

نقراء کا ملین جو اندرون و بیرون بلکہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں آسودہ ہیں اور
عرس کوہ شریف کوہ مولاعلیٰ اور عشرہ محرم الحرام اور صاحبان عیالین
و کلاء سرکار انگلیشیہ کے حال میں -

مولوی محمد عبدالرحیم خان صاحب

حنفی النہانی ناظر مد اس ضلع و زنگل صوبہ شرقی حمالک محروسہ سرکار عالی نے بغرض تفریح
طبع ارباب و کن کے مستنار و سخن اور تذکرہ و تصنیف کیا
اور جبکہ سالہ ہجری میں

حاجی منشی شہ علی خان صاحب جگر تپ باز اچا پینا

نے مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ میں نہایت محنت و صفائی کے ساتھ طبع کرایا
حق تصنیف محفوظ ہے کوئی چھاپ نہیں سکتا

بسوئی میری سرباز قریبی جو حملہ ساز و دیکھت اور سناوان صنادیدت کی سفارش ہو گا تو پھر اس کو ہر کسی کے جانے کی
 جلالت عطا ہوتی تھی اور ان کے منہ کے بعد ان کے فرزند نصیب لیا گیا۔ جو فرزند میں جو ان میں انتقال کیا تھا اس خاندان کی اولاد
 اب تک موجود ہے **حضرت شاہ سیدی قوری** رحمہ اللہ لا حضرت مجتبیٰ فی غرت الاعظم و شکیہ سیدین والدہ کا نام تھا وہ بادشاہ عاود
 کو داد کا نام سید الدین مجتبیٰ کی قبر پر لکھا کہ لکھتہ لکھتہ کے حرم پر ہے حضرت شاہ سیدی جلیلی ہر شاہ علی الدین کے منسلک ہیں وفات
 ان کا مقبرہ حضرت عوفادری تعمیر کیا وہاں کی قبر میں سیدی قوری کے بیٹے کا نشان ہے اور کچھ غزل لکھا گیا نواب غفران باب
 پاس کے تو ان کو باری باری پر بھیایا ۴۰ قیدہ نہ کو وفات پانچ سالہ میں پیدا ہوئے باب رومند پاس مدون ہوئے۔ فرزند
حضرت عبدالعظیم علی شہر علی علیہ السلام تعالیٰ علیہ السلام بائیں راستہ عبادت میں محنت شاقہ اور ہمت اس کی حق منصف و نجف
 ان کے عاود ان کے اکثر لوگ مصیبت ہوئے ۳۶ سال اول اول مسئلہ میں وفات پانچویں والدہ کے بعد میں جن میں حضرت شاہ
فتح رحمہ عاود حضرت بلال پر برکتی ہیں بے خان عالم حیدر آباد ان کو اپنے مکان کی طلب فرمایا تیرہ شریف لکھ کر مبارک
 آؤ سب سے اعلیٰ میں حضرت یوسف خان میں پہلے مبارک خان سے ان کے والد کی کر کے لکھ کر لکھ کر جو ہر مسابک کا سی کرتے
 ہیں و حقیقت کہ یہ بھی نہیں تھے حضرت شاہ سوار ہو کر کھانا کھانے اور من کل کلمہ میں آؤ شہر اور ہمارے فرسار لکھ کر
 مبارک خان بیت الخلاء میں تہہ بٹھا رہا تھا اس سے جو وقت در شک کی اطلاع مبارک خان کو پہنچا جس کی گئی مبارک خان
 نے بعد یال حال اس پر دونوں فرزند لکھ کر اپنی میں سوار کر کے روانہ کیا کہ قندسوں پر گراؤ اور دیندوت آؤ اس کے اور من
 کو ایک بار لایا بی بی کو لایا اور شہر آجا ہو گیا اور میری بھی ہو گیا شاہان بھی بہ متعلقان میرے ہوسٹے انچیز اور لوگ
 سرخیز اس مبارک خان عاود الملک کو ان کے کھانے بھی نواب علی بیگ بہادر لائے گی اجانت ندی تھی لکھ کر آؤ شہر اور لکھ کر
 اصغر بیگ مکان پر کر ملاقات کی اور متعلقان نہ گزرائی۔ یہ حضرت خیرات بھی ہے کہ تم کو کھیت کرتے تھے کسی پر لکھ کر ہاتھ عاود
 میں وفات پانچویں مدون ہوئے سید قوری کے بیٹے کو آؤ شہر آفاق ہوئے **شاہ علی** علیہ السلام حضرت شاہ حسین
 سرباز
 سید قوری علیہ السلام اور شہر الامراہد نے قہر کھانے تھے شہر میں گراؤ زارہ میر میں مدون ہوئے کہ اصغر بیگ کی ایک
 سبب امراہد اصغر بیگ اس ہزار دہلیہ نام وادہ حضور پر نور عبادت فرمایا ان کے ہزاروں کی کی تھی لکھ کر پاس ہزار رہے
 فرما تھا وراہد کہ تم کو آؤ شہر آجاتے میں ہزاروں سید و باب وقت کہاں کوئی ایک حیدر والا نہیں۔

[illegible]

[illegible]

ذکر بعض فقرائے کاجواب بقید حیات ہیں اور انکو مرشد و ن کا۔ حضرت سید شاہ نور الدین قمی مدنی

عبدغواب ناصر الدین بیاد در غفران منزل ہیں یا جو دامن سادہ ملک نجاب سوسع بانج خاوند لوی
مہارادنت اور ایک گہوڑی کے وارو ملہ و حیدر آؤ کہ چونکہ آب اہل علم و نیت ہی شرفا من تھے
اور علی کشتی ادا مقامات میں معروف رہتے تھے یہاں تک کہ ناز تہجد بھی عمر بھر کبھی نافہ نہیں ہوئی اور نہ
حسین اور درویشیہ کا اکثر زن و مرد ان کے منہ جال کئے ہی دیکھنے کے شائق رہتے تھے اور سات بیوی
میں اپنا نظیر نہ کہتے تھے اور باوجود اس فقر و ریاضت کے پانچ شیخ شریف عمر اور علم دوست یہاں تک
کہ ان پر جب خاص و دور رس عربی و فارسی کے جاری کر رکھے تھے جہاں طلبہ کو خرچ و خوراک دیا جاتا
تھا جہاں تک امداد و سکری جاری تھی اس کے ہزار آدمی آپ کے مرید ہو گئے اور غواب ناصر الدین
ملاقات کو تشریف لاء اور موضع واسیر اور ساکن باغہ ہزار درویش سالانہ آمدنی دیکھ کر بے انتہا اہل اللہ
بیاد در غفران مکان آؤ مرید ہو اور ایک کانوں کو پیل کا ہزار کا انچ طرف دیا اور یہاں تک اقتصاد و
ایک روز باغہ و مزارع شاہی اور علامت طمانی بھی انکو دیدی مگر غواب مختار الملک مرحوم حضرت
کہا کہ یہ نشان شاہی جو اگر آپ یہاں ہو گا تو مجھے آپ کے سلام واسطے آنا پڑے گا حضرت شاہ متناہج گئے
اور عاری دایس کر دی مگر کو جو شاہ صاحب آپ کی خدمت و خلیفہ میں آئے مرتبہ بہت ہمارا ہو گیا ساتھ
کو تشریف لیکھتے تھے اور تمام مقامات متبرکہ کی زیارت کی تھی مگر باوجود اس لوگ انکو کچا دنیا دار نہ
ہیں کہ آخر وہ برس کی عمر میں غورال شریف کو وصال حق نصیب ہوا اور نام علی مانتہ حیدر کا
میں منقل مزار بوست صاحب و شریف صاحب کے زیر زمین آسودہ ہیں تاریخ وفات کی اون کے تمام
شاہ نور الدین قمی القادر علی کلھی ہو بعد اون انکو ارشاد کے موجب اون ہمیشہ زار و حضرت
حاجی شاہ عبدالحکیم فیض القادر جانشین ہیں جنکو اب تقریباً ہزار روپیہ پانہ کی آمدنی اون کی ذاتی
خواہ ایک ہزار روپیہ اور انکو بیٹے کو پانچ روپیہ روزانہ ہے اور شاہ صاحب مروت عسکریہ کراچی کے
حضرت محمد تقی المعروف بکلیں شاہ صاحب ابن لوی محمد فیض مرحوم حیدر شاہی
خلیفہ شاہ صاحب کے ہیں جو خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف بعلامہ علی شاد مہدی مرید و خلیفہ
مرزا مظہر جانان شاہید متہ اللہ کے متو شاہ کی مملکت میں ۱۱۳ برس کی عمر اکثر لوگوں کا
آپ پر جو بہرین مدد کی محمد کو پانہ اتفاق ہو دے بھی کہ ہیں اگر صاحب اصل طریقہ نقشبندیہ محمدیہ مگر

خاندان قادریہ سہروردی شیعہ کبریا میں بھی مدید کرتے ہیں مدیدوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ اور
مستندین کا شمار دہلا لاکھ ہو چکا ہے حضرت کے کچھ بیٹے ہیں اور کچھ جابر فرزند ہیں منجملہ صاحبزادہ غلام
المودت خیراتی میان صاحب کو آپ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا حضرت کے خلفہ صاحب اجازت بکثرت
ہیں ۲۲ مندر کو وقت عس غلام علیشاہ صاحب اور مدیدوں کو جنگا سلوک ملی ہو چکا ہے لیکن خلافت عطا
فرمایا کرتے ہیں اور کبھی اتنا دوسالہ اکثر دس بارہ ہوتی ہے۔

خلفائے ذیل بہت مشہور ہیں
تمام خلفا
 عظیم محمد شاہ صاحب
 دواؤ شاہ صاحب رحم
 جبکہ فرزند عبداللہ شاہ صاحب اب سجادہ نشین ہیں۔
 مولوی محمد علی صاحب الیگندل کریم نگر وغیرہ
 مولوی سلطان الدین صاحب بیدرد کوہ پیر
 محمود شاہ صاحب نانڈیڑ وغیرہ
 محمود علیشاہ صاحب ٹانڈو راورنگ آباد وغیرہ وغیرہ۔
 مولو احمد خیر الدین صاحب حیدر آباد میں ہیں مدید نہیں کرتے کچھ غلامین اکثر نیچر گلی پر حضور پرورد
 خلد اللہ ملکہ تشریف لاتے ہیں۔
 منشی غلام حسین صاحب انکو حضرت زرخاں صاحب لقب سے یاد کیا کرتے ہیں کچھ سکوم مدید ہیں
 مولوی معین الدین خان ملائی غزین ملک افغانستان میں ہیں اور ان کے چھار مدید ہیں۔
 مولو عبدالقادر صاحب بولہام انہوں نے رسائل اور ارشادات حضرت کے فراہم کئے ہیں
 اور سبب بائیس جن کی فحاشت میں ترتیب دیا اپنی ذاتی روپیہ جموار ہے ہیں اس کتاب کا
 تاریخی نام لذات مسکین ہے اس مجموعہ میں اہل حدیث کا رو بھی شامل ہے جہاں طرغانی
 سے بہت دے گئے ہیں۔

تعداد مدیدین

۲۰۰۰ ہزار

۲۰۰ ہزار

۵۰۰ سو

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۵۰۰ سو

نشان بن عبد ان یانی انکو عرب لوگوں کے مرید کراٹیکا کام سپرہ ہے۔

حضرت کے سوا انکی اور بہت خلیفے ہیں ہر سال حضور بر نور خلد اللہ ملکہ حضرت کے مکان پر تشریف لایا کرتے ہیں اور نامی امرا اور مدارالہام بھی آتے ہیں۔

حضرت معین الدین شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان بدری متانی سے تھے جب ان کو ادون کے بھائی نے تنگ کیا تو بدر سے نکل کر پنجاب کو چلے گئے حضرت حافظ موسیٰ صاحب ہاتھ پر بیت کی اور خلافت حاصل کر کے شہر امرہ میں واقع روہیلکنڈہ میں باہ سال تک آکر ہدایت طالبین میں مشغول رہے بعد ازاں لکھنؤ میں داروہدہ حیدر آباد میں اور اسی سال سے خاموشی اختیار کر لی جس آج کا لقب شاہ خاموش ہو گیا مشہور ہے کہ تین تین تشریف لینگے تھو اور ج بیت اللہ بھی کیا تھا مگر وہاں سے واپس ہونیکے بعد حیدر آباد میں بہہ واقعہ مشہور ہے کہ وقت پر وہ تشریف لائے مگر خاندان آج کی کوہ سجد کے عقب میں ہی اور روہیلکنڈہ میں آج کا نام ملی میں یوسف صاحب درگاہ کے متصل ہے نواب افضل الدولہ بہادر آج کے متقدم تھے اور چشمہ بہت کچھ مال و دولت نذر کیا کرتے تھے اب اس وقت لکھنؤ میں سید ہاشم حسینی عرف محمد شاہ صاحب ادون کے سجاد نشین ہیں انکو بھی سرکار اور امر نامدار سے کھینا میں ہزار روپیہ ماہانہ آمدنی ہے اور انہوں نے اپنے فرزند اصغر حسینی صاحب عرف شجاعیافت کو انجا نشین قرار دیا ہے۔

صاحبان ذیل مشاہیر فقرا حیدر آباد سے ہیں جواب اس وقت لکھنؤ میں بقید حیات ہیں اور انکا محض جاری ہے اور جن کے مفصل حالات ہم تک نہیں پہنچے۔
فضل اللہ شاہ صاحب قادری جو موسیٰ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ہیں سجاد نشین ہیں انکو علاوہ جاگیر کے ایک ہزار روپیہ ماہوار سرکار سے مقر ہے۔

ملک شاہ قادری جو جناب زرد علی شاہ صاحب قادری کے فرزند اکبر اور سجاد نشین ہیں یہ صاحب بھی پہر کٹھی پر چند روز سے وعظ فرمایا کرتے ہیں اور وعظ میں اکثر امر اور مدارالہام بھی تشریف لایا کرتے ہیں قریب تین ہزار روپیہ ماہانہ کی آمدنی ہے۔
حسین شاہ ولی قدس سرہ اکبر حسینی جو نہایت خود سال سات برس کی عمر کے ہیں سجاد نشین ہیں اور ادون کے چچا سید گیسو رازا ادون کے ولی ہیں۔

امداد علیشاہ صاحب خلیفہ مرزا سردار بیک صاحب برہم پور ہین اور اکثر مرید
 ہین۔ **صاحب علیشاہ صاحب**۔ خلیفہ حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی کے ہین اکر مرید
 جاگیر اور منصب ہر قریب دو ہزار روپیہ کے آمدنی ہے ہزاروں مرید کرتے ہین اور
 اور ہر سال اپنے بیروند کا بڑا ہوم دہم عرس کرتے ہین۔
 شیخ عبداللہ شاہ صاحب یہ بڑے اولیائے دکن سے ہین جنکے
 ہزاروں کراشین مشہور ہین اور ہزاروں معتقد مرید ہین۔
 محمد اکبر خان صاحب میرنواب صاحب قدس سرہ کے درگاہ کے سجاد ہین
 سرکار روپیہ منصب ملتا ہر اور عرس میں بھی چار پانچ سو روپیہ مل جاتے ہین۔
 آغا داد صاحب۔ خلیفہ مولے محمد حسن صاحب کپور ہین۔

۲۸	ماہ آذر ایک ہے اوتیس کا	ہر بشرہ خوشحال ہے اس سڑا
۳۰	شہر دے اور ہین تو اسفندیار	تیس دن کے یہہ مینے ہین چار
۳۱	۳۱ فردوسی اردی بہشت یہاں دو	ایک اور پتیس کے ہین نیک تو۔
۳۲	ایک ماہ تیس کا خورداد ہے	جکے نم سے ہر طرف فساد ہے
۳۱	شہر تیر ہے امرداد شہر پور	مہر آبان پانچ ہین صاحب ہنر
	ایک اور پتیس کے ہین اے ولی	ہکلو آگاہ کرد یا نوشتہ علی

نوٹ صفحہ ۱۹۔ ذکر محمد جیون خان بیادر۔ اس خاندان کے لوگ اکثر مسکین
 ہین ملازم ہین اور چند انین سے حضور کے پلنگ کی نشست میں بھی مینے ہین۔

تاریخ نظام اردو ساتھ صحت کے نام ہوئی۔

المشتہ
 حاجی نوشہ علیخان کتب فروش واقع چار منیا رحیدر آباد دکن۔

